چیف ایڈیٹر کے قلم سے

یوجنا

سب کے لئے گھر

سر پر چھت کا خواب وہ خواب ہے جو دنیا میں ہر شخص دیکھتا ہے تاہم مالی و مادی استطاعت پر آشیانہ کی نوعیت بدلتی ہے۔ ایک امیر اور معروف شخص اپنے لئے محل نما گھر تیار کراتا ہے جب کہ ایک غریب آدمی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے پناہ گاہ کی کوشش کرتا ہے، چاہے وہ پلاسٹک کا خیمہ ہی کیوں نہ ہو۔

ہندوستانی تناظر میں ایک زمانہ تھا جب مکان سازی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ مشترکہ خاندان کے نظام میں پورے خاندان کے لئے صرف ایک گھر ہی ہوتا تھا اور خاندان کے تمام ارکان اس ایک خاندانی گھر میں ہی رہتے تھے۔ ملازمت و روزگار کے لئے شہروں کی جانب ہجرت کے رجحان کے ساتھ ہی فیملی کے لئے گھر کا مسئلہ شروع ہوا۔ مشترکہ فیملی میں والدین، بچے اور شریک حیات کے والدین سب ساتھ رہتے تھے لیکن اس کے خاتمے نے ملک میں رہائش کے مسئلے کو اور زیادہ سنگین کر دیا جہاں والدین اور بچے دور الگ الگ رہنے لگے۔ شہری علاقوں میں رہائش کی خواہش نے شہروں کے سلم اور دور دراز علاقے میں آبادی میں اضافہ کر دیا۔ سال 2011 کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان کے شہری علاقوں میں گزشتہ دس برسوں کے دوران آبادی میں 91 ملین کا اضافہ ہوا۔ مردم شماری کے اعداد و شمار میں سال 2012 کے اوائل میں مکان کی تعمیر میں 18.78 ملین قلت کا اندازہ رکھا گیا تھا جس میں زیادہ تر مکانوں کی قلت پسماندہ طور پر کمزور (ای ڈبلیو ایس) اور کم آمدنی گروپ (ایل آئی جی) زمرے میں تھی۔

موجودہ وقت میں کفایتی مکان کی فراہمی سب سے بڑا چیلنج ہے۔ آج کے دور میں اپنے آشیانے کے لئے نوجوان نسل کی منصوبہ بندی لازمی بن گئی ہے جنہیں اپنے کیریئر کی شروعات ہی اپنے لئے ایک مستقل گھر کی جدو جہد کے ساتھ کرنی پڑتی ہے۔ آسمان کو چھوتی ہوئی زمینوں کی قیمت اور شہری علاقوں میں ریئل اسٹیٹ کے اونچے دام نے مکانوں کو ناقابل دسترس بنا دیا ہے۔ تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے مکانوں کے کرائے' بدعنوان بلڈرز' غیر منظور شدہ اراضی' غیر معیاری سامان تعمیر وغیرہ نے سپلائی اور مانگ کے درمیان خلیج کو مزید وسیع کر دیا ہے۔

اس طرح کی صورت حال میں حکومت کے ضابطوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جب اراضی کی تحویل' باز آبادکاری اور بحالی سے متعلق بل نے کثیر المقاصد کی بنیاد پر زمین کے مناسب اور جائز استعمال کو یقینی بنایا ہے۔ وہیں حکومت نے گھر خریدنے والوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ریئل اسٹیٹ ریگولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ ایکٹ متعارف کیا ہے۔ حکومت نے ہندوستان میں متوسط آمدنی، کم متوسط آمدنی والے زمرے اور خط افلاس سے نیچے زندگی بسر کرنے والے اپنے شہریوں کی رہائش کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے سب کے لئے گھر کے مقصد سے پردھان منتری آواس یوجنا کا آغاز کیا ہے۔ پردھان منتری آواس یوجنا کا مقصد سال 2022 تک کچے مکانوں میں رہنے والے تمام افراد کو تمام بنیادی سہولتوں کے ساتھ پکا مکان فراہم کرانا ہے۔ مالی محاذ پر نیشنل ہاؤسنگ بینک نے ہاؤسنگ فائنانس کمپنیاں قائم کی ہیں، ریزرو بینک آف انڈیا کمرشیل بینک اور جزوی کوآپریٹو بینک شروع کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے افراد کے لئے سبسڈی کی بنیاد پر قرض کی سہولت شروع کی گئی ہے جو ان مکانوں کو خریدنے کے لئے مالی طور پر استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔

مکان سازی میں انفرااسٹرکچر کا بھی اہم کردار ہے۔ سڑکیں، میٹرو ٹرین، اسکول، اسپتال، شاپنگ ایریا اور بچوں کے کھیلنے کے میدان وغیرہ جیسی ڈھانچہ بندی کی مناسب سہولتوں کا بھی اہم کردار ہے اور یہ سب سال 2022 تک سب کے لئے گھر کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے لازمی ہیں۔ آج کے وقت میں تعمیرات میں پائیدار اور ماحولیات کے عین مطابق میٹریل کے استعمال کی بھی برابر کی اہمیت ہے۔ علاوہ ازیں ان گھروں کے ڈیزائن اس طرح سے تیار کئے جائیں کہ وقت اور قدرت کے امتحان میں یہ گھر اپنی بنیادوں پر قائم رہیں۔ گھروں میں دستیاب بنیادی سہولتوں میں بے ضرر ٹکنالوجی کا استعمال کیا جانا چاہئے تاکہ یہ ٹکنالوجی گھروں کو ماحولیات کے عین مطابق رکھیں اور گرمیوں میں مصنوعی کولروں اور سردیوں میں ہیٹر کی ضرورت کو ختم کیا جا سکے۔ اسمارٹ سٹی مشن اور اٹل مشن فار ری جوینیشن اینڈ اربن ٹرانسفارمیشن (اے ایم آر یو ٹی) کا مقصد شہروں کو فروغ دیتے ہوئے ان مسائل کو حل کرنا ہے تاکہ شہریوں کو بنیادی ڈھانچہ بندی فراہم کی جائے اور انہیں صاف اور اچھا ماحول دستیاب ہو نیز معیاری خدمات کے تعلق سے امور کا تصفیہ کیا جا سکے۔

زندگی اور اہل خانہ کی خوشی کے لئے ایک مستحکم گھر لازمی ضرورت ہے اور حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ہر کسی کو ایک بہتر گھر اور ایک بہتر زندگی میسر ہو۔

درگا شنکر مشرا

شہری علاقوں میں سستی ہاؤسنگ:

مسائل اور مستقبل کا لائحہ عمل

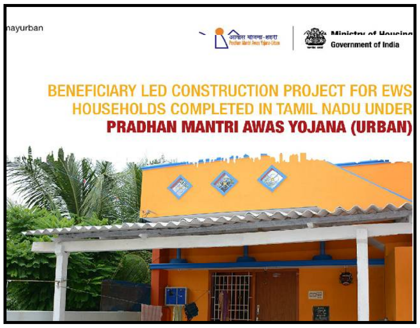

رہائش کے شعبے میں ایجادات پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ کم لاگت والی ہاؤسنگ اور تیزی سے کام کرنے والی تعمیراتی ٹیکنالوجی کا استعمال، شہری علاقوں میں سستی رہائش کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ ہمارے معزز وزیر اعظم کی دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کے لیے سبھی شراکت دار عزم کیے ہوئے ہیں جس میں مرکز ریاست اور بلدیاتی ادارے اور نجی شعبے شامل ہیں تاکہ بھارت کی آزادی کی 75ویں سالگرہ پر سب کو گھر فراہم کیا جاسکے۔

سکریٹری، ہاؤسنگ اور شہری اموری کی وزارت، حکومت ہند
secy-mhupa@nic.in

شہر اقتصادی ترقی اور ایجاد کے انجن ہیں۔ شہری بھارتی اب آبادی کا ایک تہائی حصہ ہیں اور وہ ملک کے مجموعی گھریلو پیداوار کے پانچ میں سے تین حصے سے زائد کی پیداوار پر اثر انداز ہیں۔ ہاؤسنگ بھارتی معیشت کے لئے ایک اہم شعبہ ہے کیونکہ اس کے ساتھ 269 دیگر صنعتیں منسلک ہیں۔ ہاؤسنگ شعبے کی ترقی کا راست اثر روزگار کے مواقع کی پیدوار، مجموعی گھریلو پیداورا کی ترقی اور معیشت میں کھپت کے طریقے پر ہوتا ہے۔

دنیا بھر میں تیزی سے محسوس کیا گیا ہے کہ پائیدار ہاؤسنگ اور شہری ترقی کا ، لوگوں کی زندگی اور سماجی اور معاشی فلاح و بہبود پر اہم اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح ہاؤسنگ، نئے شہری ایجنڈا کے رہائش 2016 کا مرکز ہے۔ سینڈائی فریم ورک (2015) اور موسمیاتی تبدیلی پر پیرس معاہدے (2016) کے عزم کو پورا کرنے میں مستقل اور آفات سے نبرد آزما ہونے والی رہائش کو ایک اہم عنصر کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ مضبوط ترقی کے اہداف میں سے گیارہ مقاصد شہروں اور انسانی بستیوں کو جامع، محفوظ، لچک دار اور پائیدار بنانا ہے۔ بھارت نے بھی لوگوں کی سماجی و اقتصادی حالات کو بہتر بنانے کے لئے ہاؤسنگ کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور اس کے مطابق 2022 تک سب کے لیے گھر مشن کو شروع کیا ہے۔

مذکورہ بالا باتوں کو ذہن میں رکھ کر، یہ مضمون پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تعارف کے بعد، دوسرے سیکشن میں ہاؤسنگ کے پس منظر اور چیلنجوں پر بحث ہوئی ہے۔ تیسرے سیکشن میں، حکومت کی پالیسی اور اس کے لیے بنائے گئے پروگرام کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ چوتھے حصے میں ہاؤسنگ کو دیگر مشنوں کے ساتھ جوڑنے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ آخری سیکشن بطور نتیجہ چند باتیں بیان کی گئی ہیں۔

2. **ہاؤسنگ پس منظر اور چیلنجز**: رہائش اور شہری غربت کے خاتمے کی سابقہ وزارت کی طرف سے قائم کردہ شہری ہاؤسنگ کمیشن، 2012-17 (ٹی جی-12) کے تکنیکی گروپ کے مطابق یہاں 18.78 ملین ہاؤسنگ یونٹس کی کمی ہے۔ ان میں سے، اقتصادی طور پر کمزور طبقہ (EWS) کے پاس اکیلے 10.55 ملین یونٹس یا مجموعی کمی کا 56.2 فیصد ہے۔ کم آمدنی والے گروپ (ایل آئی جی) کو 7.41 ملین ہاؤسنگ یونٹس یا 39.4 فی صد کی ضرورت ہے جبکہ درمیانے اور زیادہ آمدنی والے گروپ کو 0.82 ملین یا 4.4 فی صد کی کمی ہے۔ 76 فی صد رہائش کی کمی دس ریاستوں میں ہے۔ یہ ریاستیں ہیں اتر پردیش، مہاراشٹر، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، تمل ناڈو، بہار، راجستھان، مدھیہ پردیش، کرناٹک اور گجرات (ٹی جی 12، 2012)۔ یہ چیلنج شاندار موقع فراہم کرتا ہے کہ ہماری معیشت کو تعمیر کے ذریعے اور تعمیراتی سرگرمیوں کے آغاز سے فروغ دیا جائے۔

جبکہ ٹی جی 12 کی رپورٹ نے 2011 میں 18.78 ملین کی ہاؤسنگ کمی کا اظہار کیا ہے، بھارت میں 2011 کی مردم شماری کے مطابق، شہری بھارت میں 11.07 ملین گھر خالی ہیں۔ اس سے ہاؤسنگ مارکیٹ میں مطالبہ اور فراہمی کے درمیان عدم توازن کی بات سامنے آتی ہے۔ اور یہ بھی کہ اضافی ہاؤسنگ اعلی

آمدنی والے گروپوں میں ہے، جبکہ 95 فی صد کمی ای ڈبلیوایس اورایل آئی جی طبقے میں ہے۔اس کے علاوہ، اندازے بتاتے ہیں کہ 2011 میں ہندوستان کی شہری آبادی میں 2.76 کی سالانہ ترقی کی شرح درج کی گئی ہے،اوراس کے سال 2050 تک 814 ملین افرادتک بڑھنے کا اندازہ ہے۔ یہ بڑھتی ہوئی آبادی ہاؤسنگ اور بنیادی ڈھانچے کی فراہمی میں ایک اہم چیلنج پیش کرے گی،خاص طور پر غریبوں میں۔ اس سے بے گھر افراداور اسی طرح مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے۔زمین کی زیادہ قیمتوں نے غریبوں کو جھگیوں اور عارضی ٹھکانوں پر رہنے یا شہری علاقے میں زمینوں پر قبضہ کرکے زندگی گزارنے پر مجبور کیا ہے۔اس سے بے ترتیب اور غیر منتظم ترقی کا راستہ ہموار ہوا ہے۔ترقی یافتہ اور رہن سے پاک زمین کی کمی کی وجہ سے تعمیر کے اخراجات میں اضافہ، نجی شعبے کی شراکت میں کمی، قابل عمل رینٹل مارکیٹ کی کمی، غریبوں کو گھر کے لیے قرض کی عدم دستیابی، کچھ ایسے چیلنجز ہیں جن کے لئے سستی ہاؤسنگ مارکیٹ کی ترقی کی جانی چاہیے۔کم لاگت کے تعمیراتی مواد اور مینوفیکچرنگ کے طریقوں میں تکنیکی جدتوں کو مارکیٹ میں کم مقبولیت حاصل ہے۔اس میں کچھ انضباطی رکاوٹیں بھی ہیں جیسے طویل اور تھکا دینے والا منظوری کا عمل، ماحولیاتی کلیئرنس، ذیلی قوانین کی تیاری اور ماسٹر پلان کے نفاذ میں وضاحت کی کمی۔

3. حکومت کے اقدامات: پروگرام، پالیسیاں اور اصلاحات: آزادی کے بعد سے، بھارتی حکومت نے غریبوں کو گھر فراہم کرنے کے لئے بہت سی پالیسیوں اور پروگراموں کو اپنایا ہے۔ان میں صنعتی کارکنوں اقتصادی طور پر کمزور طبقے کے لئے مربوط سبسڈائزڈ ہاؤسنگ اسکیم (1952)؛ کم آمدنی والے گروپ کے لیے ہاؤسنگ اسکیم (1956)؛ جھگیوں کو بہتر بنانے/ کلیئرنس اسکیم (1956ء میں شروع ہوئی اور 1972 میں قومی سطح پر بند کر دیا گیا)؛ شہری جھگیوں کی ماحولیاتی بہتری (1972)؛ نیشنل سلم ڈویلپمنٹ پروگرام (1996)؛ ہاؤسنگ اینڈ شیلٹر اپگریڈیشن کی اسکیم (نہرو روزگار اسکیم کے حصہ کے طور پر SHASHU کو 1989 میں شروع کیا گیا اور 1997 میں بند کردیا گیا)؛ نائٹ شیلٹر (1988-89) شامل ہیں۔دولاکھ ہاؤسنگ پروگرام، وامبے (والمیکی امبیڈکر رہائشی منصوبہ (2001-02) میں شروع کی گئی)، JnNURM (جواہرلال نہرو قومی شہری تجدید مشن)-راجیو آواس یوجنا (آرآے وائی)، راجیو رن (قرض) یوجنا (آرآر وائی) اور تازہ ترین پردھان منتری آواس یوجنا-شہری (PMAY-U) بھی انہیں منصوبوں کا حصہ ہے۔ان کے علاوہ، مختلف وزارتوں کے اپنے پروگرام ہیں جن کے لیے ان کا مخصوص دائرۂ کار ہے۔پہلے کیے گئے اقدامات کا مجموعی اثر محدود ہے، کیونکہ ان کا زیادہ تعلق جھگیوں کی ترقی یا انہیں بہتر بنانے سے تھا۔

حکومت نے سستی ہاؤسنگ کے چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے کئی پالیسی اقدامات کئے ہیں۔1988 میں پہلی قومی نیشنل ہاؤسنگ پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا۔ مرکزی حکومت میں تبدیلی کے ساتھ، 1994 میں ایک نظر ثانی شدہ پالیسی وجود میں آئی۔ ایک نئی ہاؤسنگ اور رہائش کی پالیسی کا اعلان 1998 میں کیا گیا تھا جس میں رہائش کے لئے اضافی رہائش کے پہلوؤں پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اس پالیسی نے کچھ اہم ترین اقدامات کیے جیسے اربن لینڈ سیلنگ اینڈ ریگولیشن ایکٹ (یو ایل سی آر اے) کو منسوخ کیا اور رئیل اسٹیٹ میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) میں اضافہ کیا۔ تاہم، یہ تمام پالیسیاں عام تھیں اور دیہی اور شہری علاقوں دونوں پر لاگو تھیں۔ ایک نئی پالیسی 'قومی شہری ہاؤسنگ اینڈ ہاؤسنگ پالیسی' کا 2007 میں اعلان کیا گیا۔ اس پالیسی میں "سب کے لئے سستی ہاؤسنگ" کا مقصد حاصل کرنے کے لئے مختلف قسم کے عوامی نجی شراکت داری کو فروغ دینا تھا۔ اس پالیسی نے نئے گھریلو منصوبوں میں LIG / EWS گروپوں کے لئے زمین کے مقررہ انتظام پر زور دیا۔ پالیسی میں مرکزی حکومت،

ٹیبل 1: PMAY عناصر کی خصوصیات

آئی ایس ایس آر	- وسائل کے طور پر زمین کا استعمال -نجی شراکت داری کے ساتھ -حکومت ہند کی امداد @ایک لاکھ روپے فی گھر اگر ضرورت ہوئی تو مزید FSI/TDR/FAR کی فراہمی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی جانب سے کی جائے گی۔			
بی ایل سی	EWS زمرہ کے لئے جنہیں ذاتی گھر کی ضرورت ہوتی ہے حکومت ہند کی امداد @ایک لاکھ پچاس ہزار روپے فی گھر، تعمیر کے لیے یا موجود گھر میں اضافوں کے لیے۔			
اے ایچ پی	نیم ریاستی ایجنسیوں سمیت نجی شعبے یا عوامی شعبے کے ساتھ سستے ہاؤسنگ منصوبے میں ہر EWS کے گھر کے لیے مرکزی امداد ایک لاکھ پچاس ہزار روپے			
سی ایل ایس ایس	EWS، LIG اور MIG کے لئے سود سبسڈی			
	ای ڈبلیوایس	ایل آئی جی	ایم آئی جی-1	ایم آئی جی-II
گھریلو آمدنی (روپیہ سالانہ)	تین لاکھ تک	تین لاکھ تک	چھ لاکھ تک	چھ لاکھ تک
سود سبسڈی (فیصد سالانہ)	6.5 فیصد	6.5 فیصد	4 فیصد	3 فیصد
ڈی یو کارپیٹ ایریا	30 مربع میٹر	60 مربع میٹر	90 مربع میٹر	110 مربع میٹر

ٹیبل 2: 31 جولائی 2017 کو پی ایم اے وائی کی صورت حال

نمبرشمار		ریاست کا نام/یوٹی ریاست	(کروڑ روپے میں)	(کروڑ روپے میں)		
1		آندھرا پردیش	207	24839.86	6324.29	420386
2		بہار	180	3911.18	1454.39	88371
3		چھتیس گڑھ	69	2964.39	517.05	35357
4		گوا	-	1.46	0.36	20
5		گجرات	174	10377.68	2256.15	156493
6		ہریانہ	5	341.22	227.53	4474
7		ہماچل پردیش	36	221.92	96.58	4897
8		جموں وکشمیر	44	292.32	104.23	6250
9		جھارکھنڈ	184	3031.89	1264.06	81725
10		کرناٹک	842	9251.19	3342.43	203145
11		کیرالہ	106	1082.55	517.52	32642
12		مدھیہ پردیش	368	19452.61	4411.51	286949
13		مہاراشٹر	49	14144.68	2069.00	133043
14		اڑیسہ	116	2663.78	976.66	59525
15		پنجاب	329	1214.90	604.41	42905
16		راجستھان	65	3190.45	790.19	44763
17		تمل ناڈو	1634	11945.24	5087.18	334801
18		تلنگانہ	146	5003.44	1253.12	83094
19		اترپردیش	256	3262.07	1339.13	78727
20		اتراکھنڈ	41	516.52	203.52	8072
21		مغربی بنگال	153	5903.72	2184.70	144862
		سب ٹوٹل (ریاستیں)	5004	123613.09	35024.02	2250501
22	شمال مشرقی	اروناچل پردیش	5	98.16	78.44	1606
23	ریاستیں	آسام	47	1247.78	548.89	36577
24		منی پور	24	679.52	396.72	26451
25		میگھالیہ	8	32.23	11.51	764
26		میزورم	9	222.92	165.29	10552
27		ناگالینڈ	13	335.03	229.27	13560
28		سکم	1	1.95	0.65	43
29		تریپورہ	24	1267.49	722.57	45972
		سب ٹوٹل (شمال مشرقی ریاستیں)	131	3885.09	2153.34	135525
30		اے اینڈ آئی لینڈ (مرکزی علاقے)	3	53.96	9.14	609
31		چنڈی گڑھ	-	1.29	0.21	10
32		دادرونگرحویلی	1	39.32	15.12	946
33		دمن ودیو	2	5.06	2.11	136
34		دہلی	-	50.18	8.91	468
35		لکشدیپ	-	-	-	-
36		پوڈوچیری	6	162.81	58.01	3866
		سب ٹوٹل (یوٹی)	12	312.63	93.49	6035
		گرانڈ ٹوٹل	5147	127810.81	37270.84	2392061

ہاؤسنگ اور انسداد شہری غریبی کی وزارت

ریاستی حکومتوں، مقامی اداروں، بینکوں، ہاؤسنگ فنانس اداروں اورعوامی ایجنسیوں کے خاص کردار کا تصور پیش کیا گیا تھا۔ ہاؤسنگ سیکٹر کے بڑھتے ہوئے چیلنجوں کو دیکھتے ہوئے، حکومت اب اس پالیسی پر نظر ثانی کرنا چاہتی ہے۔

مزید نجی شعبے کی شراکت کی ضرورت کوتسلیم کرتے ہوئے، حکومت نے ایک قومی پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ پالیسی بھی تیار کی ہے۔ پالیسی نجی شعبوں کے ذریعہ مختلف علاقوں میں بڑی تعداد میں منصوبوں کو لاگو کرنے کے اصولوں کا تعین کرتی ہے۔ رینٹل رہائش کی ضروریات کو قبول کرتے ہوئے، ماڈل ٹیننسی ایکٹ کے ساتھ ساتھ ایک قومی شہری رینٹل ہاؤسنگ پالیسی کا مسودہ تیار کیا گیا ہے تاکہ رسمی رینٹل رہائش کے لئے نوزائیدہ مارکیٹ کومتحرک کیا جاسکے۔

حکومت کی طرف سے مختلف اصلاحات کے اقدامات کئے گئے ہیں، جس نے سستی رہائش کے شعبے کو سرمایہ کاری کے لیے ایک پرکشش منزل کے طور پر پیش کیا ہے۔ رئیل اسٹیٹ ریگولیشن ایکٹ (آر ای آر اے)، آزادانہ غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) قوانین، رئیل اسٹیٹ سرمایہ کاری ٹرسٹس (آر ای آئی ٹی) اور اشیا اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کچھ تاریخی اصلاحات ہیں۔ آر ای آر اے، جو یکم مئی، 2017 کو لاگو ہوا، غیر منظم رئیل اسٹیٹ کے شعبے کو منصفانہ، شفاف لین دین سے کنٹرول کرتا ہے جو صارفین کے مفادات کی حفاظت کے علاوہ سرمایہ کاروں کے اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔ جی ایس ٹی یکم جولائی، 2017 کو شروع کیا گیا تھا تاکہ ٹیکس شفافیت اور پیشین گوئی اور سپلائی کی کارکردگی میں بہتری کے ساتھ ایک مربوط مارکیٹ بنانے کے لئے وفاقی ٹیکس رکاوٹوں کو ختم کیا جاسکے۔

تجارت کرنے میں آسانی کے لئے ضروری اقدامات جیسے تیز قبولیت اور منظوری، سنگل ونڈو کلیئرنس نظام، خودکار عمارت منصوبہ منظوری کا نظام اور جائیداد کا ٹائٹل سرٹیفکیشن شروع کیا گیا ہے تاکہ منصوبے، اخراجات اور وقت سے زیادہ متاثر نہ ہوسکیں۔ اس کے علاوہ، حکومت نے سستی رہائش کے لئے 'بنیادی ڈھانچے کا اسٹیٹس' فراہم کیا ہے، جو اس منصوبے کے قرض کو سستا بناتا ہے اور بدلے میں خریداروں کے لئے گھروں کی قیمتوں میں کمی ہوتی ہے۔ بنیادی ڈھانچے کا اسٹیٹس، سستی رہائش کے شعبے میں نجی سرمایہ کاری لانے کی سمت طویل عرصے تک کام کرے گا۔ 2016-17 اور 2017-18 کے بجٹ میں مالی مراعات جیسے انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 80-آئی بی اے کے تحت براہ راست ٹیکس فائدے، براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری اور ای سی بی قراردادوں میں چھوٹ اور کارپیٹ ایریا کی تعریف کے معیاری استعمال کے ذریعے ایک قابل ماحول پیدا کرنے کی خاطر ایک پلیٹ فارم فراہم کیا گیا تھا۔

مرکز نے PMAY-U کے تحت ایک نئی وسیع بنیاد والے کریڈٹ لنکڈ سبسڈی اسکیم (CLSS) کے ذریعے اہم رہن اصلاحات کئے ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ اس کا فائدہ EWS اور LIG طبقہ تک پہنچ گیا۔ اس نے ریزرو بینک آف انڈیا کے گھر خریداروں کے لیے شرح کی کٹوتیوں کو تیزی سے پہنچانے کے لیے مارجینل کوسٹ آف فنڈز بیسڈ لینڈنگ ریٹ (MCLR) شروع کی ہے۔

نیا شہری ہاؤسنگ مشن: جون 2015 میں، معزز وزیراعظم نے 2022 تک سب کو رہائش فراہم کرنے کے لئے پردھان منتری آواس یوجنا-شہری (پی ایم اے وائی-یو) کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ریاستوں/مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں مقامی بلدیاتی اداروں (ULBs) اور دیگر نفاذ ایجنسیوں کو مرکزی امداد فراہم کرتا ہے۔ اس پروگرام کے چار عناصر ہیں: کریڈٹ لنکڈ سبسڈی اسکیم (CLSS) اور دیگر تین مرکز کی جانب سے اسپانسر کی جانے والی اسکیم ہیں۔

وفاقی جمہوریت کی روح میں، مشن نے ریاستوں میں رہائش کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے مشن کے چار عناصر کے درمیان سب سے بہترین آپشن منتخب کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ مشن کے ہدایات کے مطابق پروجیکٹ کی تیاری اور منظوری کے عمل کو ریاستوں پر چھوڑ دیا گیا ہے، تاکہ منصوبے جلد تیار کیے جاسکیں، انہیں منظوری مل سکے اور لاگو ہوسکیں۔ گزشتہ پروگراموں کے نفاذ سے سبق لیتے ہوئے، پی ایم اے وائی نے ہر ULBs کے کارروائی کے تمام منصوبوں کے لئے کے لچکدار، مانگ کی بنیاد کے نقطہ نظر اور ایک سبھی کے لیے جامع ہاؤسنگ شروع کی ہے۔

in-situ slum redevelopment (ISSR) کے تحت، ذاتی ڈویلپرز کو زمین دی جاتی ہے اور کم آمدنی والے گھروں، خاص طور پر جھوپڑی والے لوگوں کے لئے رہائش گاہ بنانے کے لئے بغیر حدود والی زمین کے حصے کا قیمت طے کرنے کے لئے ترغیبات دی جاتیں ہیں۔ جھگیوں کی از سرنو ترقی اور بازآبادکاری کے ساتھ نجی ڈویلپرز پر، منصوبے کے نفاذ کے عمل کے دوران صارفین کے لئے عارضی رہائش فراہم کرنے کا ذمہ بھی ہوتا ہے اور اس کے منصوبے کی تکمیل کے بعد صارفین کو وہاں ان کے لیے الاٹ کیے گھر میں پہنچانے کو یقینی بنایا جانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ جب جھوپڑیاں ایک بار پھر سے تیار ہوجاتی ہیں تو مقامی بلدیاتی اداروں کی طرف سے مطلع کیا جائے۔ ریاستوں کو ایک جھگی کی باز آبادکاری کے لیے ہر گھر کے لئے اوسطاً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے، تاکہ اہل جھگی والوں کو (نجی زمین پر موجود جھگیوں کو چھوڑ کر) گھر فراہم کرسکیں۔

کریڈٹ لنکڈ سبسڈی اسکیم (CLSS) کے تحت، شروع میں کمزور طبقوں کو ہوم لون پر سبسڈی دی گئی تھی۔ سال 2017 میں، CLSS کے دائرے کو ایک سال کے لیے وسیع کر دیا گیا تاکہ MIG طبقہ کو شامل کیا جاسکے۔ تاہم، ان کے سود سبسڈی کی قرض کی شرح رقم کی بنیاد پر 3 اور 4 فیصد تک محدود تھی۔ (ٹیبل 1) یہ قرض نئے گھر کی تعمیر یا اضافی کمروں کی تعمیر کے لیے دیا جاتا ہے۔ EWS کے لیے (زیادہ سے زیادہ 30 مربع میٹر)، LIG کے لیے (60 مربع میٹر تک) کے زمروں کے لئے، رہائشی قرض پر 6.5 فی صد سود سبسڈی فراہم کی جاتی ہے جسے 15 سال کی مدت تک حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ سبسڈی صرف 6 لاکھ روپے تک کے قرض کے لئے دستیاب ہے۔ مرکزی سطح پر نیشنل ہاؤسنگ بینک اور ہاؤسنگ اور شہری ترقیاتی کارپوریشن (HUDCO) جیسی نوڈل ایجنسیاں، قرض

دینے والے اداروں کو سبسڈی کو منظم کرنے اور پیش رفت کی نگرانی کرنے کی ذمہ دار ہیں۔

شراکت کے ذریعے سستی ہاؤسنگ (AHP) کے تحت فراہم کئے گئے رہائش گاہوں کے لئے، ای ڈبلیو ایس گھروں کو امداد دی جاتی ہے جب وہ عوامی/نجی اسٹیک ہولڈرز کی شراکت کے ساتھ تعمیر کیے گئے ہوں۔ مرکزی مدد 1.5 لاکھ فی EWS گھر کی شرح سے فراہم کی جاتی ہے۔ ریاست فروخت کی قیمت طے کرتی ہے۔ ریاست، حوصلہ افزائی کے طور پر، دیگر مراعات میں توسیع کرسکتا ہے جیسے سبسڈی، زمین اور اسٹامپ ڈیوٹی میں چھوٹ فراہم کرنا۔ ایسے منصوبے مختلف طبقوں کے لئے گھر کی خاطر ہوسکتے ہیں، لیکن مرکزی مدد کے لئے صرف تب ہی غور کیا جائے گا جب کم از کم 35 فی صد گھر EWS زمرہ کے لئے ہوں گے۔

فائدہ پانے والے/صارف کی قیادت والے ہاؤسنگ کی تعمیر (BLCH) کے لئے، نئے گھروں کی تعمیر کے لئے یا موجودہ گھروں کی تجدید کے لئے 1.5 لاکھ روپے کی مرکزی امداد EWS طبقے سے متعلقہ نجی اہل خاندانوں کو فراہم کی جاتی ہے۔ صارفین کو ULB میں درخواست اور ضروری دستاویزات جمع کراکر رابطہ کرنا ہوتا ہے۔ ایسی تمام درخواستوں کی بنیاد پر؛ ULB شہر کی سطح پر ایک مربوط رہائشی منصوبہ تیار کرتی ہے۔

مشن کے آغاز کے بعد، تقریبا 24 لاکھ گھروں کو منظور کیا گیا ہے۔ تقریبا 10 لاکھ گھروں کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے۔ پانچ ہزار 147 منصوبوں میں، ایک لاکھ، 27 ہزار، 810 کروڑ روپے کی مرکزی امداد بھی شامل ہے۔ CLSS کے تحت، 48 ہزار 863 نئے گھروں کے لئے 962 کروڑ روپے کی سبسڈی 31 جولائی 2017 تک جاری کی گئی ہے۔ (ٹیبل 2) سب سے زیادہ منصوبے اب تک آندھرا پردیش میں منظور کیے گئے ہیں، اس کے بعد تمل ناڈو، مدھیہ پردیش اور کرناٹک کا نمبر ہے (ٹیبل 2)۔ ریاستوں/مرکزی کے زیر انتظام علاقوں کی جانب سے ان منصوبوں کی صورت حال، پیش رفت اور کام کی باقاعدگی کے ساتھ نگرانی کی جارہی ہے۔ منظوری والے گھروں کی ترقی کو بہتر ڈیزائن اور تکنیکی حل کے ساتھ مزید رفتار دی گئی ہے۔ بی ایل سی جیوٹیگنگ کے ذریعہ مانیٹرنگ کی جا رہی ہے اور تمام فوائد آدھار سے مربوط ہیں۔

پائیدار جدید تعمیراتی ٹیکنالوجی کو حاصل کرنے کے لئے، PMAY-U کے تحت اس عمل کو آسان بنانے کے لئے ایک ٹکنالوجی Sub-Mission قائم کیا گیا ہے۔ یہ معیاری تعمیر، سبز ٹیکنالوجی کو نافذ کرتا ہے، مختلف جغرافیائی موسم زون کے مطابق لچکدار ڈیزائن کی تیاری اور تیزی سے تعمیر میں مدد کرتا ہے۔ یہ مختلف ایجنسیوں، ریگولیٹری اور انتظامی اداروں کے ساتھ تعینات کرنے اور بعض صورتوں میں تعمیر کے لئے اپنانے والے آفات مزاحم اور پائیدار حکمت عملی کو بھی بڑھاتا ہے۔ یہ منصوبہ مقامی طور پر گھر کے موزوں ڈیزائن اور آفت کی مزاحمت کی تکنیکوں کی تیاری کو فروغ دیتا ہے۔ بڑھتی ہوئی رہائش کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے، یہ منصوبہ تعمیراتی مواد جیسے مقامی سطح پر تیار کیے گئے اینٹوں کو استعمال کرتا ہے اور کم لاگت کی ٹیکنالوجیز جیسے سیمنٹ کا استعمال کرتا ہے جس سے زمین پختہ ہوتی ہے اور راکھ نہیں اڑتی ہے۔ یہ منصوبہ زیادہ پائیدار اور جامع سستی ہاؤسنگ بنانے کے لئے توانائی کی کارکردگی کو متحرک کرنے کے لئے ہدایات کو اختیار کرتا ہے۔

4. **دیگر شہری مشن کے ساتھ ہاؤسنگ مشن کا انضمام**: شہری منصوبوں کا آپس میں انضمام، بنیادی ڈھانچے اور سماجی دونوں ہی سطح پر ضروری بنیادی ڈھانچے سے لیس رہائش کی مانگ کو پورا کرنے کے معاملے میں شہروں کو تیزی سے اپ گریڈ کرنے میں مدد کرتا ہے۔

اسمارٹ سٹی مشن (SCM) شہری ترقی کی وزارت (MoUD) کا ایک اہم مشن ہے جس کا مقصد ان شہروں کو فروغ دینا ہے جو بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں اور اسمارٹ سولیوشن کے ذریعے اپنے شہریوں کو بہترین معیار پیش کرتے ہیں۔ ہاؤسنگ 'اسمارٹ شہروں' کی تجویز کی گذارش کے تحت تصور کردہ مداخلتوں کے اہم عناصر میں سے ایک ہے۔ علاقے کی بنیاد پر ترقی اسمارٹ شہروں کا ایک اہم عنصر ہے، جو موجودہ علاقوں (دوبارہ بہتری اور از سر نو ترقی) کی کایا پلٹ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جس میں جھگیوں کو بہتر منصوبے کے تحت ترقی دینا ہے، جس سے پورے شہر کی طرز زندگی میں بہتری کی امید ہے۔ بہت سے اسمارٹ شہر کی قراردادوں میں علاقے کی بنیاد پر ترقی کے تحت رہائش فراہم کرنا شامل ہے اور PMAY (شہری) کے ساتھ انضمام کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

کایا پلٹ اور شہری تبدیلی کے لئے اٹل مشن (AMRUT) نے ہر گھر میں پانی اور سیوریج کنکشن کی فراہمی، کھلی جگہ کو بہتر بنانے اور نقل وحرکت کے حل کے ذریعے آلودگی کو کم کرنے کے لئے کوشش کی، جس کے ذریعے بنیادی خصوصیات پر مبنی رہائش فراہم کی گئی تھی۔ یہ مشن ملک کے 500 شہروں میں نافذ ہے۔ اس اسکیم کے ساتھ انضمام لازمی بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں مددگار ہوگا۔

سوچھ بھارت مشن (شہری) کا مقصد کھلے میں بیت الخلا کو ختم کرنا، ہاتھ سے کچرا اٹھانے کے عمل کو ختم کرنا اور جدید اور سائنسی میونسپل ٹھوس کچرا مینجمنٹ کو متعارف کرانا ہے۔ ہاؤسنگ یونٹ کے اندر بیت الخلا کی تعمیر مشن کا ایک لازمی حصہ ہے۔ ایس بی ایم کے ساتھ PMAY کا انضمام حفظان صحت سے متعلق بنیادی ڈھانچے کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔

شہری بے گھروں کو پناہ گاہ فراہم کرنے کا مشن **دین دیال اپادھیائے انتودیے یوجنا - نیشنل اربن لائیولی ہوڈ مشن** (DAY-NULM)، بے گھر شہری آبادی کو بنیادی ڈھانچوں سے لیس مستقل پناہ گاہ مہیا کرانے اور ان کی دستیابی کو یقینی بناتا ہے۔

قومی شہری صحت مشن (NUHM) شہری آبادی بالخصوص شہری غریبوں کو ضروری بنیادی صحت کی دیکھ بھال کی خدمات فراہم کرکے اور علاج کے لئے اخراجات کو کم کرکے شہری صحت خدمات پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس مشن کا PMAY کے ساتھ انضمام مجموعی طور پر بہت ترقی زیادہ ترقی کرسکتا ہے۔

5. **خلاصۂ کلام**: 2022 تک سب کو گھر مہیا کرانے کے قومی مشن کو حاصل کرنے کے لیے مختلف سطحوں پر تمام ارکان کے صلاحیت کی تعمیر بنیادی شرط

ہے۔منصوبے کے مقصد پر عملدرآمد پر اچھی کارکردگی اور عمل کے لیے اسے مختلف شراکت داریوں کے درمیان تقسیم کرنا فائدے سے خالی نہیں۔ ریاستوں کا اس میں بہت بڑا کردار ہے کیونکہ 'رہائش اور شہری ترقی' آئین کے مطابق ریاست کا معاملہ ہے۔اپنی پالیسیوں کے ذریعے، ریاستیں جامع ہاؤسنگ لائحہ عمل کو تیار کرسکتی ہیں جس میں اس دیرینہ کام کو حاصل کرنے کے لیے صحیح آئینی اور قانونی ڈھانچے کو واضح طور پر مدنظر رکھا گیا ہو۔

رہائش کے شعبے میں ایجادات پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔کم لاگت والی ہاؤسنگ اور تیزی سے کام کرنے والی تعمیراتی ٹیکنالوجی کا استعمال، شہری علاقوں میں سستی رہائش کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر کرنے کی ضرورت ہے۔یہ اس بات کو یقینی بنائے گا کہ ہمارے معزز وزیراعظم کی دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کے لیے سبھی شراکت دار عزم کیے ہوئے ہیں جس میں مرکز ریاست اور بلدیاتی ادارے اور نجی شعبے شامل ہیں تا کہ بھارت کی آزادی کی 75ویں سالگرہ پر سب کو گھر فراہم کیا جاسکے۔

☆☆☆

اقتصادی سروے 2016.17 جلد۔2 میں اصلاحی اقدامات کی جھلکیاں

زراعت اور خوراک انتظامات: اصلاحات: زرعی سرگرمیوں/کاموں میں مختلف خطرات پر کام کرنا اور ان کو کم کرنا، اس شعبے کو مزید لچکدار بنا سکتا ہے، منافع کو بڑھا سکتا ہے اور کسانوں کے لئے پائیدار یا مستحکم ذرائع آمدنی کو یقینی بنا سکتا ہے۔درج ذیل اصلاحی اقدامات زراعت اور اس سے منسلک شعبے میں پیداوار کو بڑھانے کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔زراعت اور اس سے جڑے شعبے میں قیمت کے خطرات کو کم کرنے کے ساتھ مارکٹنگ بنیادی ڈھانچے سمیت پوری قدر (ویلیو) چین (زنجیر) کو تعمیر کرنے اور اسے مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ پیداواری خطرات سے نمٹنے کے لئے زیر آبپاشی علاقے کی توسیع، آبپاشی نظام میں پانی کی بچت کرکے کی جانی چاہیے جس کا احاطہ مائیکرو آبپاشی نظام جیسی تکنیک اپنا کر کیا جاسکتا ہے فصلوں کو کیڑوں اور بیماریوں سے بچانا نیز بیماری سے محفوظ بیجوں کا استعمال کیا جانا چاہیے۔تجارت/کاروبار اور گھریلو پالیسی سے متعلق پالیسیوں کا اعلان فصلوں کی بوائی سے کافی پہلے کر دیا جانا چاہیے اور اسے نئی فصل کی خریداری کے بعد بند کیا جانا چاہیے۔ڈیری پروجیکٹوں میں خواتین کی شمولیت کو بڑھانا، اس کے لئے مناسب میکنزم کے ذریعہ فنڈس کو مختص کیا جانا چاہیے۔مجموعی اور جامع ترقی کی اہم کنجی ہے کہ چھوٹے اور حاشیہ پر زندگی بسر کرنے والے کسانوں کو قابل استطاعت باقاعدہ ادارہ جاتی منافع وقت پر مہیا کرایا جانا چاہیے۔وقت پر مبنی مداخلتوں کے نظام کو اپنائے جانے کی ضرورت صنعت۔صنعت اور بنیادی ڈھانچہ: ریلوے اسٹیشن کے دوبارہ فروغ کے ساتھ غیر کرایہ ذرائع آمدنی کے طریقہ کار کو اپنانا چاہیے اور اسٹیشن پر خالی پڑی ہوئی عمارتوں کا کاروباری مقصد سے استعمال کرنا، ٹریک کے ساتھ اراضی کو ذریعہ آمدنی کے لئے استعمال کرنے کیلئے باغبانی اور شجرکاری نیز ایڈورٹائزمنٹ اور پارسل آمدنی کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے۔گزشتہ چند برسوں کے دوران بڑی بندرگاہوں کے مقابلے میں کارگو کی ہینڈلنگ میں چھوٹی بندرگاہوں کا بڑا حصہ رہا ہے۔اس سے نہ صرف ذرائع آمدنی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ چھوٹی بندرگاہوں کے درکار فروغ میں بھی مدد ملی ہے نیز اس سے ان کی عملی صلاحیت اور گنجائش کو بھی بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ایئر انڈیا میں اصلاحات کے لئے اس کے پرائیویٹائزیشن/سرمائے کی نکاسی کرکے، شہری ہوابازی کے مراکز کے قیام اور بین الاقوامی بازار میں ایئر انڈیا کی بہت شراکت داری کے لئے 20 / 0 ضوابط پر غور کرنا جیسے کچھ اصلاحی اقدام ہیں۔سماجی بنیادی ڈھانچہ، روزگار اور انسانی فروغ: ہندوستان ایک معلومات/نالج پر مبنی معیشت کے طور پر ابھر رہی ہے اور اس پر ڈبل ہندسے کی ترقی کا بوجھ ہے اور صحت اور تعلیم میں سرمایہ کاری کے ذریعہ سماجی بنیادی ڈھانچے کو مضبوطی اور مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔تعلیمی پالیسیوں کو، لرننگ آؤٹ کم (نتائج) نیز رمیڈیل یعنی تدارکی اور اصلاحی تعلیمی نظام پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے وضع کیا جانا چاہیے جو بہتر کام کرے اور صرف کی گئی اصلاحی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ کرسکے۔اسکول کے عملے کی بایومیٹرک حاضری، امتحان کے پرچے بنانے کے لئے آزاد ادارے، غیر جانبدارانہ نظام امتحان اور اسکولوں کے لئے ڈی بی ٹی کی ضرورت ہے۔ اسکیموں/پروگراموں کی فراہمی میں بہتری اور اصلاحات کے لئے تعلیم اور ہنرمندی کے آؤٹ کم/نتیجہ خیز اقدام اپنانے کی ضرورت ہے۔لیبر مارکٹ نظام کو موثر اور ڈائنامک بنانے کی غرض سے، حکومت نے متعدد اصلاحی اقدام/پہلیں کی ہیں۔ان میں قانونی اور تکنیکی اقدام جیسے مختلف قوانین وضوابط، 2017 کے تحت ایز آف کمپلائنس ٹومینٹین رجسٹرس اور ای بزپورٹل جیسی پہلیں یا اقدامات شامل ہیں۔ یہ رجسٹرس/فارم ڈیجیٹائز شکل میں بھی رکھے جاسکتے ہیں۔حکومت نے پردھان منتری کوشل وکاس یوجنا (پی ایم کے وی وائی) کے ذریعہ قلیل مدتی ہنرمندی پروگرام اور انڈسٹریل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس (آئی ٹی آئی) کے ذریعہ طویل مدتی ہنرمندی تربیتی پروگرام شروع کئے ہیں۔ پردھان منتری کوشل کیندر اسکیم کے تحت ملک کے ہر ضلع میں ماڈل اسکل سینٹرس قائم کئے جارہے ہیں۔اس کا مقصد ہنرمندی تربیتی پروگراموں کی کوالٹی میں اضافہ کرنا اور ایک فرد/شخص کو تعلیم، تربیت، پہلے سے سیکھنا اور تجربات کے ذریعہ ترقی اور فروغ کے مواقع فراہم کرانے کے ساتھ مقابلہ آرائی کی بنیاد پر ڈھانچہ یا فریم ورک بنانا ہے۔مرکز اور ریاستی حکومتوں کی خصوصی توجہ صحت کے شعبے میں اصلاحات پر مرکوز ہے۔ان اصلاحات کے تحت تشخیص/جانچوں کے لئے کوالٹی امور اور قیمتوں کو اسٹینڈرڈ، صحت نظام سے متعلق متبادلوں کے بارے میں عوام میں بیداری پیدا کرنا اور سرجری، دواؤں وغیرہ کے لئے جھوٹے دعوؤں کے لئے صحت خدمات فراہم کرنے والوں اور اسپتالوں پر فائن جیسے جواز کے ساتھ تادیبی اقدام کئے گئے ہیں۔سب کے لئے صحت خدمات تک مساوی رسائی کو ممکن بنانے کے لئے، حکومت کو سماج کے ہر غریب ترین طبقے تک صحت فوائد پہنچانے کو ممکن بنانا اور رسک کا احاطہ کرنا ہے۔صحت کے شعبے کو درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے حکومت نے قومی صحت پالیسی 2017 تشکیل دی ہے۔اس کا مقصد تحفظاتی اور صحت اقدام کے ذریعہ اعلی سطح کی صحت اور خوشحالی حاصل کرنا ہے۔اس کے علاوہ اس کے تحت کسی مالی تنگی کا سامنا کئے بغیر اچھی کوالٹی کی صحت خدمات تک سب کی رسائی کو ممکن بنانے پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

غیر رسمی معیشت میں غیر محفوظ کامگاروں کی بڑی تعداد کے سماجی تحفظ کو ممکن بنانے کے لئے حکومت کو ترجیحی بنیاد پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔اس میں معاشی سرگرمیوں میں خواتین کی حصے داری کو بڑھانے کے لئے ان کی حفاظت اور سکیورٹی کو یقینی بنانا بھی شامل ہے۔

املن جیوتی گوسوامی/گوتم بھان

حصول اراضی، باز آبادکاری

اور سب کے لئے مکان سے ان کی وابستگی کا تنقیدی جائزہ

ہندوستان میں سستے اور معقول مکانات کی قلت اور منصوبہ بند ترقی کے لئے دستیاب اراضی کی کمی کے پیش نظر اراضی کے حصول، باز آبادکاری (ایل اے آر آر) اور سب کے لئے مکان کے مابین تعلق بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

گزشتہ سرکاری تخمینے کے مطابق ہندوستان میں شہری علاقوں میں ایک کروڑ 90 لاکھ مکانات کی کمی ہے (کنڈو کمیٹی 2012) اس کمیٹی کے 80 فی صد (تقریباً ایک کروڑ 50 لاکھ مکانات کی قلت اس وجہ سے ہے کہ وہ موجود ہونے کے باوجود ناکافی اور اطمینان بخش نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ بے مکان نہیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہری علاقوں میں مکانات کی قلت ان کی عدم دستیابی نہیں بلکہ اطمینان بخش مکانات کی عدم دستیابی ہے۔ اس مسئلے کے سد باب کے لئے حکومت ہند پردھان منتری آواس یوجنا پروگرام (پی ایم اے وائی) نصب العین 2022 تک دو کروڑ مکانات کی تعمیر ہے۔ اس کے علاوہ 56 فی صد دیہی ہندوستان یا 10 کروڑ افراد زمین سے محروم ہیں۔ ان دونوں عوامل کو مستقل مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اراضی کی اصلاحات ہندوستان میں ناکامی بھی دیہی اور شہری سیاست اور اراضی کے حصول میں رخنہ پیدا کر رہی ہے۔

شہری علاقوں میں سستے مکانوں کی فراہمی سے متعلق پالیسی کو کتنی اہمیت دی جارہی ہے، اس کا اندازہ کیسے کیا جائے؟ اس کے لئے تین پیمانے مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے دو ہیں قابل اطمینان اور سستے مکانات کی فراہمی جس کا پالیسی میں خیال رکھا جاتا ہے۔ اس میں کم آمدنی والے گروپ کی تعریف سستے مکان کا سائز اور لاگت کے بارے میں معلومات اور اس میں استعمال کئے جانے والے میٹریل اس کی مناسبت اور اطمینان طے کرتے ہیں۔ تیسرے پیمانے پر پالیسی میں توجہ نہیں دی گئی۔ یہ اہم پیمانہ ہے منفعت یا افادیت جس کا تعلق اس سلسلے کے مکان کے جائے وقوع سے ہے۔ منفعت یا افادیت سے مراد ہے پالیسی کے تحت تعمیر کئے گئے مکان میں زندگی کی معقول اور اطمینان بخش گزر بسر۔ اس لحاظ سے یہ پیمانہ پالیسی میں محض لاگت یا مفادات تک محدود نہیں ہے۔ اگر مرکز یا ریاست مکانوں کی بساوٹ کی موجودہ غیر اطمینان شرح میں بہتری کی خواہاں ہیں تو منفعت اور افادیت کا خیال رکھنا ہوگا۔ گزشتہ پالیسیوں کے دوران تین میں سے صرف ایک مکان ایسا ہوتا ہے جس کے بارے میں کہہ سکتے تھے کہ اس کی بساوٹ قابل اطمینان ہے۔

کم آمدنی والے گروپ کے لئے منفعت اور افادیت کے لئے تین پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔ پہلا روزگار اور معاش کے مابین روابط (یعنی لوگ وہیں رہتے ہیں جہاں کام کرتے ہیں) دوسرا رابطہ (عمومی طور پر عوامی نقل وحمل تک رسائی) اور مادی اور سماجی بنیادی ڈھانچے تک دسترس (یعنی اسکول، اسپتال اور برادری وغیرہ)۔ اگر ان پہلوؤں کو مدنظر نہیں رکھا جاتا تو خصوصی طور پر روزگار اور معاش اور گزر بسر کے مابین رابطہ کو سستے مکانوں کی فراہمی کا مطلوبہ نتیجہ برآمد نہیں کیا جاسکتا۔ جائے وقوع یا جغرافیائی پہلو کو نظرانداز کرنے کا مطلب ہے اصل مقصد سے منحرف ہونا۔ اس طرح سے ہم اس عنصر کو نظرانداز کردیں گے جو ایک مکان کو گھر بناتا ہے، صرف رہائشی اکائی نہیں۔ اس صورت میں اور اس ضمن میں حصول اراضی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے جو سستے مکانوں کی فراہمی میں مرکزی اہمیت کی حامل ہیں۔ اگر اراضی کا حصول اور باز آبادکاری (ایل اے آر آر) سے مراد کم آمدنی والے لوگوں کو منتقل کرکے سرحدی علاقوں میں بسانا ہے تاکہ ان کو دیہی شہری آبادی میں تبدیل کردیا جائے تو اس سے بڑا مقصد یعنی بساوٹ کی اونچی شرح اور منصوبہ بند دیہی وشہری ترقی کا حصول دھرا رہ جائے گا۔

اس لحاظ سے اہم سوال یہ نہیں ہے کہ شہری علاقوں میں سستے مکانوں کی ترقی کے لئے ایل اے آر آر کا استعمال کیسے کیا جائے بلکہ یہ سچ ہے کہ اراضی کے حصول یا پول کے توسط سے سب کے لئے مکان کا ہدف پورا کیا جائے اور دیگر طریقوں مثلاً قرض سے منسلک رعایتیں اور اہل مستفیدین کو مکان سے متعلق زیادہ سہولیات وغیرہ بہم پہنچا کر یہ نصب العین حاصل کیا جائے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ دیہی اور شہری علاقوں پر یکساں دھیان دیا جائے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ایل ای آر آر کہتا کیا ہے؟

مضمون نگار انڈین انسٹی ٹیوٹ فار ہیومن سیٹلمنٹ میں لیگل اینڈ ریگولیشن ہیڈ ہیں۔
agoswami@iihs.co.in

ایل اے آر آر قانون میں عوامی مفاد کے لئے اراضی مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے حاصل کی گئی ہے۔

مجاز حکومت کے ذریعے وقتاً فوقتاً شناخت کئے گئے آمدنی گروپ کے لئے مکانات کی تعمیر کا پروجیکٹ۔

گاؤں میں کسی مقام یا شہر میں کسی مقام کی منصوبہ بند ترقی کا پروجیکٹ دیہات یا شہر میں کمزور طبقے کے لئے رہائشی مقصد کے لئے اراضی کی فراہمی۔

غریب، بے زمین یا صنعتی آفات سے متاثرہ علاقوں میں رہنے والے لوگوں یا کسی سرکاری اسکیم کے نفاذ کی وجہ سے بے گھر یا منتقل کئے گئے لوگوں کے لئے رہائشی پروجیکٹ۔

دوسرے الفاظ میں ایل اے آر آر قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ دیہی اور شہری علاقوں میں سستے اور معقول مکانات کی فراہمی کے لئے اراضی حاصل کی جائے۔ مذکورہ بالا تمام معاملات میں اراضی کا حصول' معاوضہ کا تعین اور ایل اے آر آر کے مسائل سے ایل اے آر آر قانون کے مطابق حل کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت اس طرح کے مقاصد کے لئے اراضی پی پی پی یا نجی شعبے کے طریقوں سے حاصل کرسکتی ہے لیکن اس میں راضی نامہ کا اہتمام کرنا ضروری ہوتا ہے (پی پی پی 70 فی صد نجی کمپنیوں میں 80 فی صد) جیسا کہ سماج پر مرتب ہونے والے اس کے اثر کا تعین ضروری ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عوامی مقاصد کے لئے یا اراضی کے حصول قانونی طور پر درست ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ طویل مدت طریقہ کار ہے۔ عوامی مفاد کا تجزیہ سے تو معلوم ہوگا کہ اس میں سستے مکانوں کی تعمیر کے پروجیکٹ خصوصی طور شامل ہیں لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے معاملوں میں حصول اراضی کا معیار کم ہی ہوتی ہے۔ بسا اوقات بنیادی ڈھانچے کی فراہمی یا دیگر اہم خصوصی پروجیکٹ جو عوامی مفاد کے پالیسی پروجیکٹوں کی جگہ لے لیتے ہیں۔

جب ایل اے آر آر قانون کے تحت اراضی حاصل کی جاتی ہے تو آر ایل آر ضابطوں کے تحت کم از کم بنیادی ڈھانچہ سہولیات کا اہتمام ضروری ہوجاتا ہے (بشمول مکانات کی اقدار) جو ان افراد کو فراہم کی جاتی ہے جو حکومت کی طرف سے کسی خصوصی مقصد کے لئے حاصل کی گئی اراضی کی وجہ سے بے گھر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ان کم آمدنی والے لوگوں سے مختلف ہیں جن کے لئے مکانات فراہم کئے جاتے ہیں۔

حصول اراضی سے بے گھر ہوئے لوگوں کے معاملے میں یہ ضروری ہے کہ بے گھر ہوا خاندان پہلے متاثرہ خاندان کا درجہ پانے کے لئے تمام مطلوبہ عوامل پورے کرے۔

ایل اے آر آر کے تحت مطلوبہ ضابطوں میں ممالک ہی شامل نہیں ہوئے بلکہ افراد بھی شامل ہوئے ہیں جن کا ذریعہ معاش متاثر ہوا ہے۔ ایسے افراد میں مزدور، کرایہ دار، بٹے دار' دست کار، جنگل میں رہنے والے لوگ یا وہ شہری جوان علاقوں میں تین سال سے زیادہ سے رہ رہے ہوں، شامل ہیں۔ اگر ان کی گزر بسر یا معاشی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ یہ بھی آسان کام نہیں ہے۔

اگر حکومت متبادل یا پولنگ کا طریقہ استعمال کرتی ہے تو ضروری ہے کہ حاصل کردہ قطعہ اراضی پر اقتصادی طور پر کمزور طبقات/کم آمدنی والے گروپ افراد کے لئے سستے کاموں کا اہتمام ہو جس میں بنیادی ڈھانچہ کی سہولیات اور روزگار کے مواقع دستیاب ہوں۔ اگرچہ یہ عمل بہت دشوار ہے کیوں کہ اراضی کے حصول یا پولنگ میں سیاست شامل ہوجاتی ہے اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ حاشیہ بردار لوگوں کے ہاتھ بہت کم لگ پاتا ہے۔ اس کے علاوہ اراضی کی پولنگ میں صرف زمین کے مالک کو ہی ترقی یافتہ اراضی کا ایک حصہ مل پاتا ہے۔ زمین سے محروم لوگوں کو اراضی، پولنگ کے تحت سستے مکانات فراہم کراتے ہیں تو اس کے لئے خصوصی پالیسی وضع کرنا ہوگی جس میں یہ بات یقینی بنائی جائے کہ اراضی کی ترقی کے بعد مشترکہ استعمال کے قطعہ پر اس طرح کے لوگوں کے لئے سستے مکانات فراہم کرائے جائیں۔

ہمارے روبرو دو چیلنج ہیں۔ ایک یہ کہ ہمیں اے آر آر کے استعمال اور دیہی اور شہری علاقوں میں سستے مکانات کی فراہمی کی غرض سے اراضی کے اجماع میں درپیش مشکلات کا احساس ہونا چاہئے اور اس چیلنج کو پر کرنے کے لئے مناسب پالیسیاں مرتب کرنی چاہئے۔ دوسرا یہ کہ سستے مکانات کے لئے اے آر آر کے لئے استعمال میں پس وپیش نہیں ہونا چاہئے۔

ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پی ایم اے وائی میں کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس کو سمجھنا چاہئے۔ پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) مندرجہ ذیل چار نکات پر توجہ مرکوز کرتی ہے۔ (اے) اراضی کو بنیادی وسیلہ مانتے ہوئے نجی شعبے کے مکانات تعمیر کرنے والوں کو اراضی کی ترقی کے لئے ٹی ڈی آر/ ایف ای آر کی اضافی سہولت دینی چاہئے تاکہ یہ پروجیکٹ منافع بخش ثابت ہوسکیں (بی) سستے مکانوں کے فروغ کی خاطر کمزور طبقات کو قرض میں رعایت دینی چاہئے (سی) مرکزی امداد سے پی پی پی طریقہ کار کے ذریعے سستے مکانوں کی تعمیر کی جانی چاہئے جس میں سے 35 فی صد مکانات معاشی طور پر کمزور طبقے کے لئے مختص ہوں (ڈی) انفرادی طور پر مکانات کی تعمیر میں مستفید ہونے والے افراد کو رعایت ہوجانی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایل اے آر آر قانون عوامی مفاد کے لئے استعمال سستے مکانات کے لئے کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے راضی نامہ کی مطلوبہ شق، آر اینڈ آر معاوضہ، سماج پر مرتب ہونے والے اثر کا جائزہ کی شرائط شامل ہیں جن کا تعلق بے گھر ہوئے خاندانوں سے ہو۔ اس کے علاوہ یعنی سستے مکانوں کی فراہمی یقینی بنائی جائے (اراضی کو نجی استعمال یا اس کے استعمال کے مقصد میں تبدیلی) نہیں کرنی چاہئے۔ نئے مکانات کی تعمیر کر کے مکانوں کی قلت کا سد باب ہمیں واپس اصل پوزیشن پر پہنچاتا ہے۔ اگر سستے مکانات کی فراہمی میں ایل اے آر آر کا استعمال بہتر طور پر نہیں کیا گیا ہوتا تو تعمیر شدہ مکانات جغرافیائی لحاظ سے سرحدی علاقوں میں ہوتے۔ اس طرح کے مقامات کی وجہ سے یہ مکانات زیادہ منافع بخش نہیں رہتے اور ان میں بساوٹ بھی کم ہوتی ہے۔

اس کا ایک متبادل یہ ہے کہ اس زمین کو استعمال کیا جائے جس پر ناکافی یا غیر اطمینان بخش مکانات بنے ہیں۔ پی ایم اے وائی اس کے لئے از سر نو ترقی کا طریقہ اختیار کرتی ہے جس میں اس کے درجے میں کوئی بہتری نہیں ہوتی۔ عملی طور پر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ از سر نو ترقی میں موجودہ ڈھانچے کو منہدم کر کے از سر نو دوسرا ڈھانچہ تعمیر کیا جاتا ہے جب کہ دوسرے طریقہ میں موجودہ ڈھانچے کو ہٹایا نہیں جاتا بلکہ اس کے لئے بنیادی سہولتوں اور بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنایا جاتا ہے۔ اس ڈھانچے کی از سر نو ترقی سے کم آمدنی مکانات میں موجود رقبہ کے لحاظ سے آبادی میں کوئی فرق نہیں پڑتا جس کا مطلب ہے کہ بہتری کے بغیر یا بہتری کی عدم موجودگی میں نئی اراضی کی ضرورت برقرار رہتی ہے۔ اس کے علاوہ پی ایم اے وائی میں بہتری کے لئے پکے مکانوں کو اس اسکیم میں شامل نہیں کیا جاتا۔

pmayurban
pmayurban

प्रधान मंत्री आवास योजना-शहरी
Pradhan Mantri Awas Yojana-Urban

Ministry of Housing and Urban Affairs
Government of India

AFFORDABLE HOUSING PROJECT FOR EWS HOUSEHOLDS COMPLETED IN PENDRI, RAJNANDGAON, CHHATTISGARH, UNDER
PRADHAN MANTRI AWAS YOJANA (URBAN)

ریاستوں نے اس خامی کو پورا کرنے کے لئے اپنی ہاؤسنگ پالیسیوں میں تبدیلی کی ہے جس میں مختلف اور زیادہ متنوع طریقہ کار اختیار کئے گئے ہیں۔ مختلف ریاستوں میں سب کے لئے اطمینان بخش مکانات فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقے بنائے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر کرناٹک کی ہاؤسنگ پالیسی 2016 میں سات ماڈل اختیار کئے گئے ہیں۔ (اے) مستفیدین کے لئے مکانات کی بلندی (بی) مستفیدین کے لئے مکانات کی تعمیر (سی) موجودہ مکانوں کی بہتری (ڈی) موجودہ مکانوں کی ازسرنو ترقی (ای) قطعہ اراضی اور جائے مکانات پر سہولیات میں بہتری (ایف) گروپ ہاؤسنگ اور ٹاؤن شپ پروجیکٹ (جی) سستے مکانوں کے لئے گروپ ہاؤسنگ طریقہ پر شراکت داری۔ ان ساتوں میں سے پی ایم اے وائی کا فائدہ صرف ڈی، ایف اور جی کو دستیاب ہوگا۔

ہمیں کرنا کیا چاہئے؟ ہمیں مستقبل میں پیدا ہونے والے شہری مکانات کے بحران کا اندازہ ہونا چاہئے نہ کہ صرف میٹروپولیٹن علاقوں میں بلکہ خصوصاً نئے پیدا ہونے والے چھوٹے قصبات اور شہروں میں جو وسعت پذیر ہیں۔ یہ صرف ایل اے آر آر کے ذریعے ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہمیں اراضی کے موجودہ استعمال میں ترمیم کر کے اس کو زیادہ منصفانہ بنانا ہوگا۔ موجودہ یا نئے تعمیر کئے جانے والے ہاؤسنگ پروجیکٹوں میں سستے مکانات کی تعمیر کے لئے ایک مخصوص فیصلہ کرنا پرانا طریقہ ہے جس کے نفاذ کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ہم نئے منصوبوں میں سستے مکانوں کی تعمیر کے لئے ایک پالیسی وضع کریں جس میں یہ التزام ہو کہ اس طرح کی اراضی کو کسی دوسرے استعمال میں نہ لایا جا سکے۔ اس میں مکان کی تعمیر ملی جلی ہو جس سے سستے مکان علاحدہ نہ لگیں۔ راجستھان نے کوٹہ اور جودھپور میں سستے مکانوں کی پالیسی (2015) کے نفاذ میں ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے سستے مکان تعمیر کرنے والی کمپنیوں کو اس رقبہ کے 25 فی صد حصہ اپنے طور پر مکانات تعمیر اور فروخت کرنے کی اجازت ہوتی ہے جس کے 75 فی صد حصے پر سستے مکانات تعمیر کرنے ہیں۔ رانچی ماسٹر پلان 2037 میں سستے مکانات کی تعمیر کے لئے زمین کا ایک معقول حصہ مختص کئے جانے کا اہتمام ہے۔ رانچی اور جے پور میں فرق یہ ہے کہ اراضی کا تعین شہری سطح کی بجائے پروجیکٹ کی سطح پر کیا گیا ہے۔ ان دونوں پر ایک ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شہر یا علاقہ کی سطح پر اراضی کے استعمال کا تعین کئے بغیر پروجیکٹ کی سطح پر اراضی کا تعین یا اختصاص محدود ہو جاتا ہے۔

سستے مکانات کی تعمیر کے لئے ایل اے آر آر قانون کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایل اے آر آر قانون میں آر آر آر کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ بے گھر ہونے والے دیہی خاندانوں کی بازآبادکاری کار کو یقینی بنایا جا سکتے ہیں۔ شہری علاقوں میں بھی اطمینان بخش مکانات فراہم کرنے کے لئے بہتر ہاؤسنگ پالیسی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ اگر ایل اے آر آر کے مجموعی ہدف کو حاصل کرنے کے لئے جائے تعمیر کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا تاکہ اس طرح کی ترقی سے روزگار کے مواقع فراہم ہوسکیں۔ بنیادی ڈھانچے کی سہولیات میں بہتری آئے جس کے بغیر حصول اراضی کی کوشش بے معنی ثابت ہوں گی۔

شہر کے بے زمین لوگوں کی ضروریات پر توجہ مرکوز ترقی کی ضرورت: ایل اے آر آر قانون کے توسط سے شہر کے بے زمین لوگوں کے لئے سستے مکانات مہیا کرائے جا سکتے ہیں۔ البتہ ایسے عوامی مقصد کے لئے اراضی کا خصوصی (حصول جو اراضی کی اصلاح سے مترادف ہو) کوئی تاریخ دستیاب نہیں ہے۔ مدھیہ پردیش اس سلسلے میں مستثنیٰ تصور کیا جا سکتا ہے جس نے اس سلسلے میں ہاؤسنگ گارنٹی قانون وضع کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک خیر مقدم قدم ہے۔

بہ الفاظ دیگر مذکورہ بالا سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ملک گیر پیمانے پر سب کے لئے مکانات فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی سمت میں ایل اے آر آر صرف ایک وسیلہ ہے۔ نئے نئے تعمیر شدہ ذریعہ معاش ان سے جڑا ہے۔ شہر کی ترقی یا اس کی وسعت میں سستے مکانوں کی تعمیر کی شمولیت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ دکانوں میں رہنے والے لوگوں خصوصاً شہر کے اندرونی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی بہتری کے لئے پالیسی میں توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصی طرز پر حاصل کئے گئے اراضی میں سستے مکانوں کی تعمیر کے دستیاب اعداد و شمار حوصلہ افزا نہیں ہیں۔ اس عوامی مقصد کے حصول پر واضح پالیسی اور اس کے موثر نفاذ کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

چرن سنگھ

قابل استطاعت مکانات کے لئے مالیے کی فراہمی

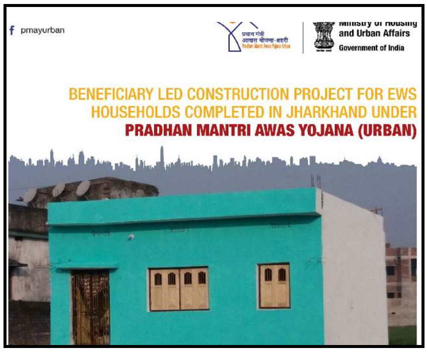

مکانات کے سلسلے میں مالیہ کی فراہمی قومی معیشت کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے ہڈکو، این ایچ بی اور این بی او جیسے مکانات سے متعلق اداروں کو مستحکم بنانے نیز ہندوستان میں مکانات کے فروغ کے بارے میں وسیع تحقیق کرنے کے سلسلے میں ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو مکانات کے سلسلے میں مالیے کی فراہمی کے لئے منصوبے تیار کرنے کی ضرورت ہے

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ بنگلور میں فل ٹائم ویزیٹنگ فیکلٹی ہیں۔

charansingh@iimb.ac.in

مکانات کسی بھی معیشت کے لئے ایک اہم شعبہ ہیں کیوں کہ یہ دیگر تقریباً 270 صنعتوں کے ساتھ بین رابطوں کا حامل ہے۔ مکانات کے شعبے کی ترقی و فروغ سے روزگار کے مواقع پیدا کرنے، جی ڈی پی میں اضافے اور معیشت میں کھپت کے طریقے پر براہ راست اثر پڑسکتا ہے۔ ملک میں مکانات کے فروغ میں مدد کرنے کے لئے مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی ایک بخوبی تیار کردہ مارکیٹ کی ضرورت ہے۔ ہندوستان میں یہ مارکیٹ دیگر ملکوں کے مقابلے میں ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں ہے۔ مکانات کے سلسلے میں مالیہ کی فراہمی ہندوستان میں جی ڈی پی کا تقریباً 8 فی صد ہے۔ جب کہ یہ چین میں 12 فی صد، ملیشیا میں 29 فی صد، اسپین میں 46 فی صد اور امریکہ میں 80 فی صد ہے۔

مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹ سے شہر کاری میں اضافہ ہونے کی توقع ہے۔ ہندوستان میں شہر کاری میں تیزی سے پیش رفت ہو رہی ہے۔ توقع ہے کہ شہری کا یہ عمل 2011 میں 31 فی صد سے بڑھ کر 2030 میں تقریباً 41 فی صد ہو جائے گا یا 2011 میں تقریباً 360 ملین لوگوں کے ملین لوگوں کے مقابلے میں 600 ملین سے کچھ زیادہ لوگ 2030 میں شہری علاقوں میں رہ رہے ہوں گے۔ چناں چہ ہندوستان کے لئے ایک بڑی پالیسی تشویش مکانات کی مانگ اور فراہمی میں بڑھتا ہوا فرق نیتجتاً مکانات کے لئے مالیے کے حل کی ضرورت ہے۔ قابل استطاعت مکانات رقم فراہم کرنے کے لئے ایک متوازن اور پائیدار ماڈل کے سلسلے میں ملک کے لئے اہم ہیں۔ مارکیٹ پر مبنی یہ موجودہ ماڈل زیادہ تر زیادہ آمدنی والے طبقوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اس کے برخلاف اقتصادی طور سے کمزور طبقوں (ای ڈبلیو ایس) اور کم آمدنی والے گروپ (ایل آئی جی) نیز گندی بستیوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے مالیے کے ادارہ جاتی ذرائع تک رسائی کا تقریباً فقدان ہے۔

ہندوستان میں خاص طور سے شہری علاقوں میں ناکافی زمین کے پیش نظر مکانات کی مانگ اور فراہمی کے سیاق وسباق میں تجزیہ کرنے پر مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹ بہت پیچیدہ ہے۔ مکانات کی مانگ میں اقتصادی خوش حالی کی بڑھتی ہوئی سطح کے ساتھ اضافہ ہوتا ہے۔ مکانات کی فراہمی نجی اور سرکاری دونوں شعبوں میں ملک بھر میں دور دور تک پھیلے ہوئے بلڈروں ڈیولپروں اور تعمیراتی کمپنیوں کو کرنی ہوتی ہے۔ مرکز اور ریاستوں دونوں میں حکومت کا کردار سہولت بہم پہنچانے والے کا ہے اور اس سلسلے میں اس کی مدد دو منتظم یعنی ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) اور قومی ہاوسنگ بینک (این ایچ بی) کرتے ہیں۔ مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹ پر تجارتی بینکوں، ملکی اور غیر ملکی دونوں، کا غلبہ ہے۔ اس کے علاوہ امداد باہمی بینک، مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی کمپنیاں، اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ، چھوٹا مالیہ فراہم کرنے

والے ادارے اور غیر سرکاری تنظیمیں بھی ہیں۔ آر بی آئی تجارتی بینکوں اور جزوی طور سے امداد باہمی بینکوں (جو زیادہ سے زیادہ ریاستی حکومتوں کے زیر انتظام ہیں) کو منضبط کرتا ہے جب کہ این ایچ بی مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی کمپنیوں کو منضبط کرتا ہے۔

ہندوستان میں قابل استطاعت مکانات

ہندوستان میں قابل استطاعت مکانات سے متعلق پالیسی کی شروعات آزادی کے فوراً بعد پناہ گزینوں کی بازآبادکاری سے ہوئی تھی۔ 1957 میں دیہی مکانات کا پروگرام افراد اور امداد باہمی انجمنوں کو قرضے فراہم کرنے کی غرض سے شروع کیا گیا تھا۔ بعد میں 1970 کے دہے میں مکانات کی جگہوں اور تعمیر کے لئے امداد کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا جسے 1974 میں ریاست حکومتوں کو منتقل کردیا گیا تھا۔ اندرا آواس یوجنا رسمی طور سے 1985 میں شروع کی گئی تھی۔ یہ اسکیم بالترتیب 1980 اور 1983 میں شروع کی گئیں دیہی اور بے زمین لوگوں کے روزگار کی اسکیموں میں ہی سے شروع کی گئی تھی۔ مرکزی حکومت نے حال ہی میں 25 جون 2015 کو 2022 تک سب کے لئے مکانات (ایچ اے۔ 22) کا پروگرام شروع کیا ہے۔ شہری علاقوں میں 2022 تک دو کروڑ اضافی مکانات فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ دیہی علاقوں میں ایچ اے۔22 یکم اپریل 2016 کو شروع کیا گیا ہے، جس کا مقصد 2022 تک تقریباً تین کروڑ پکے مکانات کے سلسلے میں مدد کرنا ہے۔

قابل استطاعت مکانات کے پروگرام میں دیہی اور شہری ہندوستان کے لئے پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) شامل ہے۔ اس میں نجی شرکت کے ذریعے ایک وسیلے کے طور پر زمین کا استعمال کرکے گندی بستیوں میں رہنے والے موجودہ لوگوں کی ان کی اصلی جگہ پر بازآبادکاری، ای ڈبلیو ایس اور ایل آئی جی کے لئے قرض سے مربوط سبسڈی (باکس 1) پیرا اسٹیٹس ایجنسیوں سمیت نجی یا سرکاری شعبے کے ساتھ ساجھے داری میں قابل استطاعت مکانات، ای ڈبلیو ایس کے افراد کے لئے استفادہ کنندہ پر مبنی انفرادی مکان کی تعمیر/ اضافے کے لئے سبسڈی شامل ہیں۔ پی ایم اے وائی پر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے مقامی اداروں اور دیگر عمل درآمدی ایجنسیوں کو مرکزی امداد فراہم کرکے عمل درآمد کیا جارہا ہے۔

اداروں کا کردار

حکومت کا کردار مکانات کے ایک فراہم کنندہ سے بدل کر مارکیٹ کا ایک سہولت کار ہوگیا ہے۔ تاریخی طور سے 1951 سے شروع ہونے والے پنچ سالہ منصوبوں میں مکانات کے شعبے کو معیشت میں ایک نمایاں جگہ دی گئی تھی۔ چناں چہ مکانات کی قلت کے مسائل سے جامع طور سے نمٹنے کے لئے 1954 میں قومی تعمیراتی تنظیم (این جی اے او) اور 1970 میں مکانات اور شہری ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ (ہڈکو) قائم کی گئی تھی۔ مکانات سے متعلق قومی بینک 1988 میں قائم کیا گیا تھا تاکہ وہ مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والے اداروں کو فروغ دینے کے لئے ایک اہم ایجنسی کے طور پر کام کرے۔

مرکزی اور ریاستی حکومتیں مکانات کے شعبے کے لئے ٹیکس رعایات کی پیش کش کرتی رہی ہیں۔ متعدد ریاستی حکومتوں نے کرایے کے لئے املاک کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے غریب لوگوں کے مفاد کا تحفظ کرنے کے لئے قوانین منظور کئے ہیں۔ حکومت نے غیر منقولہ املاک کے شعبے کو بھی غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کے لئے کھول دیا ہے جس میں خودکار راستے سے ٹاؤن شپ بنائے گئے بنیادی ڈھانچے، تعمیرات کو فروغ دینے والے پروجیکٹوں، غیر منقولہ

باکس۔1: قرض سے وابستہ سبسڈی کی اسکیم پی ایم اے وائی کے (شہری) ایچ اے۔22 مشن کے مطابق قرض سے وابستہ سبسڈی کی ایک اسکیم (سی ایل ایس ایس) ای ڈبلیو ایس اور ایل آئی جی نیز متوسط آمدنی والے گروپ (ایم آئی جی) کے لئے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ہندوستان میں مکانات کی مانگ میں اضافہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس اسکیم کا مقصد املاک کی تعمیر یا حصولی یا موجودہ رہائش گاہوں میں اضافی کمروں، بیت الخلاؤں اور باورچی خانوں کی تعمیر یا حصولی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ای ڈبلیو ایس / ایل آئی جی کے معاملے میں سود میں 6.5 فی صد اور 12 لاکھ روپے سے کم کی آمدنی والے ایم آئی جی (ایم آئی جی 1) کے معاملے میں سود میں 4 فی صد نیز 12 لاکھ روپے سے 18 لاکھ روپے کے درمیان والے ایم آئی جی (ایم آئی جی 2) کے لئے سود میں 3 فی صد کی سبسڈی فراہم کی جاتی ہے۔ حساب لگانے کے لئے قرض کی زیادہ سے زیادہ رقم ای ڈبلیو ایس/ ایل آئی جی کے لئے 6 لاکھ روپے، ایم آئی جی 1 کے لئے 9 لاکھ روپے اور ایم آئی جی 2 کے لئے 12 لاکھ روپے ہے۔

جب کہ اس اسکیم کا مقصد نہ صرف کم آمدنی والے بلکہ متوسط آمدنی والے شہریوں کے لئے بھی مکان کی ملکیت کو فروغ دینا اور قابل استطاعت مکانات کے انتخابات پیش کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت خواتین اور سماج کے کمزور طبقوں میں ملکیت کو فروغ دینے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ مثال کے طور پر ای ڈبلیو ایس/ ایل آئی جی کے لئے سی ایل ایس ایس خاتون سربراہ والے کنبے کے نام میں یا مرد سربراہ اور اس کی بیوی کے درمیان ایک مشترکہ نام کے لئے دی جاتی ہے۔ ایم آئی جی اسکیم کے معاملے میں بیواؤں اور واحد کام کرنے والی خواتین کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ ای ڈبلیو ایس/ ایل آئی جی کے لئے سی ایل ایس ایس کے معاملے میں دستی خاکروبوں، ٹرانس جینڈر اور معذور افراد کو بھی ترجیح دی جائے گی۔ یہ اسکیم مکان بنانے کا بوجھ کم کرنے اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ فائدہ سماج کے ایک زیادہ بڑے طبقے کو پیش کرنے کے مقصد سے چلائی جاتی ہے۔

ماخذ: مکانات او رشہری غریبی کے خاتمے کی وزارت، حکومت ہند

جائیداد میں 100 فی صد غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری کی اجازت دی گئی ہے۔

آر بی آئی نے مکانات کے شعبے میں متعدد اقدامات کئے ہیں۔ اس نے تجارتی بینکوں سے کہا ہے کہ وہ ترجیحی شعبے کے تحت مکانات کے لئے بڑھتے ہوئے ذخائر کی ایک مقررہ رقم قرض کے لئے دیں، جس میں امداد باہمی انجمنوں سمیت مالیہ فراہم کرنے والے افراد اور دیگر شامل ہیں۔ آر بی آئی ترجیحی شعبے کو قرض دینے کے تحت مکانات سے متعلق مخصوص کمپنیوں کے ذریعے جاری کردہ بانڈس میں بینکوں کے ذریعے کی گئیں سرمایہ کاریوں کی جانچ بھی کرتا ہے۔ مکانات کے لئے قرض کی آمد کے طور پر 2004 سے رہن پر مبنی کفالتوں (ایم بی ایس) میں بینکوں کی ذریعے کی گئی سرمایہ کاری، مکانات کے لئے کم خطرے والی قدر تفویض کرنا اور سازگار شرح سود کا ماحول جیسے اقدامات سے مکانات کے لئے قرضوں میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں تعاون ملا ہے۔

بین اقوامی ایجنسیاں بھی سب کے لئے مکانات کے کاز کی تائید کررہی ہیں۔ یو این ڈی پی قابل استطاعت مکانات کے سلسلے میں حکومت کے ساتھ قریبی طور پر سے کام کرنے کے لئے عہد بند ہے۔ ہندوستان کے معاملے میں عالمی بینک نے ایل آئی جی کے لئے مکانات کے سلسلے میں پائیدار مالیے تک رسائی میں اضافہ کرنے کی غرض سے مکانات سے متعلق قومی بینک کے توسط سے وسائل کے ذرائع فراہم کئے ہیں۔

بین اقوامی تجربہ

متعدد تجرباتی مطالعات کے ذریعے مکانات کے شعبے کو امریکہ اور یوروپ میں حالیہ مالی بحران کا ایک اہم سبب ہونے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ مکانات سے متعلق کا براہ راست تعلق اس ملک میں مالی استحکام سے ہے نیز مکانات کے سلسلے میں گرم بازاری اور دھوم دھام کو اکثر منظم مالی دباؤ کے ساتھ وابستہ کیا جاتا ہے۔ امریکہ، اسپین، آئرلینڈ اور برطانیہ کے حالیہ تجربے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مکانات کے سلسلے میں غیر پائیداری گرم بازاریوں کے نتیجے میں پیداوار کے کافی نقصانات اور بینک کاری کا بحران ہوا ہے۔ درحقیقت یہ رجحان ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی دونوں مارکیٹوں میں یکساں ہے۔ اس بات کے پیش نظر کہ مکانات کے سلسلے میں دھوم دھام زیادہ شدید ہے اور ان کا نتیجہ کساد بازاری کی صورت میں برآمد ہوتا ہے، مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹوں کا خصوصی جائزہ لئے جانے کی ضرورت ہے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹیں 200 سال سے بھی زیادہ کی تاریخ کی حامل ہیں، مثلاً ڈینش مورٹگیج لینڈنگ سسٹم جو 1795 میں اور جرمن نظام 1799 میں شروع ہوا تھا۔ اس کے برخلاف ابھرتی ہوئی مارکیٹوں میں مکانات کے سلسلے میں مالیہ کی فراہمی ایک حالیہ بات ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں میں مکانات کے سلسلے میں مالیے کی فراہمی کی اہم خصوصیات محفوظ کردہ بانڈز، 80 فی صد اور اس سے زیادہ کے ایل ٹی وی تناسبوں کے ساتھ رہن والی کفالتیں نیز 20 سال اور اس سے زیادہ کی قرض کی مدت ہیں۔ بیشتر معاملات میں مکانات کے سلسلے میں قرضوں پر سود کی شرحیں جرمانوں کی پیشگی ادائیگی کے ساتھ لچک دار ہیں۔ بیشتر ترقی یافتہ ملکوں میں امریکہ کو چھوڑ کر حکومت کے پاس ایل آئی جی کے لئے قابل استطاعت مکانات فراہم کرنے کے سلسلے میں ایک رسمی منشور ہے۔ لیکن براعظم یوروپ میں ایک منفرد نظام ہے جہاں مکانات کے سلسلے میں قرض کے مقصد سے ٹھیکہ جاتی بچتوں پر سبسڈی دی جاتی ہے۔

ابھرتے ہوئے ملکوں کے معاملے میں مکانات سے متعلق مارکیٹوں میں خاص قرض دہندگان بینک ہیں نیز جمہوریہ چیکوسلواکیہ، ہنگری، پولینڈ اور روس کو چھوڑ کر محفوظ کردہ بانڈز نہیں ہوتے ہیں۔ چلی، ملیشیا اور میکسیکو کو چھوڑ کر رہنے والی کفالتیں نادرونایاب ہیں جب کہ ایل ٹی وی تناسب 60 تا 110 فی صد کے درمیان ہوتے ہیں اور سود کی شرحیں لچک دار ہیں۔ سرکاری مدد سبسڈیوں، ٹیکس کی منہائی اور پرووڈینٹ فنڈس کے جلد نکالنے کے لحاظ سے بیشتر معاملات میں دستیاب ہے۔

ترقی یافتہ اور ابھرتے ہوئے ملکوں کے معاملے میں سرکاری مداخلت گھر کی ملکیت کو فروغ دینے کے سلسلے میں باقاعدہ ہے۔ امریکہ، جاپان، جنوبی کوریا اور جرمنی میں حکومت سبسڈیوں کے ذریعے مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹوں کی مدد کرتی ہے۔ ملیشیا میں حکومت رہن کے سلسلے میں نرمی کرنے کی خصوصی سہولیات فراہم کرتی ہے۔ برازیل، چین، انڈونیشیا، سنگاپور اور تھائی لینڈ میں سرکاری ادارے رہن سے متعلق مارکیٹ میں بڑے کھلاڑی ہیں۔

مختلف ملکوں میں مختلف اسکیمیں، ذرائع اور پالیسیاں قابل استطاعت پر مکانات سے متعلق پروجیکٹوں کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ ڈنمارک، سنگاپور اور سوڈان جیسے ملکوں میں مقصد پوری آبادی کے لئے مکانات کو قابل استطاعت بنانا ہے۔ اس کے برخلاف ملیشیا، کناڈا اور امریکہ جیسے ملکوں میں قابل استطاعت مکانات ایل آئی جی کے لئے بنائے جاتے ہیں جنہیں مختلف وجوہات سے روایتی مکانات سے متعلق مارکیٹ میں شامل نہیں کیا جاتا ہے۔ امریکہ میں وفاقی حکومت تمام قابل استطاعت اسکیموں کے لئے فنڈز فراہم کرتی ہے جب کہ کناڈا میں مقامی حکام اس طرح کے پروجیکٹوں کے لئے مالیہ فراہم کرنے کے سلسلے میں ایک بڑے کردار کے حامل ہیں۔ امریکہ میں شمولیتی مکانات کے لئے املاک کے حصے کو وقف کرنے کے سلسلے میں ڈیولپر کو اجازت دے کر حکومت قابل استطاعت مکانات کے لئے ترغیب دیتی ہے۔ استفادہ کنندہ کے لئے بونس، اجازت نامہ اور اجازت نامہ سے دست برداری، نیز درخواست کی تیز کردہ پروسیسنگ جیسی مارکیٹ پر مبنی ترغیبات کی پیش کش ان ڈیلپروں کو کی جاتی ہے جو اسکیم میں شرکت کرتے ہیں۔ کناڈا میں حکومت غیر منافع والے ڈیولپروں کے لئے اجازت نامے میں ترجیح نیز ترقیاتی چارجز سے دست برداری فراہم کرتی ہے۔ نیدر لینڈ میں حکومت نے ایک خصوصی فنڈ قائم کیا ہے جو ضامن کے طور پر کام کرتا ہے نیز مکانات سے متعلق ایسوسی ایشنوں کے لئے ضمانت فراہم کرتا ہے۔ نیدر لینڈ

میں ہی کم آمدنی والے مکانات کے لئے امداد صرف سبسڈی شدہ کرایے کے لحاظ سے فراہم کی جاتی ہے جب

کہ اسپین میں املاک کی ملکیت کے سلسلے میں بھی سبسڈی دی جاتی ہے۔

سنگاپور میں حکومت قابل استطاعت مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے کے لئے ایک بچت اسکیم کو اسپانسر کرتی ہے۔ بنگلہ دیش میں حکومت دیہی علاقوں میں مکانات کے سلسلے میں قرض فراہم کرنے والے دیگر مائیکرو فائنس اداروں اور گرامین بینک کے علاوہ باز آبادکاری کیمپوں کی مدد کرتی ہے۔ میکسیکو میں کارکنان کی تنخواہ سے لازمی تعاون کا استعمال قابل استطاعت مکانات کے لئے کیا جاتا ہے۔

اختتام

ہندوستان میں مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والی مارکیٹ کے سلسلے میں ایک اختلاف ہے جس پر زیادہ تر مرکزی حکومت توجہ دے رہی ہے۔ حالیہ برسوں میں حکومت اور آر بی آئی نے مکانات سے متعلق شعبے کے لئے مالیہ فراہم کرنے کے معاملے کو نرم کر دیا ہے۔ مکانات سے متعلق مارکیٹ میں متعدد کھلاڑی ہیں لیکن ان میں کچھ کھلاڑیوں کو نہ تو ضابطہ بند کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ عالمی تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ مکانات کی قیمتوں اور مکانات کے قرض کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ ایل ٹی وی تناسب اور مکان کی قیمت کے دھماکوں کی وسعت کے درمیان مثبت تعلق بھی ہے جس سے اس خدشہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ زیادہ وسائل سے مکان کی قیمت کے محرکات پر مضر طور سے اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن اگر مکانات کے سلسلے میں قرض کی شروعات غیر منضبط کردہ شعبے میں ہو رہی ہے تو خطرہ زیادہ ہے۔ چناں چہ یہ بات اہم ہے کہ مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے والے شعبے کے کھلاڑیوں کے لئے نگرانی، ضابطے اور خطرے سے نمٹنے کے بہترین طریقے اور سخت معیارات قائم کئے جائیں۔

مکانات عام طور سے بہت سے افراد کی زندگی بھر کی بچتوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور اس لئے حکومت، ریاستوں اور مرکز کو مکانات کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے کے تئیں حساس ہونے کی ضرورت ہے۔ مکانات کے شعبے میں کسی بھی ضابطہ کار/نگراں کی عدم موجودگی میں، مکانات کے شعبے میں مالی طریقے سمیت بہت سے طریقے غیر شفاف ہیں۔ ان کھلاڑیوں کی نگرانی کرنے والے ایک سے قواعد اور ضوابط بنا کر مکانات سے متعلق مارکیٹ میں مساوات لانے اور پٹے پر دینے کے معاہدوں سمیت، مصنوعات کی معیار بندی کرنے کی ضرورت ہے جو بالآخر صارف کو پیش کئے جا رہے ہیں۔ مکانات چوں کہ ایک ریاستی موضوع ہے، اس لئے ترجیحی طور سے ریاستی سطح پر نئے قوانین بنانے اور موجودہ قوانین کو مستحکم بنانے کی ضرورت ہے۔

مستقبل کے لئے منصوبہ بنانے کی بھی فوری ضرورت ہے۔ پی ایم اے وائی کے تحت ہندوستان کو آئندہ پانچ برسوں میں تقریباً پانچ کروڑ مکانات بنانے/ان کے سلسلے میں مدد کرنے کی ضرورت ہوگی۔ امید ہے کہ حال ہی میں شروع کی گئی سی ایل ایس ایس اسکیم سے ای ڈبلیو ایس/ایل آئی جی/ایم آئی جی زمرے میں مکانات کے لئے کافی مانگ پیدا ہوگی۔ اس کے لئے مالی وسائل کے سلسلے میں منصوبہ بندی کرنے اور اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا قرض دینے کے سلسلے میں کافی رقم کا سلسلہ بینکوں سے جاری رہے گا یا ان کی جگہ دیگر ذرائع لانے ہوں گے۔ اگر دیگر ذرائع تو یہ ذرائع کیا ہوں گے اور انہیں کون منضبط اور ان کی نگرانی کون کرے گا؟ اس سیاق وسباق میں چھوٹا مالیہ فراہم کرنے والے اداروں اور مقامی اداروں کے کردار کا بھی جائزہ لینے جانے کی ضرورت ہوگی۔ جس کے علاوہ اس کا مطلب دیگر ساز و سامان مثلاً سمینٹ، فولاد، ریت، لوہے، بجلی کے ساز و سامان، لکڑی وغیرہ کی پیداوار اور سپلائی کے بارے میں منصوبہ بندی کرنا بھی ہوگا۔ مزید برآں اتر پردیش اور مہاراشٹر جیسی ریاستوں میں جہاں مکانات کی زیادہ سے زیادہ قلت ہے۔ قابل استطاعت مکانات کے لئے زمین کی دستیابی کا اندازہ لگائے جانے کی بھی ضرورت ہوگی۔

آخر میں چوں کہ مکانات کے سلسلے میں مالیہ کی فراہمی قومی معیشت کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے ہڈکو، این ایچ بی اور این بی او جیسے مکانات سے متعلق اداروں کو مستحکم بنانے نیز ہندوستان میں مکانات کے فروغ کے بارے میں وسیع تحقیق کرنے کے سلسلے میں ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح سے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو مکانات کے سلسلے میں مالیے کی فراہمی کے لئے منصوبے تیار کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ مکانات کا گرم بازاری والا شعبہ ایک مضبوط قومی معیشت کو یقینی بنا سکتا ہے جب کہ دھماکے کے نتیجے میں سست روی، کساد بازاری، بے روزگاری اور تباہی ہوتی ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر رنجیت مہتہ

رئیل اسٹیٹ ایکٹ 2016

مکانات کے خریداروں اور رئیل اسٹیٹ شعبہ پر پڑنے والے اثرات

رئیل اسٹیٹ شعبہ اب نئے سرے سے بہتری کی طرف گامزن ہوگا کیوں کہ اس قانون سے شفافیت پیدا ہونے کے سبب صارفین کے مزاج میں بہتری آئے گی، معیشت میں نیا اعتماد بحال ہوگا اور مکان کے لئے قرضوں کی شرح سود میں کمی ہوگی۔

مضمون نگار آنڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ بنگلور میں فل ٹائم وزیٹنگ فیکلٹی ہیں۔

charansingh@iimb.ac.in

رئیل اسٹیٹ شعبے کو منضبط کرنے، اس میں شفافیت لانے اور صارفین کے مفادات کے تحفظ کے لئے 10 مارچ 2016 کو راجیہ سبھا میں ایک بل منظور کیا گیا تھا۔ اس قانون کو ''رئیل اسٹیٹ (ریگولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ) ایکٹ 2016 کا نام دیا گیا ہے۔ یہ قانون جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندوستان کے لئے ہے۔ ہندوستان میں اس کا نفاذ یکم مئی 2017 سے ہوا۔ اس قانون کا مقصد ایک اتھارٹی کے قیام کے ذریعہ رئیل اسٹیٹ شعبے کو منضبط کرنا اور اسے فروغ دینا نیز شفافیت اور خریدار کی بہبود کو یقینی بنانا ہے۔

رئیل اسٹیٹ قانون کے نفاذ سے قبل رئیل اسٹیٹ خریداروں کو صارفین کے تحفظ کے قانون 1986 کے تحت ایک صارف تصور کیا جاتا تھا یا اس کے پاس یہ متبادل تھا کہ وہ اپنی عرضی دیوانی عدالت میں داخل کرے۔ سبھی کو غلط سمجھنا ہمیشہ فطری انصاف کے منافی ہوتا ہے۔ اس طرح سے صارف کے تحفظ سے متعلق قانون کے تحت ایک خریدار یا ممکنہ خریدار کو صارف تصور کرنے سے انہیں انصاف کے حصول، اپنے معاملات تیزی سے اور مناسب طریقے سے حل کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

آر ای آر اے کی ضرورت اور ہندوستان میں رئیل اسٹیٹ سیکٹر کا جائزہ

رئیل اسٹیٹ شعبہ چار ذیلی شعبوں پر مشتمل ہے۔ ہاؤسنگ، رئیل اسٹیٹ، ہاسپٹلٹی (مہمان نوازی) تجارت پر مبنی۔ کارپوریٹ شعبے کی ترقی اور دفاتر کے لئے جگہ نیز شہری اور نیم شہری رہائش گاہ کی مانگ سے اس شعبے کو تقویت ملی ہے۔

وزیر اعظم نریندر مودی نے 2022 تک سبھی کے لئے مکان کا خواب دیکھا ہے۔ معاشی حالات میں بہتری سے رئیل اسٹیٹ کے لئے مانگ میں اضافہ کا امکان پیدا ہوا ہے کیوں کہ ہندوستانی باشندوں میں پسندیدہ سرمایہ کاری ہاؤسنگ میں ہی ہے۔

2019 کے اواخر تک ہندوستان میں مجموعی ہاؤسنگ کی مانگ میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً ایک کروڑ 50 لاکھ مکانات کا اضافہ ہوجائے گا۔ کشمین ویکفیلڈ کی رپورٹ کے مطابق اس مجموعی مانگ میں چوٹی کے آٹھ شہر 30 لاکھ 40 ہزار مکانات کے ساتھ تعاون کریں گے۔ چوٹی کے آٹھ شہروں میں دہلی قومی راجدھانی خطہ کا حصہ ایک چوتھائی یعنی 872000 مکانات پر مشتمل ہوگا۔ یہ قومی راجدھانی خطہ، گڑگاؤں، نوئیڈا، غازی آباد اور فرید آباد تک پھیلا ہوگا۔ چوٹی کے آٹھ شہروں میں 2019 کے اواخر تک درمیانہ آمدنی والے گروپ (ایم آئی جی) کی مانگ سب سے زیادہ یعنی 41 فی صد یا 14 لاکھ مکانات کی ہوگی۔ ایم آئی جی زمرے کے بعد ایل آئی جی زمرے کا نمبر آتا ہے جس کی طرف سے اسی عرصہ میں چوٹی کے آٹھ شہروں میں 13 لاکھ مکانات کی مانگ ہوگی۔

ریئل اسٹیٹ ہندوستانی معیشت کے لئے ایک اہم شعبہ ہے کیوں کہ اس میں روزگار کے مواقع، سرمایہ کاری اور حکومت کے لئے محصولات پیدا کرنے کے کافی امکانات ہیں۔ یہ تیزی سے نمو پانے والے شعبوں میں سے ایک ہے جس کا ہندوستان کی جی ڈی پی میں تقریباً 9.5 فی صد حصہ ہے۔ ہنرمندی کے فروغ کے قومی کارپوریشن (این ایس ڈی سی) کے مطابق ریئل اسٹیٹ ہندوستان میں روزگار پیدا کرنے والا اہم شعبہ بننے والا ہے اور اس میں 2022-2013 تک انسانی وسائل کی ضرورت سب سے زیادہ ہوگی۔ ہندوستانی ریئل اسٹیٹ شعبہ حالیہ دنوں میں ہندوستانی معیشت میں اہم حصہ دار کے طور پر ابھرا ہے۔ یہ شعبہ پوری دنیا میں ترقی یافتہ معیشتوں میں اپنے جیسے شعبوں کی طرح مسلسل ترقی کررہا ہے اور اس نے اب ایک منظّم شکل اختیار کرلی ہے۔ عالمی منظرنامہ میں ہندوستان کی بڑھتی ہوئی اہمیت سے مثبت اثر پڑا ہے جس سے اس شعبہ سے توقعات اور اس پر ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔

مرکزی حکومت نے سبھی کے لئے مکان مشن یعنی پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت 305 شہروں کی شناخت کی ہے اور 2022 تک شہری غریبوں کے لئے دوکروڑ مکانات بنانے کا نشانہ رکھا ہے۔ سستے مکان کے لئے معیار میں تبدیلی کی گئی ہے اور یہ 30/60 مربع میٹر کے تعمیراتی حصہ سے 30/60 مربع میٹر کے کارپیٹ ایریا میں بدل گیا ہے۔ اس طرح سے سستے مکان کا یہ حصہ بلڈروں اور خریداروں دونوں کے لئے زیادہ پسندیدہ ہوگیا ہے۔ معیار میں تبدیلی کی وجہ سے بلڈر خریداروں کے ایک بڑے حصے کے سامنے اپنی املاک کی مارکیٹنگ کرسکیں گے اور خریداروں کو مزید کشادہ مکانات مل سکیں گے۔ 30 مربع میٹر کی حد چار میٹروپولیٹن شہروں کی میونسپل حدود کے لئے نافذ العمل ہوگی جب کہ میٹرو شہروں کے نواحی علاقوں سمیت پورے ملک میں 60 مربع میٹر کی حد نافذ العمل ہوگی۔

جن شہروں اور قصبوں کی شناخت کی گئی ہے، ان میں م 74 مدھیہ پردیش میں، 42 اڈیشہ میں، 40 راجستھان میں، 36 چھتیس گڑھ میں، 30 گجرات میں، 34 تلنگانہ میں، 19 جموں اور کشمیر میں اور 15-15 کیرالہ اور جھارکھنڈ میں ہیں۔ بہار، منی پور، میزورم، ناگالینڈ، اتراکھنڈ شامل ہیں۔ اس مشن کے لئے ایک اندازے کے مطابق 2030 تک موجودہ دو کروڑ 90 لاکھ سے تین کروڑ 80 لاکھ افرادی قوت کی ضرورت ہوگی۔ اس طرح سے توقع ہے کہ یہ شعبہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم ثابت ہوگا۔

اس پس منظر میں حکومت نے یکم مئی 2017 سے ریئل اسٹیٹ (ریگولیشن اینڈ ڈیولپمنٹ) ایکٹ 2016 نافذ کیا ہے تاکہ مکان خریدنے والوں کو بے ایمان بلڈروں سے بچایا جاسکے۔ ملک کے لئے انتہائی اہم ریئل اسٹیٹ سیکٹر میں اعتماد کو بحال کرنے کی غرض سے ہمیں آر ای آر اے کی ضرورت تھی۔ ریئل اسٹیٹ سیکٹر ہمارے ملک میں ریونیو پیدا کرنے کا اہم ذریعہ ہے اور اسے کسی ریگولیٹری اتھارٹی یا کسی شفاف سرکاری اتھارٹی کی ضرورت تھی تاکہ وہ بلڈروں پر لگام لگا سکے۔ آر ای آر اے خریداروں اور بلڈروں دونوں کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم فراہم کرے گا اور لوگوں کو پہلے جیسا خطرہ بھی نہیں اٹھانا پڑے گا۔ توقع ہے کہ آر ای آر اے کے ریئل اسٹیٹ مکان خریدنے والوں کے اندر نئی امید پیدا کرے گا۔ اس شعبہ کو شفاف بنائے گا اور ہندوستان کے ریئل اسٹیٹ بازار میں سرمایہ کاروں میں اعتماد پیدا کرے گا۔ اس ایکٹ کی نمایاں خصوصیات اس طرح ہیں۔

آر ای آر اے کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ یہ بل تجارتی اور رہائشی دونوں طرح کے ریئل اسٹیٹ پروجیکٹوں کو منضبط کرتا ہے۔

☆ اس بل میں ریاستوں اور مرکز کے زیرانتظام علاقوں میں ریئل اسٹیٹ ریگولیٹری اتھارٹی کے قیام کی بات کہی گئی ہے تاکہ ریئل اسٹیٹ لین دین کی نگرانی کی جاسکے۔

☆ بل میں ریئل اسٹیٹ پروجیکٹوں اور ریئل اسٹیٹ ایجنٹوں کے اتھارٹی میں رجسٹریشن کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

☆ اس میں سبھی رجسٹرڈ پروجیکٹوں کی تفصیلات کو ظاہر کرنے کو لازمی بنایا گیا ہے جن میں پروموٹر، پروجیکٹ، منصوبے کا خاکہ، زمین کی حیثیت، منظوری، معاہدے نیز ریئل اسٹیٹ ایجنٹ، ٹھیکہ دار، ماہر تعمیرات، اسٹرکچرل انجینئر وغیرہ شامل ہیں۔

☆ مقامی انتظامیہ سے منظوری لینے اور ریگولیٹر میں رجسٹریشن کے بغیر کوئی بھی پروجیکٹ پیشگی طور پر شروع نہیں کیا جاسکتا۔ سبھی نامکمل پروجیکٹ اس ریگولیشن کے تحت آئیں گے۔

☆ یہ بل ان سبھی پروجیکٹوں کا احاطہ کرتا ہے جو 500 مربع میٹر سے زیادہ ہیں یا آٹھ اپارٹمنٹ سے زائد پر مشتمل ہے (ریاستیں اس میں مزید کمی کرسکتی ہیں)۔

☆ گمراہ کن اشتہارات کی صورت میں اتھارٹی صارفین کو معاوضہ دینے کا حکم دے سکتی ہے۔

☆ ڈیولپر (تعمیر کرنے والا) کو گزشتہ پانچ برسوں میں شروع کئے گئے پروجیکٹوں کی مختصر تفصیل دینی ہوگی۔ اس میں مکمل، زیر تعمیر اور پروجیکٹوں کی موجودہ صورت حال شامل ہے۔ یہ تفصیلات اتھارٹی کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی جاسکتی ہیں تاکہ خریدار مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرسکیں۔

☆ بل کے مطابق فرش والے حصہ کی تفصیلات بتانی ہوں گی۔

ریئل اسٹیٹ میں بلڈروں کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ خریداروں سے حاصل شدہ رقم کا 70 فی صد حصہ 15 دن کے اندر ریاست کے طور پر شیڈول بینک کے کھاتہ میں جمع کریں تاکہ مقررہ وقت پر پروجیکٹ کی تکمیل کے لئے پروجیکٹ کی تعمیر کے خرچ کا احاطہ کیا جاسکے۔

☆ بل میں افسران یا اپیلی ٹربیونل کے ذریعے تنازعہ کے حل کے لئے تیزی سے تنازعہ حل کرنے والے ایک نظام کے قیام کی بات کہی گئی ہے۔

☆ بل میں دیوانی عدالتوں میں اس سے متعلق معاملات کو لے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ تاہم کنزیومر کورٹ کو ریئل اسٹیٹ سے متعلق معاملے کی سماعت کی اجازت دی گئی ہے۔ ملک میں 644 کنزیومر کورٹ ہیں۔ شکایت کی تلافی کے لئے نئے مراکز سے خریداروں کا قانونی لڑائی پر آنے والا خرچ کم ہوگا۔

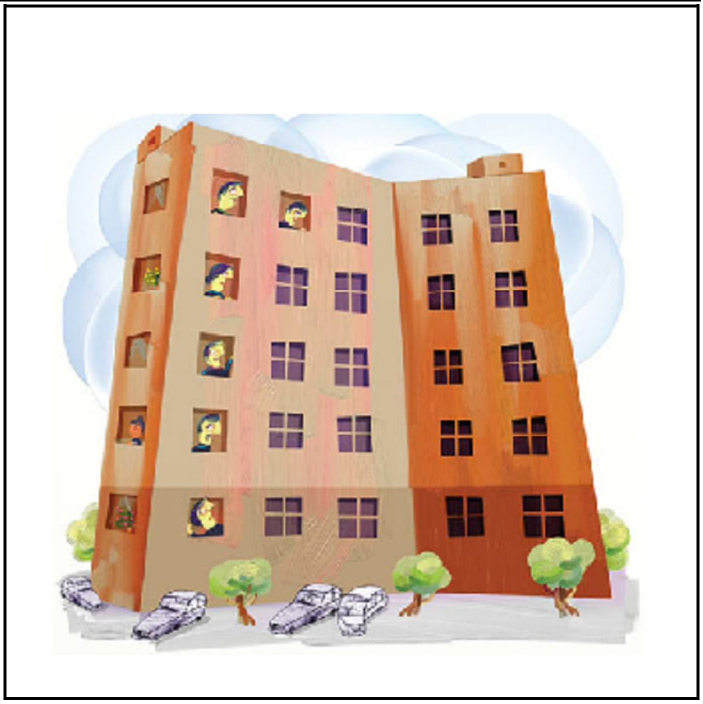

☆ بلڈروں کو پروجیکٹ کے دو یا تین خریداروں کی مرضی کے بغیر منصوبے یا ڈیزائن میں تبدیلی سے روک دیا گیا ہے۔

☆ اگر بلڈر اپنی املاک کا رجسٹریشن نہیں کراتا ہے تو اسے پروجیکٹ پر آنے والے خرچ کا 10 فی صد تک جرمانے کے طور پر ادا کرنا ہوگا۔ اگر وہ آر ای آر اے کے جاری کردہ حکم کو نہیں مانتا ہے تو اسے تین سال جیل کی سزا ہوسکتی ہے یا پروجیکٹ پر آنے والے خرچ کا 10 فی صد اضافی جرمانے کے طور پر دینا ہوگا۔ اگر بلڈر قانون کے کسی اور پرویزن کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے پروجیکٹ پر آنے والے اخراجات کا پانچ فی صد ادا کرنا ہوگا۔ پرویزن کی خلاف ورزی کے عرصہ کے دوران ایجنٹوں کو 10000 یومیہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر ریئل اسٹیٹ ایجنٹ یا خریدار اپیلی ٹریبونل کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اسے ایک سال کی جیل ہوسکتی ہے۔

☆ کنزیومر کورٹ سے رجوع کرنے کی اجازت خریداروں کے لئے بہت بڑی راحت ہے کیوں کہ ملک میں 644 کنزیومر کورٹس ہیں۔ اس سے خریداروں کو کم خرچ پرانی شکایات کے لئے مزید مراکز ملیں گے۔

☆ اس بل کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بلڈروں اور خریداروں کی طرف سے دھوکہ دینے یا تاخیر کی صورت میں یکساں شرح پر سود وصول کرنے کی تجویز ہے۔ یہ پرویزن پہلے بلڈروں کے حق میں تھا۔

☆ اس بل میں مکان یا جائیداد کے الاٹمنٹ کے تین ماہ کے اندر ان کے خریداروں کی ایک ایسوسی ایشن کے قیام کو لازمی قرار دیا گیا ہے تا کہ اس میں رہنے والے لوگ لائبریری اور کامن ہال جیسی مشترکہ سہولیات کا بندوبست کرسکیں۔ اگر خریدار کو عمارت کی تعمیر میں کوئی خامی نظر آتی ہے تو وہ فروخت کے بعد کی سروس کے تحت ایک سال کے اندر بلڈر سے رابطہ کرسکتا ہے۔

بل کے نفاذ کے ساتھ ہی خریدار پروجیکٹ کے بارے میں آن لائن تفصیلات حاصل کرسکیں گے۔ وہ تعمیر سے متعلق ہونے والی پیش رفت کی نگرانی کرسکیں گے اور اگر پروجیکٹ مقررہ وقت پر مکمل نہیں ہوتا ہے تو شکایت بھی درج کراسکتے ہیں۔ چوں کہ یہ بل ریاستی سطح پر ریئل اسٹیٹ ریگولیٹرز کے قیام کی اجازت دیتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف وہی پروجیکٹس چاہے وہ رہائشی ہوں یا تجارتی، فروخت کئے جاسکیں گے جو ریگولیٹر میں رجسٹر ہوں گے۔ تاہم بلڈر حلقہ کا کہنا ہے کہ پروجیکٹ مقررہ وقت پر صرف اسی صورت میں مکمل ہوسکتے ہیں جب پورے نظام کو جس میں شہری محکمہ جو منظوری دیتا ہے اور پروجیکٹ کے آس پاس بنیادی ڈھانچہ تعمیر کرتا ہے، یکساں طور پر جواب دہ بنایا جائے۔

مجموعی طور پر بیشتر ماہرین کا خیال ہے کہ اس بل کی وجہ سے اس شعبہ میں شفافیت پیدا ہوگی۔ اس میں پروجیکٹوں میں فنڈ کی کمی اور بڑھے گی۔ ابھی تک جن ریاستوں نے اس قانون کا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے، ان میں اترپردیش، گجرات، اڈیشہ، آندھرا پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، بہار، چھتیس گڑھ، راجستھان، اتراکھنڈ، آسام، جھارکھنڈ، پنجاب، تمل ناڈو، کرناٹک، قومی راجدھانی خطہ دہلی (قرارداد مفاہمت کے ذریعے) انڈمان نکوبار جزائر، چنڈی گڑھ، دادر اینڈ نگر حویلی، دمن اینڈ دیپ، لکش دیپ، پوڈوچیری اور ہریانہ شامل ہیں۔

آر ای آر اے مقنّنہ کی طرف سے غیر منضبط لیکن انتہائی اہم ہندوستان کے ریئل اسٹیٹ سیکٹر کو منضبط کرنے کی ایک کوشش ہے جو نہ صرف ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) میں اہم حصہ دار ہے بلکہ لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی فراہم کرتا ہے۔ آر ای آر اے ریئل اسٹیٹ کمپنیوں میں مزید شفافیت لائے گی اور جواب دہی طے کرے گی نیز ریئل اسٹیٹ کے خریداروں کو دھوکہ دہی سے تحفظ کو یقینی بنائے گی۔

مزید برآں 2022 تک سبھی کے لئے مکانات جیسے حکومت کے مشن میں سرمایہ کاری کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کی طرف سے بڑی رقم کی ضرورت پڑے گی۔ ریئل اسٹیٹ شعبہ پروجیکٹ کے لئے فنڈ کے حصول کے لئے جدوجہد کررہا ہے کیوں کہ کمپنیاں قرض سے پریشان ہیں۔ یہ صحیح سمت میں ایک قدم ہے۔ یہ ان گاہکوں اور بلڈروں کے حق میں ہے جو صاف شفاف کاروبار کرنا چاہتے ہیں۔ برطانیہ اور آسٹریلیا جیسے پوری دنیا کے بازاروں سے حوصلہ پاکر ہاؤسنگ بڑے پیمانے پر غیرملکی راست سرمایہ (ایف ڈی آئی) کو راغب کررہی ہے کیوں کہ اس شعبہ میں شفافیت ہے۔ ریئل اسٹیٹ صنعت نے بھی اس بل کا خیر مقدم کیا ہے۔ تاہم اسے لگتا ہے کہ پروجیکٹ کو منظوری دینے والی سرکاری انتظامیہ کو اس قانون کا حصہ نہیں بنایا گیا ہے جس سے منظوری کے عمل میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ ریئل اسٹیٹ شعبہ اب نئے سرے سے بہتری کی طرف گامزن ہوگا کیوں کہ اس قانون سے شفافیت پیدا ہونے کے سبب صارفین کے مزاج میں بہتری آئے گی، معیشت میں نیا اعتماد بحال ہوگا اور مکان کے لئے قرضوں کی شرح سود میں کمی ہوگی۔

☆☆☆

اے انا ملائی

گاندھی کی پُرجوش اور پُرترغیب پکار
''کرو یا مرو''

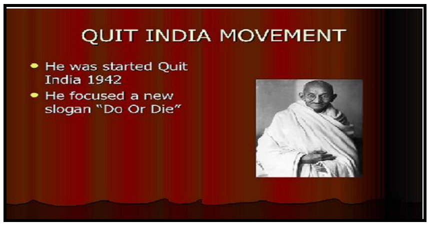

عزت مآب وزیر اعظم نے 30 جولائی کو اپنی حالیہ ''من کی بات'' میں ''انقلاب کے مہینے'' کے طور پر اگست کے مہینے کی اہمیت کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا۔ ''ہم یہ بات اپنے بچپن سے ہی ایک قدرتی حقیقت کے طور پر سنتے آرہے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عدم تعاون کی تحریک یکم اگست 1920 کو شروع کی گئی تھی۔ ہندوستان چھوڑو کی تحریک جو اگست کرانتی کے نام سے بھی مشہور ہے، 9 اگست 1924 کو شروع کی گئی تھی نیز 15 اگست 1947 کو ہندوستان آزاد ہوا تھا۔ ایک لحاظ سے اگست کے مہینے میں ایسے بہت سے اہم واقعات ہیں جو ہماری تحریک آزادی کی تاریخ سے قریبی طور سے وابستہ ہیں۔ اس سال ہم ہندوستان چھوڑو کی تحریک کی 75 ویں سالگرہ منا رہے ہیں۔ لیکن بہت ہی کم لوگوں کو یہ حقیقت معلوم ہے کہ ہندوستان چھوڑو کا نعرہ ڈاکٹر یوسف مہر علی نے وضع کیا تھا۔ ہماری نوجوان نسل کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ 9 اگست 1942 کو کیا واقعہ ہوا تھا''۔

عزت مآب وزیر اعظم نے اس بات کا بھی ذکر کیا تھا کہ ''ہندوستان کے عوام آزادی کے لئے اپنی پر جوش خواہش کے ساتھ ایک ساتھ آئے تھے، ایک ساتھ لڑے تھے اور مشکلات و اذیتیں برداشت کی تھیں۔ تاریخ کے یہ صفحات ایک درخشاں ہندوستان کی تعمیر کے سلسلے میں ہمارے لئے ایک ترغیب ہیں۔ پورے طور سے ایک ہی طرف لگن کے ساتھ ہماری جدوجہد آزادی کے ان ہیروز نے ایک ''تپسیا'' کی تھی، مصائب و اذیتیں جھیلی تھیں، عظیم قربانیاں دی تھیں اور حتی کہ اپنی جانیں تک قربان کردی تھیں۔ وہ کتنی بڑی ترغیب ہوسکتی ہے! ''ہندوستان چھوڑو کی تحریک'' ہندوستان کی تحریک آزادی کی ایک اہم سنگ میل تھی''۔

گاندھی نے برطانوی راج کے لئے ''ہندوستان چھوڑو'' اور ہندوستان کے عوام کے لئے ''کرو یا مرو'' کے موثر اور تاریخی نعروں کے ساتھ 1942 میں برطانوی حکمرانوں کو چیلنج کیا تھا۔ یہ تاریخی پکار ممبئی میں 8 اگست 1942 کو گاندھی سے آئی تھی۔

تشدد کے درمیان

دوسری جنگ عظیم 1939 میں شروع ہوئی تھی۔ اس وقت کے وائسرائے لنلتھ گو نے 3 ستمبر 1939 کو جرمنی کے ساتھ ہندوستان کے جنگ کرنے کا اعلان کردیا تھا اور اس سلسلے میں ہندوستان کی منتخبہ صوبائی حکومتوں سے صلاح مشورہ تک نہیں کیا تھا۔ کانگریس نے بہت شدت سے اس پر اعتراض کیا تھا۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی نے میٹنگ میں تبادلہ خیالات کرکے تجویز کیا تھا کہ وہ اس صورت میں تعاون کرے گی، اگر ایک مرکزی ہندوستانی قومی حکومت تشکیل دی جائے اور اس جنگ کے بعد ہندوستان کی آزادی کا وعدہ کیا جائے۔

حکومت نے اسے سرے سے نظر انداز کردیا تھا۔ وائسرائے لنلتھ گو نے صرف مشاورتی کاموں کے لئے ایک ''مشاورتی کمیٹی'' تشکیل دینے کی پیش کش کی تھی۔ خاص طور سے 1933 سے آگے چھوت چھات کے خلاف مہم کے بارے میں تعمیری سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ مجبور کرنے والے ان حالات کی وجہ سے گاندھی پھر سے سرگرم سیاست میں واپس آگئے تھے۔

برطانیہ، جنگ اور کانگریس

گاندھی اور کانگریس حکومت کی اس پیش کش سے مطمئن نہیں تھے جس میں کہا گیا تھا کہ جنگ کے بعد ہندوستانیوں کی ایک نمائندہ انجمن نیا آئین بنانے کے لئے قائم کی جائے گی اور اس لئے گاندھی نے انفرادی ستیہ گرہ شروع کی تھی۔ یہ انفرادی تحریک نوعیت کے لحاظ سے محدود، علامتی اور غیر متشدد تھی نیز جس کے ذریعے منتخب افراد کو عوامی طور سے یہ اعلان کرنا تھا کہ ''افراد یا پیسے سے برطانیہ کی جنگ کی کوشش میں مدد کرنا غلط ہے۔ صرف معقول کوشش غیر متشدد مزاحمت سے پوری جنگ کی مزاحمت کرنا ہے''۔ ستیہ گرہیوں کا انتخاب کرنے کا معاملہ مہاتما گاندھی پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ آچاریہ ونوبا بھاوے وردھا میں 17 ستمبر 1940 کو ستیہ گرہ کرنے والے پہلے شخص تھے اور انہیں تین مہینے کی قید کی سزا دی گئی تھی۔

مضمون نگار نئی دہلی میں واقع نیشنل گاندھی میوزیم کے ڈائریکٹر ہیں۔
nationalgandhimuseum@gmail.com

جواہر لعل نہرو دوسرے ستیہ گرہی تھے اور انہیں چار مہینوں کے لئے جیل میں ڈال دیا گیا تھا۔ یہ انفرادی ستیہ گرہ لگ بھگ 15 مہینے تک جاری رہی تھی۔

ونسٹن چرچل کی زیر قیادت برطانوی حکومت ایک گومگو حالت میں تھی نیز اسے جنوب مشرقی ایشیا میں جاپانیوں کے ذریعے ناقابل مزاحمت لشکر کشی کم کرنے کے سلسلے میں عمل کرنے پر مجبور کردیا گیا تھا۔ انہوں نے اپنی جنگی کابینہ میں لیبر پارٹی کے ساتھی سراسٹے فورڈ کرپس کو ہندوستان بھیجا تھا۔ برطانوی حکومت کے اس سفیر کا یہ انتخاب کاٹنے والا اور موقع شناسی سے کام لینے والا تھا۔ انہوں نے اس مشن کے لئے جسے عام طور پر کرپس مشن کہا جاتا ہے، ایک سبزی خور، سوشلسٹ اور ایک ہندوستانی ہمدرد کا انتخاب کیا تھا۔

کرپس 22 مارچ 1942 کو دہلی پہنچا تھا نیز اس نے گاندھی سمیت کانگریس کے رہنماؤں سے ملاقات کی تھی۔ گاندھی نے اس مسودے کے بارے میں وہم دور کیا تھا اور اسے ''بعد کی تاریخ کا چیک'' کہا تھا۔ انہوں نے کرپس کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اگلے جہاز سے وطن واپس چلے جائیں۔ 12 اپریل کو کرپس خالی ہاتھ واپس چلا گیا تھا۔

عملی متبادل

امریکی مصنف لوئس فشر ہندوستان میں تھے اور انہوں نے گاندھی کی اصلی منشا کو سمجھنے کے لئے وردھا کے سیوا گرام میں قیام کیا تھا۔ انہوں نے جناح سمیت دیگر تمام رہنماؤں سے بھی ملاقات کی تھی۔ گاندھی نے امریکہ نے صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ کو ایک خط لکھا تھا اور لوئس فشر سے وہ خط انہیں پہنچانے کے لئے کہا تھا۔ گاندھی نے اس خط میں لکھا تھا'' اپنی تجویز کو صاف اور صریح بنانے کے لئے میں نے تجویز کیا ہے کہ اگر حلیف اسے ضروری سمجھتے ہیں تو وہ ہندوستان میں اپنی فوجوں کو خود اپنے خرچ پر رکھ سکتے ہیں، اندرونی امن وامان برقرار رکھنے کے لئے نہیں بلکہ جاپانی حملے کی روک تھام کرنے اور چین کا دفاع کرنے کے لئے۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے، اسے بھی اسی طرح سے آزاد ہونا چاہئے، جس طرح سے امریکہ اور عظیم برطانیہ ہیں۔ اتحادی فوجیں آزاد ہندوستان کی اس حکومت کے ساتھ معاہدے کے تحت جنگ کے دوران ہندوستان میں رہیں گی جو براہ راست یا غیر براہ راست، کسی بھی باہری مداخلت کے بغیر ہندوستان کے عوام کے ذریعے تشکیل دی جاسکتی ہے۔

برطانیہ کی پروپیگنڈہ مشینری اس زمانے میں پوری انتہا پر تھی۔ اس نے امریکیوں کو گاندھی، نہرو، آزاد کی منفی شبیہیں بھیجی تھیں۔ لیکن اسی کے ساتھ ساتھ امریکہ میں لوگوں کا ایسا گروپ بھی تھا جس نے صدر کی لابی کے ساتھ گفت وشنید کرکے گاندھی کے اقدام کی حمایت کی تھی۔

ہندوستان چھوڑو

مہاتما گاندھی نے ہندوستان چھوڑو کی تحریک شروع ہونے سے ایک دن قبل 7 اگست 1942 کو تقریر کی تھی جس میں انہوں نے برطانیہ کو''ہندوستان چھوڑو'' کا راستہ دکھایا تھا۔ ہندوستان چھوڑو کی تحریک ہندوستان میں برطانوی راج ختم کرنے کے سلسلے میں آخری پکار تھی۔ اس تقریر کے ذریعے انہوں نے برطانیہ کے خلاف ایک غیر متشدد لڑائی چھیڑ دی تھی۔ لیکن وہ اپنی تقریر میں بہت محتاط اور دوراندیش تھے۔ قرارداد پیش کرتے ہوئے گاندھی نے کہا تھا''اس قرارداد پر آپ کے تبادلہ خیالات کرنے سے پہلے مجھے آپ کے سامنے ایک یا دو باتیں پیش کرنے دیجئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان دو باتوں کو بہت واضح طور سے سمجھیں اور ان پر اسی نقطہ نظر سے غور کریں جس نقطہ نظر سے میں یہ باتیں آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آیا میں وہی آدمی ہوں جو میں 1920 میں تھا یا آیا مجھ میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔ یہ سوال پوچھنے میں آپ حق بجانب ہیں۔ میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ آج بھی وہی آدمی ہوں جو میں 1920 میں تھا۔ واحد فرق یہ ہے کہ میں 1920 کے مقابلے میں اب کچھ باتوں کو زیادہ سمجھتا ہوں''۔

''ایسے لوگ ہیں جو برطانیہ کے لئے اپنے دلوں میں نفرت رکھتے ہیں۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ان سے متنفر ہیں۔ عام لوگوں کی سوچ برطانوی حکومت اور برطانوی لوگوں کے درمیان فرق نہیں کرتی ہے۔ ان کے لئے دونوں ایک سے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جاپانیوں کے ظہور کی پروانہیں کرتے ہیں۔ ان کے لئے شاید اس کا مطلب آقاؤں کی تبدیلی ہوگا۔ لیکن یہ ایک خطرناک بات ہے۔ آپ کو اپنے ذہن سے یہ بات نکال دینی چاہئے''۔

گاندھی نے لوگوں کو اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا تھا۔ گاندھی نے کہا تھا۔''میری جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک آدمی خود اپنا آقا ہے۔ میں نے کافی تاریخ پڑھی ہے اور میں نے عدم تشدد کے ذریعے جمہوریت کے قیام کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر اس طرح کا تجربہ نہیں دیکھا ہے۔ ایک بار آپ یہ باتیں سمجھ لیں گے تو آپ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو بھول جائیں گے''۔

ہماری لڑائی ہندوستان کی آزادی اور خودحکمرانی کے لئے خالصتاً ایک غیر متشدد لڑائی تھی۔ ایک پرتشدد لڑائی میں ایک کامیاب جنرل اکثر ایک فوجی بغاوت کرانے اور ایک مطلق حکومت قائم کرنے کے لئے جانا گیا ہے۔ لیکن کانگریس کی اسکیم کے حساب سے گاندھی نے خود وضاحت کی تھی کہ''ایک غیر متشدد انقلاب اقتدار پر قبضہ کرنے کا ایک پروگرام نہیں ہے۔ یہ تعلقات کی تبدیلی کا ایک پروگرام ہے۔

عزت مآب وزیراعظم نے س بات کا ذکر کیا تھا کہ لاکھوں ہندوستانیوں نے گاندھی کی پرجوش اور پرترغیب پکار نیز''کرو یا مرو'' کے منتر کے تئیں ردعمل کا اظہار کیا تھا۔ انہوں نے اس جدوجہد میں اپنے آپ کو غرق کردیا تھا۔ ملک کے لاکھوں نوجوانوں نے اپنے مطالبات ترک کردیئے تھے۔ اپنی کتابوں سے قطع تعلق کرلیا تھا۔ وہ آزادی کے لئے بگل کی آواز پر مارچ میں چل پڑے تھے۔ مہاتما گاندھی نے 9 اگست کو''ہندوستان چھوڑو تحریک'' کے لئے مدعو کیا تھا۔ لیکن ہر ایک ممتاز رہنما کو برطانوی حکومت نے قید کردیا تھا''۔

افسوس ناک تشدد

گاندھی کا عدم تشدد آزمائش کے دور سے گزر رہا تھا۔ حکومت اپنے اقتدار میں اس تحریک کو کچل دینا چاہتی

تھی۔حکومت نے اس تحریک کے شروع ہونے سے پہلے ہی کارروائی کرنے کا طریقہ طے کرلیا تھا۔جب اسے یہ پیغام ملا تھا کہ اے آئی سی سی نے ہندوستان چھوڑو کی قرار داد کو منظوری دے دی ہے تو اس نے تمام صوبائی گورنروں، چیف کمشنروں اور شاہی ریاستوں کے سیاسی صدور کو یہ سگنل بھیجا تھا کہ وہ ایک منظم انداز میں پورے ہندوستان میں منصوبے کے مطابق کارروائی کریں۔ گاندھی نیز ورکنگ کمیٹی کل ہند کانگریس کمیٹی اور صوبائی کمیٹی کے تمام اراکین کو گرفتار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ حکومت نے یہ اعلان کیا تھا کہ ورکنگ کمیٹی کل ہند کانگریس کمیٹی اور صوبائی کمیٹی غیر قانونی تنظیم ہیں نیز ان کے دفتر اور فنڈ زقرق کرلئے گئے تھے۔کسی بھی مظاہرے، احتجاج،عوامی جلسوں اور مارچوں کو روکنے کے لئے مسلح افواج کا موثر طور سے استعمال کیا گیا تھا۔کوئی وجہ بتائے بغیر مقامی افسران کسی بھی شخص کو گرفتار کرسکتے تھے اور اسے مارشل قانون کے تحت جیل میں ڈال سکتے تھے۔

گاندھی کی تقریر کے بعد چوبیس گھنٹوں سے بھی کم میں نہ صرف قومی سطح پر بلکہ نچلی سطح پر بھی کانگریس کی تقریباً پوری قیادت کو قید میں ڈال دیا گیا تھا۔کانگریس رہنماؤں اور رضاکاروں کو جیل سے بقیہ لڑائی لڑنی تھی۔کچھ مقامات پر یہ تحریک تشدد میں بدل گئی تھی، بھیڑ نے سرکاری دفاتر کو تباہ وبرباد کردیا تھا،مواصلات کا سلسلہ قطع کردیا تھا وغیرہ۔

حکومت نے گاندھی پر الزام لگایا تھا کہ یہ ہندوستان میں برطانوی حکومت کو نکال باہر کرنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش تھی نیز اس نے بھیڑ کے سرکش رویے کے خلاف حکومت کی کارروائی کو حق بجانب ٹھہرایا تھا۔ اس سے انہیں تکلیف پہنچی تھی۔ ہمہ وقت انہوں نے تنازع سے نمٹنے کے لئے ایک موثر سیاسی ذریعے کے طور پر عدم تشدد کی آزمائش کی تھی۔لیکن آخری پکار پر خود ہمارے لوگوں نے انہیں مایوس کردیا تھا۔ انہوں نے آغا خان محل پنے میں 10 فروری 1943 تک 21 دن کا برت رکھا تھا جہاں ان کو ان کے ساتھیوں کے ہمراہ قیدیوں کے طور پر رکھا گیا تھا۔

تشدد سے تشدد میں اضافہ ہوتا ہے

کسی نہ کسی طرح گاندھی کے برت رکھنے کا پیغام لوگوں تک پہنچ گیا تھا۔روپوش ہوگئے سرگرم کارکنان میں سے ایک کارکن، جو بعد میں گاندھی سمارک ندھی کے چیرمین بن گئے تھے، آر آر دیوا کر نے اس زمانے میں اپنی دوہری مشکل بیان کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ" میں نے ہمہ وقت یہ محسوس کیا ہے کہ یہ مخرب سرگرم کارکنان جو روپوش بھی ہوجاتے ہیں، صحیح معنوی میں گاندھیائی نہیں ہیں۔اگرچہ روپوش ہوجانے والا ایک کارکن بننے کی طرف نہ تو میرا رجحان تھا اور نہ ہی میں ایسا بننے کے قابل تھا۔ مجھے کارکنان کی کچھ رہنمائی اور مدد کرنے کے لئے ایسا کرنا پڑا تھا لیکن میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ اگرچہ سرکاری املاک کے سلسلے میں تشدد مقصد تھا اور نا گزیر تھا۔تاہم ہمارے کارکنان کو اس بات کا خیال رکھنے کی تنبیہ کی گئی تھی کہ افراد کے تئیں تشدد کی مشابہت یا خطرے تک سے گریز کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ممکنہ احتیاط کی جائے۔

لیکن گاندھی نے کہا تھا کہ املاک کے سلسلے میں تشدد کے نتیجے میں کارکنان کے ذریعے یا حکومت کے ذریعے جلد ہی افراد کے سلسلے میں تشدد یقینی ہے۔روپوش ہوجانے سے اور کارکنان کے ساتھ ضروری رابطے کے بغیر کوئی بھی صورت حال پر قابو نہیں پاسکے گا۔

گاندھی نے 28 جولائی 1944 کو اعلان کیا تھا کہ غائب ہوجانے والے تمام سرگرم کارکنان تشدد کے مترادف ہیں۔انہوں نے اس بات کو ترجیح دی تھی کہ روپوش ہوجانے والے کارکنان کوئی کھلم کھلا سرکشانہ عمل کریں اور حکومت کے ذریعے گرفتار ہوں۔

دوسری جنگ عظیم کا پر تشدد اختتام

دوسری جنگ عظیم لاکھوں لوگوں کی بے نظیر اموات کے ساتھ اس وقت ختم ہوئی تھی جب امریکہ نے ہیروشیما اور ناگاساکی میں 6 اور 9 اگست 1945 کو اپنا چھوٹا سا بم گرادیا تھا۔

اتحادی طاقتیں فتح یاب ہوئی تھیں۔ برطانیہ نے اپنے علاقے بچالئے تھے۔اب انہیں ہندوستان کے مسئلے پر فیصلہ کرنے کے لئے مجبور کیا گیا تھا۔جس طرح سے برطانیہ نے نمک ستیہ گرہ اور ہندوستان چھوڑو کی تحریک کے دوران ہندوستانیوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا، اس سے ہندوستان کے اندر اور باہر دونوں جگہ برطانوی حکومت کے بارے میں ایک منفی اثر پیدا ہوا تھا۔عوامی رائے زیادہ تر گاندھی اور ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے حق میں تھی۔

گاندھی کے ذریعے پیدا کی گئی عوامی بیداری کی بے ادبی او بدنامی کرنے کے لئے ایک کمزور سا دعوی یہ بھی کیا گیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران برطانیہ کے ذریعہ کئے گئے زبردست اخراجات کے نتیجے میں ہندوستان کو آزادی دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ درحقیقت برطانیہ کو ایک نوآبادی کی مانند ہندوستان کو یاد رکھنا چاہئے تھا۔ جو اس کی معیشت پر از سر نو قبضہ کرنے کے لئے ایک بڑی مارکیٹ کا حامل ہے۔ گاندھی نے ایک اور دعوی کو بھی مسترد کردیا تھا کہ توڑ پھوڑ کرنے اور روپوش ہوجانے والی سرگرمی کی وجہ سے قومی کاز مستحکم ہوا تھا یا ہندوستان کو آزادی ملی تھی۔

بہترین مدبر

آخر کار برطانیہ نے دہلی کے لئے کابینہ مشن بھیج کر ہندوستان کے لئے آزادی کے سلسلے میں گفت وشنید کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جیسا کہ گاندھی نے تصور کیا تھا اور پیشین گوئی کی تھی کہ ہندوستانیوں کی آزادی نے ایشیا اور افریقہ کی بیشتر نوآبادیاتی کالونیوں کی آزادی کے لئے راہ ہموار کی تھی۔ جیسا کہ ملکہ الزبیتھ نے امریکہ کی دو صدسالہ تقریب کے موقع پر فلیڈ لفیا میں اپنی تقریر میں کہا تھا-"برطانیہ نے اٹھارہویں صدی میں امریکی نوآبادیاتی کالونیاں کھودی تھیں کیوں کہ ہم میں صحیح موقع اور وقت کا اندازہ لگانے نیز نتیجہ حاصل کرنے کا طریقہ معلوم کرنے کے سلسلے میں اس تدبر کا فقدان ہے"۔ گاندھی نے اپنے شریفانہ غیر متشدد طریقے سے برطانیہ کو یہ تدبر سکھایا تھا اور اس طرح سے وقار اور عزت کے ساتھ صحیح وقت پر ہندوستان چھوڑنے کے سلسلے میں برطانیہ کے لئے سازگار ماحول پیدا کیا گیا تھا۔

انہوں نے ہندوستانی عوام سے کہا تھا" کرو یا مرو"ایک سچے رہنما کے طور پر مہاتما نے ایسا ہی کیا تھا اور ملک کے لئے اپنی جان قربان کردی تھی۔

☆☆☆

باکمیکی پرساد سنگھ

ہندوستان کے ستر سال

حصولیابیاں، چیلنج اور امکانات

سیاسی قیادت، حکمرانی کے اداروں میں نئی بیداری، عدلیہ کا آزادانہ کردار، سرگرم ذرائع ابلاغ نیز متحرک سول سماج اوردیگر اداروں سے بھی مجھے امیدملتی ہے۔ یہ امید پروری اس حقیقت پر بھی مبنی ہے کہ ہندوستان کے لوگ خاص طور سے نوجوان حکمرانی کے اپنے اداروں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ عوام کی آرزوؤں اورضروریات کے تئیں حساس بنیں۔

ستر سال قبل آزادی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا جوایک طویل تحریک آزادی کا نتیجہ تھا۔ یہ ہندوستان کی سدابہار تاریخ کاایک نہایت اہم اور عظیم باب تھا جسے بجاطور سے ''قسمت کے ساتھ ملاقات کا وعدہ'' کہا جاتا ہے جس نے جمہوریت کی آمد کی خبر دی تھی نیز سماجی، اقتصادی اورسیاسی انصاف حاصل کرنے کی سعی کی تھی۔ ہمیں جمہوری ہندوستان کے ستر سال کو سمجھنے اور سمجھانے کی کیسے کوشش کرنی چاہئے جو کہ پانچ ملینیم پر محیط غیر معمولی طور سے مالا مال تہذیب اور عہد پارینہ کا حامل ملک ہے؟ ہندوستان کی یکتائی نیز اس کے سماج اور نظام سیاست کے محرکات کی وجہ سے ترقی کے مختلف پہلوؤں اور اس کے نتائج کے باریک فرق کو سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ یہ کام اس شخص کے لئے اور بھی مشکل ہوجاتا ہے جو مجاہدین آزادی کے ایک کنبے میں 1942 میں پیدا ہوا تھا نیز جوملک کی حکمرانی کے سلسلے میں ضلعی، ریاستی اورقومی سطحوں پر منصوبوں اور پروگراموں کی تشکیل اوران پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں ایک سرگرم شریک کار رہا ہےاور اس کے باوجود بھی میں نے یہ ہمت شکن کام قبول کیا ہے۔

ہندوستان کا آئین 26 جنوری 1950 کواختیار کیا گیا تھا جس کی تشکیل میں بی آر امبیڈکر نے اس کی مسودہ ساز کمیٹی کے چیرمین کے طور پر مدبرانہ قیادت عطا کی تھی۔ اس آئین نے ہمیں جمہوریت اور اس کے اداروں کے توسط سے ہندوستان کے تصور کی تشکیل کرنے کے سلسلے میں ایک گراں قدر ڈھانچہ دیا ہے۔ ہم اس راہ پر مسلسل اور ثابت قدمی سے چلے ہیں نیز ہم نے متعدد کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ بہت سے نامکمل کام ہیں جو پورے کئے جانے ہیں۔ ہمارے نظام میں بہت سی کمیوں اورخامیوں نیز اس کے کام کرنے کے نئے طریقے تلاش کرنے پرتوجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حصولیابیاں: ہماری حصولیابیاں بہت سی ہیں۔ ان میں سے چار حصولیابیوں کو خاص طور سے اجاگر کئے جانے کی ضرورت ہے۔

پہلی ہندوستان نے جمہوری یاعوامی حکومت قائم کی تھی جس کا مطلب ان کے آزادانہ طور سے منتخب کردہ نمائندوں کے توسط سے عوام کے ذریعے حکومت تھا۔ درج شدہ تاریخ میں پہلی بار ہندوستان نے حکومت اور مملکت کے انتظام وانصرام کا ایک جمہوری نظام قائم کیا تھا (ماضی میں بودھوؤں کے سنگھاؤں میں نیز بہار کے ویشالی میں جمہوریت کے سلسلے میں کچھ تجربہ کرنے کے باوجود) آج ہندوستان نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بلکہ سب سے زیادہ متحرک جمہوریت بھی ہے۔

ملک میں ایک شخص ایک ووٹ نیز ایک ووٹ' ایک قدر کا نظام شروع کرنے کے سلسلے میں ایک جرات مندانہ اورگراں قدر فیصلہ کیا گیا تھا۔ ہمہ گیر تائید اور رائے سے مالامال فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ بعد میں نچلی سطحوں پر اختیارات تفویض کرنے سے ان فوائد کو مستحکم کرنے میں مدد ملی ہے۔ جمہوریت ہندوستان میں حکمرانی کے قلب

مضمون نگار سکم کے سابق گورنر نیز ممتاز مصنف، مفکر اور پبلک سرونٹ ہیں۔
bpsias@gmail.com

میں ہے۔

ہندوستان میں جمہوریت کے قیام نے خاص طور سے مغرب میں بہت سے مفکروں کی اس روایتی رائے کو چیلنج کیا تھا کہ جمہوریت کے لئے اقتصادی ترقی، خواندگی کی زیادہ سطحوں اور ایک مشترک زبان جیسے کچھ پیشگی حالات ہونے چاہئیں۔ درحقیقت ہندوستانی جمہوریت غریبی، ناخواندگی اور گونا گونی کے درمیان پروان چڑھی ہے۔ ہندوستانی عوام نیز آزادی کے ان کے رہنماؤں کے انتساب کے لئے یہ کہا جانا چاہئے کہ انہوں نے نہ صرف ایک کثیر اور غریب سماج میں جمہوریت قائم کی بلکہ اسے کامیاب اور مستحکم، متحرک اور نتیجے پر مبنی بھی بنایا۔

ہندوستانی جمہوریت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انتخابات ہمہ گیر رائے پر مبنی ایک آزادانہ اور منصفانہ انداز میں باقاعدہ وقفوں پر منعقد ہوتے ہیں نیز ایک سیاسی جماعت یا اتحاد سے دوسری سیاسی جماعت یا اتحاد کو اقتدار کی منتقلی بھی ایک حسب معمول انداز میں عمل میں آتی ہے۔ ہندوستان میں انتخابی عمل بالکل سادہ ہیں نیز لوگ انہیں بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ جمہوریت ہندوستانی رائے دہندگان کی طاقت کا ادارہ جاتی کردہ اظہار بن گئی ہے۔

ہندوستان میں ایک اور سازگار خصوصیات سیاست میں عام لوگوں کی زیادہ شرکت ہے۔ شہری اور دیہی علاقوں میں سیاست کے سلسلے میں تبادلہ خیالات اور بحث ومباحثہ میں اضافہ ہورہا ہے۔ لوگ اپنے سیاسی حقوق اور مواقع کی اہمیت سمجھتے ہیں نیز باقاعدگی سے پنچایتوں، ریاستی اسمبلیوں اور لوک سبھا کے انتخابات میں اپنی آرا کا استعمال کرتے ہیں۔

ہندوستانی جمہوریت کی سب سے زیادہ قابل ذکر حصولیابی ملک کو متحد کرنا رہی ہے اور اس سلسلے میں سردار پٹیل نے ایک مختصر سے عرصے میں 565 شاہی ریاستوں کا انضمام حاصل کرکے ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ تب سے ہم ملک کو متحد اور جمہوریت کے اس کے اداروں کو چالو رکھ سکے ہیں۔ یہ بات ہندوستان کی تقسیم کے سیاق و سباق میں خاص طور سے متاثر کن ہے جس کے نتیجے میں ایک ملین سے زیادہ لوگ مارے گئے تھے نیز دیگر لاکھوں کی بے دخلی ہوئی تھی۔ آئینی جمہوریت کے اس معمار نے ہندوستانی مملکت کے اس جہاز کو تباہ کرنے سے انتہا پسند تنظیموں کو روکا تھا۔

دوسری ہندوستان کے جمہوری نظام نے حکومت کے انتظام وانصرام کے سلسلے میں اقتصادی جزو شروع کیا تھا۔ اس نظریے کی نمایاں کامیابیوں میں سے ایک کامیابی یہ ہے کہ ہندوستان 1947 سے آبادی میں زبردست اضافہ ہونے کے باوجود خوراک کی پیداوار کے سلسلے میں خود کفیل ہے۔ پرتخیل پالیسیاں اپنانے سے بھی یہ بات یقینی ہوئی ہے کہ ہمارے ملک کے ہر ایک شہری کو خوراک دستیاب ہے جس کا سہرا غریبی کی سطح سے نتیجے کے لوگوں کے لئے کم قیمت پر خوراک جیسے پروگراموں اور منریگا جیسی اسکیموں کے تحت روزگار، نیز ایک مشترک بازار جیسے پروگراموں کے سر ہے۔ سامان اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) کا نظام اپنانا اس سلسلے میں ایک اہم سنگ میل ہے۔

ہندوستان کی سیاسی قیادت، پالیسی سازوں اور کاروباری ذہنوں کو اس شدید خواہش سے تحریک ملتی ہے کہ ملک کو اکیسویں صدی میں ایک بڑی اقتصادی طاقت بنایا جائے۔ اقتصادی ترقی کی زیادہ شرح نیز غیر ملکی زرمبادلہ کے اطمینان بخش ذخائر اور سینسکس کے بڑھتے ہوئے شمار کی وجہ سے ان میں ایک بڑھتا ہوا اعتماد پیدا ہوا ہے۔ ہندوستان مساوات پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے زیادہ شرح ترقی حاصل کرنے کا قصہ کررہا ہے۔ اگرچہ یہ دونوں مقاصد ہمیشہ متضاد نہیں ہیں لیکن تنازع اس وقت پیدا ہوتا ہے جب غریب اور کم مراعات یافتہ لوگوں کی ضروریات کو نظرانداز کرکے بڑھتے ہوئے متوسط طبقے اور کاروباری ایوانوں کی مانگیں پوری کرنے کے لئے قلیل وسائل کو منتقل کیا جاتا ہے۔

تیسری ہمارا آئینی اصولوں کے دو مختلف مجموعی کا پابند ہے جو مساوات پر قطعی زور کے حامل ہیں۔ ایک مجموعہ سب کے لئے یکساں موقع کا اصول ہے اور دوسرا مجموعہ تعلیمی اور سماجی محرومی کے تدارک کا اصول ہے۔ سرکاری روزگار کے سلسلے میں ہماری ترجیحی پالیسیاں ابتدائی طور سے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں سے تعلق رکھنے والے افراد تک محدود تھیں۔ 1990 میں حکومت ہند کے ذریعے منڈل کمیشن کی رپورٹ کی منظوری کے بعد ریزرویشن کی توسیع دیگر مشترہ کردہ پسماندہ طبقوں کے امیدواروں کے لئے بھی کی گئی تھی۔

مثبت اقدام کے فوائد میں سے ایک فائدہ دلتوں اور پسماندہ طبقوں میں مواقع کی تقسیم کے سلسلے میں بہتری رہا ہے۔ عام طور سے غریب اور کم حیثیت والے والدین کے بچوں کو نچلی سطح کے روزگار ملتے ہیں اور نتیجتاً کم تنخواہیں ملتی ہیں نیز ان کی آمدنی کم رہتی ہے۔ تمام سطحوں پر روزگار کے ریزرویشن سے یہ بات یقینی ہوئی ہے کہ دلتوں اور پسماندہ طبقے کے والدین کے بچوں کو آئی اے ایس اور آئی پی ایس جیسی کل ہند سروسز کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ فائدہ ہنوز غریب تر اور کم حیثیت والے والدین کی پوری برادری کو نہیں پہنچا ہے۔

مثبت اقدام کی اس اسکیم میں جو آئین نے پیش کی ہے، مملکت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شہریوں کے سماجی اور تعلیمی طور سے پسماندہ طبقوں کی ترقی کے لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے بلکہ خواتین اور بچوں کے لئے بھی خصوصی اہتمام کرے۔ گزشتہ ستر سال کے دوران اس سلسلے میں اہم اقدامات کئے گئے ہیں۔ اس طرح کے اقدام کا تعلق مقامی اداروں میں خواتین کے لئے نشستوں کے ریزرویشن سے ہے۔ مزید کئے جانے کی ضرورت ہے۔

ہم ایک ایسے زمانے میں رہ رہے ہیں، جس میں درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقوں کے بارے میں آئین میں شامل کردہ مثبت اقدام سے حوصلہ پاکر متعدد فرقے اسی طرح کے استحقاق کی مانگ کررہے ہیں۔ ریزرویشن کی مانگ کرنے والے کچھ فرقوں کی طرف سے سڑکوں پر نہ صرف احتجاجات بلکہ بعض اوقات متشدد تنازعات بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ بااختیار بنانے کے یہ تمام آئینی اقدامات ایک ڈھانچے کے اندر ہیں جو خود ازسرنو جائزہ اور اصلاحی اقدامات کا متقاضی ہے تاکہ مثبت اقدام کے فوائد ان لوگوں کو پہنچیں جنہیں پہنچنے چاہئیں۔ بحث طلب مسئلہ نہ صرف اس حد کا ہے جس حد تک سرکاری روزگار میں ریزرویشن

نے بہتر کے لئے معاملات کو فی الواقع بدل دیا ہے بلکہ اس کا بھی ہے کہ اس سے خاص طور سے پسماندہ طبقوں کے الگ تھلگ کردہ طبقوں کو کیسے فائدہ ہوسکتا ہے کیوں کہ ریزرویشن کے فوائد پر ان کنبوں کی اجارہ داری ہوتی جارہی ہے جو اس طبقے سے تعلق رکھنے والے خوش حال کنبے ہیں۔

چوتھی ہندوستانی جمہوریت کے متعدد پبلک ادارے مثلاً عدلیہ انتخابی کمیشن، آڈٹ نظام، ذرائع ابلاغ، نیز گزشتہ دہوں میں قائم ہوئے کچھ پبلک ادارے ایک قابل تعریف انداز میں جمہوری کام کاج کے عمل کو مستحکم کررہے ہیں۔عوام کو دیا گیا اطلاعات کا حق ایک اور اقدام ہے جس نے انہیں بااختیار بنایا ہے۔

کیا ہندوستانی جمہوریت کا استحکام اور کامیابی ایک بے نظیر امر ہے جو ہندوستانی ثقافت اور ورثے کے کثیر کردار اور صدیوں پرانی اقدار کو منعکس کررہا ہے؟ کیا اسے ہندوستان کی آزادی کے رہنماؤں کی لیاقت اور ذہانت سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔کیا یہ محض اس آئین کی وجہ سے ہے جس کا ہندوستان حامل ہے؟ کیا یہ کامیابی ہندوستانی حکومت نیز ریاستوں کے رہنماؤں کی وجہ سے تھی؟ میری رائے میں ان تمام عناصر نے ہندوستانی جمہوریت کے استحکام اور کامیابی دونوں کے لئے تعاون کیا ہے۔درحقیقت ہندوستان کی تہذیبی طاقت نے جس نے گزشتہ ملینیم رواداری عطا کی ہے نیز مختلف نقطہ ہائے نظر کو اہمیت دی ہے، مستحکم بننے کے لئے جمہوری اداروں کو زرخیز زمین فراہم کی ہے۔

قوموں کی برادری میں ہندوستان کا عروج اس کی جمہوریت نیز گونا گونی کی اس کی شہرت کے تئیں ایک خراج تحسین ہے۔اس کی حصولیابیاں سیاسی اور اقتصادی آزادی پر مبنی ہیں۔تاہم ہندوستان کو ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔

چیلنج

ہندوستان کی سیاسی معیشت گونا گوں چیلنجوں کا سامنا کررہی ہے۔ان کا ابتدائی طور سے تعلق تحفظ اور انصاف، غریبی کے خاتمے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے، تعلیم اور صحتی دیکھ بھال کے سلسلے میں بہتری لانے نیز بدعنوانی اور سیاست کی جرم کاری سے ہے۔

تحفظ اور انصاف

مملکت کی ابتدائی ذمہ داری ہر ایک شہری کی زندگی اور املاک کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔

ہندوستانی مملکت بے لگام عناصر سے اس کے اختیار کے لئے ایک سنگین چیلنج کا سامنا کررہی ہے۔ جموں وکشمیر میں جہادی دہشت گردی نیز ہندوستان دیگر حصوں میں اس کے عارضی لیکن متواتر پھیلاؤ:شمال مشرق میں سرکشی اور خاص خطہ سرزمین ہندوستان میں نکسلیوں کی تحریک تیزی سے بڑھتی ہوئی بنیاد جمہوری حکمرانی کے لئے سنگین چیلنج ہیں۔خوش قسمتی ہے جہادی دہشت گردی کے خلاف قومی اتفاق رائے دیکھنے میں آیا ہے نیز اب یہ ہندوستان مملکت کا کام ہے کہ وہ اس لعنت سے سختی سے نمٹے۔ ہندوستان کے شمال مشرقی خطے میں سرکشی اب زیادہ تر ناگالینڈ، منی پور اور آسام تک محدود ہے اور ان سے مرکز کی بھرپور حمایت اور مدد سے جمہوری طور سے منتخبہ ریاستی حکومتیں نمٹنے کی کوشش کررہی ہیں۔نکسلیوں کی تحریک، جو ہندوستان کے سب سے زیادہ اہم حصے میں دور تک پھیلی ہوئی ہے، دیہی غریب لوگوں اور دیسی قبیلوں میں مقبول ہے۔نکسلیوں نے ماؤ واد نظریہ اپنایا ہے جو جمہوری حکمرانی اور ہندوستان کے آئین کے متضاد ہے۔ وہ تشدد اور سیاسی اقتدار پر بزور طاقت میں یقین رکھتے ہیں۔نکسلیوں کی لعنت پر اس وقت کچھ جگہوں پر موثر طور سے قابو پایا گیا ہے جب ریاستی نظام نے قوت تخیل نیز ثابت قدمی اور عزم مصمم سے کام کیا تھا۔ریاست اور مرکز کی قیادت کے ذریعہ باضابطہ حمایت کردہ اور رہنمائی کردہ ایک مربوط انداز میں موثر طور سے اس مسئلے سے نمٹنا لازمی ہے۔

انصاف تک رسائی کے لئے یہ بات ضروری ہوجاتی ہے کہ ایک شہری کو اپنے حقوق اور اس فورم کے بارے میں معلومات ہوں جہاں وہ تدارک یا تلافی حاصل کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔حقیقت میں بہت سے شہری ایسے ہیں جو اپنے حقوق نہیں جانتے ہیں یا لڑنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور یہ تک نہیں جانتے ہیں کہ کہاں سے مدد حاصل کرنی ہے۔اس طرح کے شہریوں کے لئے ایک اور چیلنج ان کی طوالت اور اخراجات کے علاوہ خود قانونی کارروائیوں کی پیچیدگی ہے۔ مثال کے طور پر سال 2016 کے اختتام پر 28 ملین سے زیادہ مقدمات ملک کی ہائی کورٹوں اور ماتحت عدالتوں میں زیر سماعت تھے۔چناں چہ منظم حل انصاف تک رسائی کو مستحکم بنانے کے متقاضی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ضرورت مند شہریوں کو فوری امداد دینے کے سلسلے میں عارضی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

غریبی کا خاتمہ

گزشتہ ستر سال کے دوران لاکھوں لوگوں کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھایا گیا ہے اور وہ متوسط طبقے میں شامل ہوگئے ہیں۔اور پھر بھی 1.3 ارب لوگوں میں سے تقریباً 200 ملین لوگ ملک میں غریبی کی سطح سے نیچے رہتے ہیں۔شمال اور مشرق کی بڑی اور غریب تر ریاستوں میں غریبی کی سطح سے نیچے کے افراد کی صحیح طور سے نشاندہی کی جائے اور فہرست کی کمپیوٹر کاری کی جائے۔ تب ہی انہیں براہ راست طور سے اقتصادی فوائد فراہم کرنا ممکن ہوگا۔اس اقتصادی معیار سے قدرتی طور سے مذہب اور ذات کے خطوط ختم ہوجائیں گے نیز امیر وغریب ریاستوں، دیہی علاقوں کا فرق بھی ختم ہوجائے گا۔

اگر ہندوستان اپنے نوجوانوں کو معیاری تعلیم دینے اور ہنرمندیاں سکھانے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو جمہوری حکمرانی بہت زیادہ مستحکم ہوجائے گی۔آج نوجوانوں کے پاس عالمی درجے کے انجینئرنگ کالجوں نیز نکسلیوں کے کیمپوں اور مجرم گروپوں میں شامل ہونے کے درمیان ایک انتخاب ہے۔نکسلیوں کے انتخاب کو موثر طور سے بند کئے جانے کی ضرورت ہے نیز مجرموں کے خلاف عدالتی کارروائی کی جانی چاہئے۔

کیا ہندوستان کی جمہوریت ان اہم مسائل سے کامیابی کے ساتھ نمٹ سکتی ہے؟ ان میں یہ شامل ہیں: خدمات کی فراہمی کے نظاموں کو بہتر بنانا، پالیسی سازی کے نظاموں میں محروم اور الگ کردہ فرقوں کو جگہ دینا نیز

الگ تھلگ کردہ لوگوں کو ہنرمندیاں سکھانا تاکہ وہ مارکیٹنگ کے نظام کے استفادہ کنندگان بن سکیں۔

روزگار

ہندوستان کی سیاسی معیشت کو درپیش سب سے زیادہ پرچیلنج کام نوجوانوں کے لئے روزگار کے مفید مواقع پیدا کرنا ہے۔ ہندوستان میں کام کرنے کی 18 تا35 سال کی عمر کے گروپ میں لوگوں کی تعداد 800 ملین سے زیادہ ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ ہر مہینے ایک ملین نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس ورک فورس میں شامل ہونے کے اہل ہوجاتی ہیں۔ تیز رفتار اقتصادی ترقی کے باوجود روزگار کی دستیابی روزگار کے متمنی لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لحاظ سے نہیں رہی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے کچھ مبصرین ''بغیر روزگار کے ترقی'' کہتے ہیں۔ اشیاء سازی اور خدمات کے شعبے میں نئی ٹکنالوجیاں شروع کرنے سے یہ صورت حال پیچیدہ ہونے والی ہے۔ خاص طور سے شمال اور مشرق کی ریاستوں میں ٹکنالوجی کے لحاظ سے ناقابل ملازمت نوجوانوں کی بڑی تعداد کی وجہ سے اس مسئلے کی سنگینی میں اضافہ ہوگا۔

ترقی کے ایک میکانیکی نظریے میں یہ فرض کیا جاتا ہے کہ آبادی قسمت ہے۔ لیکن اس سے خوش حالی میں اس وقت تک اضافہ نہیں ہوگا جب تک کہ نوجوان لوگ تعلیم یافتہ اور ہنرمند نہ ہوں نیز روزگار کے نئے مواقع نہ پیدا کئے جائیں۔ اگر ہم ان نوجوانوں کو اچھی معیاری تعلیم اور ہنرمندیوں سے لیس کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو ہندوستان کی آبادی سے متعلق فائدہ نظام سیاست کے استحکام کے لئے ایک سنگین چیلنج بن سکتا ہے۔

تعلیم اور صحت

نوجوانوں کے لئے روزگار کے علاوہ بچوں کو معیاری تعلیم نیز سب کے لئے صحتی دیکھ بھال کی سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں ہندوستان کو تیزی سے کام کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ کام کرنے والے لوگوں، بزرگوں، بچوں، بیماریوں اور غریب لوگوں کے لئے صحتی دیکھ بھال کی سہولیات کا اہتمام کرنے کے معاملے پر مملکت کو مخصوص توجہ دینی ہوگی۔ لیکن صحت اور تعلیم پر سرکاری اخراجات سے مخصوص طور سے خوش حال لوگ زیادہ استفادہ کرتے ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں غریب لوگ رہتے ہیں، اسکولوں اور صحتی مراکز کی کارکردگی اکثر خراب رہتی ہے نیز ان کا معیار انتہائی کم رہتا ہے۔

بہت سے مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں بچے ضروری ذہانت اور صلاحیت کے حامل ہیں۔ لیکن انہیں معیاری ابتدائی اور ثانوی اسکولوں تک رسائی حاصل ہونی چاہئے۔ بدقسمتی سے ہمارے بیشتر سرکاری اسکول بخوبی کام نہیں کر رہے ہیں۔ اساتذہ کی خالی جگہیں اور اساتذہ کی غیر موجودگی ان اسکولوں کی پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرکاری اسکولوں کے دس سال کی عمر کے طالب علموں میں سے آدھے طالب علم سات سال کے طالب علموں کے لئے تیار کیا گیا ایک پیراگراف تک نہیں پڑھ سکتے ہیں۔ نصاب تعلیم ضرورت سے زیادہ اولوالعزم ہوتے ہیں۔ بہت سے اساتذہ کی صلاحیت قطعی طور سے ان کے مطابق نہیں ہے۔ اس نظام کو زیادہ اہلیتی اور جواب دہ بنانے کے لئے اساتذہ کی بھرتی ان کی استعداد اور صلاحیتوں کے لحاظ سے کی جانی چاہئے، نہ کہ ان کے سیاسی تعلقات کے لحاظ سے۔ یہ صورت حال نجی اسکولوں میں کسی قدر بہتر ہے۔ لیکن بہت مہنگے ہیں نیز وہ ہمیشہ ہی دیہی علاقوں میں واقع نہیں ہوتے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر کیا جاسکتا ہے کہ صدیوں سے ہندوستان میں اسکول اور اعلی تعلیم دونوں کی سطح پر تعلیم حاصل کرنے کے بہترین مراکز تھے۔ اس چیز نے ہندوستان کی تہذیب کو دنیا کی سب سے زیادہ شاندار تہذیبوں میں سے ایک تہذیب بنانے کے سلسلے میں زبردست تعاون کیا تھا۔ آج اس ملک کو انسانی معلومات نیز علم وفن کے اہم شعبوں میں اختراعات کے سلسلے میں سہولت مہیا کرنے کے لئے اپنے اعلی تعلیمی مراکز کو مستحکم کرنے کی شدت سے ضرورت ہے۔

ملک میں صحتی دیکھ بھال کی سہولیات بھی ابتر ہیں۔ یہ صورت حال متعدد ریاستوں اور خاص طور سے دیہی علاقوں میں بدتر ہے، جہاں ستر فی صد آبادی رہتی ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ شہروں میں متعدد نجی اسپتال اور کلینک ہیں نیز بہتر ڈاکٹر اور خدمات مہیا ہیں۔ دیہی علاقوں میں ابتدائی صحتی دیکھ بھال کے مراکز کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام دیہی علاقوں میں کلینک بنا کر نیز آسان کردہ صحتی آئی ٹی نظاموں کو فروغ دے کر انجام دیا جاسکتا ہے۔ ملک میں ہنرمند میڈیکل گریجویٹوں اور نرسوں کی ضرورت تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ اس پر فوری طور سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

خوش قسمتی سے حکومت ہند نے نئی تعلیمی پالیسی اور صحتی پالیسی وضع کرنے کے سلسلے میں اقدامات کئے ہیں۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر انہیں اختیار کئے جانے اور ان پر عمل درآمد کئے جانے کی ضرورت ہے۔ درحقیقت یہ ہندوستانی مملکت کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ اس پر مستعدی سے اور فوراً توجہ دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو خدمات کی معیاری فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے نگرانی کا ایک پرتخیل نظام اس سلسلے میں زبردست مددگار ہوگا۔

بدعنوانی اور سیاست کی جرم کاری

سیاسی عمل کی جرم کاری نیز سیاست دانوں، سول سرونٹس اور کاروباری ایوانوں کے درمیان ناپاک تعلق سرکاری پالیسی کی تشکیل اور حکمرانی پر ایک مضر اثر ڈال رہا ہے۔

ہندوستان کی جمہوری حکمرانی کے لئے زیادہ عیارانہ خطرہ مجرموں اور طاقت ور لوگوں سے ہے جو کافی بڑی تعداد میں ریاستی قانون ساز اسمبلیوں اور قومی پارلیمنٹ میں آرہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک ایسی سیاسی ثقافت جڑ پکڑ رہی ہے جس میں ریاستی قانون سازیاؤں اور پارلیمنٹ کی رکنیت کو نجی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے اور پیسہ بنانے کے ذریعہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ سادہ رہن سہن اور عوامی مقاصد کے لئے بے لوث خدمت کے گاندھیائی اصول تیزی سے غائب ہوتے جارہے ہیں۔ بعض اوقات قانون کی حکومت کو آدمیوں کی

حکومت سے بدلے جانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انتخابی کمیشن اور پارلیمنٹ کو اس مسئلے پر تشویش لاحق ہے۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ زیادہ سخت قانونی نظام اپنایا جائے نیز فوری طور سے عمل میں لایا جائے۔

ہندوستان میں بدعنوانی کی زیادہ سطح کو کافی حد تک حکمرانی کے معیار کو بہتر بنانے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ نیز شمولیت پر مبنی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ اگرچہ انسانی لالچ صریحی طور سے بدعنوانی کا ایک ذریعہ ہے لیکن خاطی کو سزا دینے کے لئے نفاذ کا ناقص نظام اور ڈھانچہ جاتی ترغیبات بھی ہندوستان میں ناجائز فائدے کے بڑھتے ہوئے وقوع میں مدد معاون رہی ہیں۔ کمان اور کنٹرول کے پیچیدہ اور غیر شفاف نظام ایک سروس فراہم کنندہ کے طور پر حکومت کی اجارہ داری، کم ترقی یافتہ قانونی ڈھانچہ، معلومات کی کمی اور شہریوں کے حقوق کا کمزور تصور ان سب سے ہندوستان میں بدعنوانی کے لئے ترغیبات ملی ہیں۔ ہم نے ایک ایسا زیادہ موثر نظام تیار کیا ہے جس میں خاطی کو تیزی سے سزا دی جاتی ہے نیز سول سرونٹس، تاجروں اور سیاست دانوں سمیت ایماندار شہریوں کی نیک نامی اور عزت کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

امکانات اور مستقبل کے تناظر

ہندوستان کے پاس آئندہ دہوں میں اقتصادی، فوجی اور ثقافتی لحاظ سے اپنے آپ کو مستحکم بنانے کے زبردست امکانات ہیں۔ کھیلوں سے لے کر خلا تک کمپیوٹر سافٹ ویئر سے لے کر ادویہ سازی تک، یوگا سے لے کر رقص کی شکلوں تک انسانی سرگرمی کے ہر ایک شعبے میں ہندوستان کا عروج توجہ حاصل کر رہا ہے۔ تاہم ہندوستان کے پڑوس اور اندار کے سماجی چیلنجوں کے پیش نظر پیش رفت اور ترقی کا راستہ آسان نہیں ہے۔ ہم غیر ملکی پالیسی کے جوکھم بھرے کاموں میں شامل ہونے کے مستطیع نہیں ہو سکتے ہیں، نہ ہی سیاست، تعلیم اور صحتی دیکھ بھال کے سلسلے میں زیادہ سہولیات کے لئے محروم کردہ گروپوں کی مانگوں کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی فوجی اور اسٹریٹیجک صلاحیتوں کو مستحکم کرنا ہوگا۔

تاریخ آبادی، ثقافت، شہر کاری اور انسانی شعور کی توسیع کے لحاظ سے تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ توقعات میں ایک غیر معمولی اضافے کے ساتھ ساتھ ان تمام تبدیلیوں سے غیر متوقع چیلنج سامنے آئیں گے۔ ہندوستانی قیادت کو متعدد اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور خارجی شعبوں میں اس طرح سے پالیسی انتخابات کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم ٹکنالوجیکل اختراع، مسائل حل کرنے کی ہنرمندیوں اور سیاسی بصیرت کے لئے اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کو کامیابی کے ساتھ ہم آہنگ کر سکیں۔ سیاست، ذرائع ابلاغ، ماہرین تعلیم اور مفکروں میں ہندوستان کے چیدہ افراد میں ان مسائل کی ازسرنو توضیح کرنے اور عوامی بحث ومباحثہ کی ازسرنو تشکیل کرنے کی صلاحیت ہے۔

مہاتما گاندھی ہم سب سے یہ چاہتے تھے کہ ہم ایک ایسے ہندوستان کی تعمیر کے لئے کام کریں جس میں غریب ترین لوگ بھی یہ محسوس کریں کہ یہ ان کا ملک ہے جس کی تعمیر میں وہ بھی ایک موثر رائے کے حامل ہیں: ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام فرقے مکمل ہم آہنگی میں رہیں''۔

جمہوریت ترقی اور حکمرانی کی نئی خصوصیات کی بڑھتی ہوئی توضیح کر رہی ہے۔ گزشتہ سات دہوں کے دوران جمہوریت ترقیاتی پروگراموں میں متعلقین کی شرکت اور اچھی حکمرانی کے سلسلے میں معیادی انتخابات سے آگے گئی ہے۔

شمولیت پر مبنی سماج بنانے کے لئے تحمل اور ثابت قدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اہم کام سماج کے الگ تھلگ کردہ طبقوں کو زیادہ پائیدار بنانا ہے۔ اس سلسلے میں ہندوستان کو تعلیم، صحتی دیکھ بھال، شہری منصوبہ بندی، پبلک ٹرانسپورٹ، فضلے سے نمٹنے اور دیہی مکانات کے سلسلے میں اختراعات کی ضرورت ہے؟ جب کہ ہمیں اس پہئے کو ازسرنو اختراع نہیں کرنا ہے، تاہم ہندوستانی حالات کے لئے موزوں نئی ٹکنالوجیاں تیار کی جانی چاہئیں۔ اس سیاق وسباق میں، میں صرف ''جگاڑ'' ٹکنالوجیوں کی بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ زیادہ مستقل ٹکنالوجیوں کی بات کر رہا ہوں۔

خلا، کمپیوٹر سافٹ ویئر، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزوں، نئی ادویہ اور صحتی دیکھ بھال کے شعبوں میں ہندوستان کے ذریعہ حالیہ اختراعات کی سیکڑوں مثالیں ہیں۔ مثال کے طور پر، خلائی تحقیق کی ہندوستانی تنظیم (اسرو) کی کارکردگی عالمی معیارات کی ہے۔ ہندستانی شہروں اور گاؤں میں انٹرنیٹ کا بڑھتا ہوا دخل ترقی کا ایک اور سنگ میل ہے۔

ایک ملک کے طور پر اور ایک تہذیب کے طور پر ہم نے اختراع کی تاریخ جشن منایا ہے جو وادی سندھ کی تہذیب کے زمانے سے شروع ہوئی تھی۔ ادویہ نیز یوگا اور قدرتی علاج کے طریقوں، منطق اور ربط، فلسفیانہ جستجو اور سوتروں کے سلسلے میں اختراع کے ہمارے تہذیبی ورثے کے بارے میں سبھی بخوبی جانتے ہیں۔ خوش قسمتی سے کمپیوٹر کے اس زمانے میں برتری حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ خاصیتیں مفید مطلب ہیں۔

حکومت میں مارکیٹ اور سول سماج میں اختراع ہو رہی ہے۔ ملک کے دیہی علاقوں میں چیدہ افراد کا کردار بدلتے ہوئے سماجی اور سیاسی عمل زیادہ سے زیادہ باہم مربوط ہوتا جا رہا ہے۔

ترقی اور سیکولرزم ساتھ ساتھ چلنے چاہئیں۔ دوسرے شخص کے نقطہ نظر اور عقیدے کا احترام ہندوستان کے ورثے کا ایک لازمی جز ہے۔ اسی تہذیبی خصوصیت کی وجہ سے ہندوستان کا رتبہ ملکوں کی برادری میں بلند ہے نیز اسی کی وجہ سے ہندوستان دنیا کے تمام بڑے مذاہب کا مسکن بنا ہے۔

دنیا اس انداز کے لئے ہندوستان کو احترام کی نظر سے دیکھتی ہے، جس میں ہم نے ایک کثیر سماج کی اجازت دی ہے نیز اس پر عمل بھی کیا ہے۔ نتیجتاً اپنے تجربے سے ہمیں اقلیتوں اور ہمارے سماج کے کمزور طبقوں کے بارے میں زیادہ فکر اور تشویش ہونی چاہئے۔ ہمیں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ صرف ایک جمہوری، سیکولر ہندوستان ہی خود ہمارے اپنے عوام نیز دنیا کے بھروسے کی کمان کرے گا۔

ایک تہذیب کی صحت اور مضبوطی کا اندازہ ان مذہبی رسوم اور رواجوں، آراء اور عقائد کو چیلنج اور کم کرنے

کی اس کی صلاحیت سے لگایا جاسکتا ہے۔ ہندوستانی تہذیب نے وقتاً فوقتاً اپنی ابھرنے کی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ میرا عقیدہ ہے کہ جب تک ہندوستانی سماج اورنظام سیاست ادب اورفنون، سائنس وتکنالوجی کے سلسلے میں تخلیقی ذہنوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہے گا نیز جمہوری اداروں کوشمولیت اورانصاف کوفوقیت دیتا رہے گا، اس وقت تک ہندوستان کی صدیوں پرانی ثقافتی طاقت کی تجدید ہوتی رہے گی۔

اقدار کے وسیع تر سیاق وسباق میں ''ہندوستان جو کہ بھارت ہے'' اپنے سپوتوں کو ایک سادہ رہن سہن، کنبے کے مضبوط تعلقات، دوسروں کے نقطہ نظر کے لئے رواداری، روحانی جستجو اور ماحولیات کا احترام سکھاتا ہے۔ ہندوستان کا آئین ان اقدار کو مقدس قرار دیتا ہے نیز ''آدمیوں کے ذریعے حکومت کے خلاف'' قانون کی حکومت کا ایک ٹھوس ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

''سب کا ساتھ سب کا وکاس'' کا نعرہ سب سے زیادہ موزوں اورمناسب ہے۔ یہ شمولیت پر مبنی اوراسے شمولیت پر مبنی ہونا ہے نیز یہ جمہوریت اور قانون کی حکومت کی ہماری پروردہ عزیز اقدار اور اصولوں کے مطابق ہے اوراسے ایسا ہونا ہے۔ جنہیں ہندوستان کے آئین نے شہریوں اورحکومت پر پابند رہنے کے سلسلے میں عائد کیا ہے۔ کل کا ہندوستان غریبی، بھوک، اورناخواندگی کے تازیانوں سے پاک ملک ہوگا۔

امید

وزیر اعظم نریندر مودی نے 15 اگست کو لال قلعہ کی فصیل سے قوم کے نام اپنے خطاب میں یہ امید روشن کردی ہے کہ سال 2017 سے سال 2022 کے درمیان آئندہ پانچ برسوں میں ہمارے لئے ایک نئے ہندوستان کی تعمیر ممکن ہے۔ اس کے لئے ہمیں غریبی کے مکمل خاتمے، بدعنوانی کی لعنت کو جڑ سے ختم کرنے وار حکومت کے ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ میں کوتاہی کو مکمل طور سے ختم کرنا ہوگا۔

اس کے لئے ملک کے عوام بالخصوص نوجوانوں کو اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی اور ہندوستان چھوڑ تحریک کے لئے اس وقت کے مجاہدین آزادی جیسا جذبہ اورعزم دکھانا ہوگا۔ آیئے ایک نئے ہندوستان کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے اپنے منصوبے اور پلان آف ایکشن ابھی سے تیار کریں۔ نیتی آیوگ کو ریاستی بنیاد پر ایکشن پلان تیا کرنے، وزرائے اعلی کی میٹنگ منعقد کرنے اورمنظورشدہ منصوبوں کی سخت نگرانی کی ذمہ داری سپرد کی جاسکتی ہے۔

آخر میں میں ''اکیسویں صدی: جغرافیائی سیاست، جمہوریت اورامن'' کے عنوان سے اپنی تازہ ترین کتاب کے ایک پیراگراف کے ساتھ یہ مضمون ختم کرتا ہوں جس میں میں نے لکھا ہے:

''حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ: کیا ہندوستان آگے بڑھ رہا ہے؟ کیا ہم درحقیقت بہتر حکمرانی کی جانب بڑھتے ہوئے منتقلی کی حالت میں ہیں؟ میں مثبت جواب دینے کی طرف مائل ہوں۔ سیاسی قیادت، حکمرانی کے اداروں میں نئی بیداری، عدلیہ کا آزادانہ کردار، سرگرم ذرائع ابلاغ نیز متحرک سول سماج اوردیگر ادروں سے بھی مجھے امید ملتی ہے۔ یہ امید پوری اس حقیقت پر بھی مبنی ہے کہ ہندوستان کے لوگ خاص طور سے نوجوان حکمرانی کے اپنے اداروں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ عوام کی آرزوؤں اورضروریات کے تئیں حساس بنیں۔ سیاسی ایگزیکٹو، صنعت کے لیڈروں اورسرکاری ملازمین کو اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ ناقابل گفت وشنید اورناقابل گریز نتیجہ یہ ہے کہ حکومت، سول سماج کی تنظیموں اورمارکیٹ کو ہم آہنگی میں کام کرنا چاہیے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب ہمارے یہاں جمہوریت، ثقافت اورحکومت کے درمیان ہم آہنگی ہو''۔

☆☆☆

سال 2018 تک سب کو ٹیکے لگانے کا نشانہ: صحت اورخاندانی فلاح وبہبود کی وزارت نے سب کو ٹیکے لگانے اورشہری علاقوں پر اورایسے علاقوں پر جہاں ٹیکہ کاری کا پروگرام پوری طرح نہیں چل سکا ہے، ایک منصوبہ عمل مرتب کیا ہے، تاکہ 2018 تک سبھی کو اس پروگرام کے تحت لے آیا جائے۔ اس منصوبے کے تحت ریاستیں 07 اکتوبر 2017 سے مسلسل 4 مہینے تک ہر مہینے کی 7 تاریخ سے 7 کام کے دنوں میں تیز رفتاری سے کام کرنے والے مشن اندر دھنش پر عمل کریں گی۔ البتہ اتوار چھٹیوں اورجن دنوں میں ٹیکے لگائے جائیں گے وہ دن اس سے مستثنیٰ رہیں گے۔ اس مشن کے تحت کل 118 اضلاع، 17 شہری علاقوں اورشمال مشرقی ریاستوں کے 52 اضلاع کو لایا جائے گا۔ تیز رفتاری سے چلنے والے مشن اندر دھنش میں زیادہ توجہ ان شہری علاقوں پر دی جائے گی، جہاں اب تک ٹیکہ کاری کا کام نہیں ہوسکا ہے۔ ان علاقوں میں ٹیکہ کاری کی خدمات فراہم کرنے کے لئے اے این ایم ایس کو تعینات کیا جائے گا۔ اس طرح کے شہری اوردیہی علاقوں میں فیلڈ عملے کو چلتی پھرتی گاڑیوں کے ذریعے امداد بھی فراہم کی جائے گی۔ تمام سطحوں پر بھرپور جائزے اوراحتساب کا نظام قائم کیا جارہا ہے۔ قومی سطح پر یہ کام کابینہ سیکریٹری جبکہ ریاستی سطح پر چیف سیکریٹری انجام دیں گے۔ یہ لوگ تیاری اورپیش رفت کا جائزہ لیں گے۔ اندر دھنش کے لئے جس ضلع کی بھی نشاندہی کی جائے گی اس کا جائزہ ایک نوڈل افسر کے ذمے ہوگا۔ مشن اندر دھنش کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں دوسری وزارتوں، محکموں خاص طور پر خواتین اوربچوں کی فلاح وبہبود کے محکموں، پنچایتی راج، شہری ترقیات، نوجوانوں کے اموراوراین سی سی وغیرہ کے ساتھ تال میل پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ مختلف محکموں مثلاً آشا، اے این ایم ایس، آنگن باڑی کارکنوں، این یو ایل ایم کے تحت ضلع 'پریرکوں' اورسماجی کارکنوں کے ساتھ تعاون اس مشن پر کامیاب عملدآمد کے لئے ضروری ہوگا۔ ہندوستان میں سب کو ٹیکہ لگانے کا پروگرام (یو آئی پی) کے ذریعے بچوں اورحاملہ عورتوں کی موت سے بچا جاسکتا ہے۔ یہ موت بارہ قسم کے ٹیکے نہ لگوانے کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔ ماضی میں دیکھا گیا ہے کہ ٹیکے لگانے کے کام میں اضافے کی وجہ سے 2009 اور 2013 کے درمیان اس طرح کی اموات میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اسی مقصد سے یہ مشن اندر دھنش مرتب کیا گیا اور 2015 سے اس پر عملدرآمد کیا جارہا ہے، تاکہ 90 فیصد تک لوگوں کو اس کے تحت لے آیا جائے۔ مشن اندر دھنش کے چار مرحلے پورے ملک کے 528 اضلاع میں مکمل ہوچکے ہیں۔ اب تک اس مشن کے تحت 2.47 کروڑ بچوں اورتقریباً 67 لاکھ خواتین کے ٹیکے لگائے جاچکے ہیں۔ مشن کے پہلے دومرحلوں کے تحت ایک سال میں مکمل ٹیکہ کاری میں 6.7 فیصد کا اضافہ ہوا ہے، جبکہ ماضی میں یہ اضافہ ایک فیصد تھا۔ شہری علاقوں کے مقابلے میں دیہی علاقے میں یہ اضافہ زیادہ واضح طور پر نظر آیا۔

کرشن دیو

سب کے لئے گھر، درکار ڈھانچہ بندی

آنے والی نسلوں کے لئے جو کہ ان کفایتی گھروں میں رہیں گے، ان کے لئے ہر وقت پانی و بجلی کی فراہمی جو کہ ان کا بنیادی حق بھی ہے اوران کے لئے تعلیمی و صحت عامہ کے اداروں، پارکنگ کی سہولتوں، کھلی جگہ، پیدل چلنے کا محفوظ راستہ اورپارک اور باغ جیسی سماجی اوردیگر اقتصادی ڈھانچہ کی جامع منصوبہ بندی کی سخت ضرورت ہے تاکہ ملک میں آنے والی نسلیں جو کہ ملک کا اثاثہ بھی ہیں، صحت مند اور باوقار زندگی بسر کرسکیں۔

ملک میں عوامی مکان سازی پروگرام کا آغاز آزادی کے فوراً بعد ہی مہاجرین کی بازآبادکاری کے ساتھ شروع ہوگیا تھا اور اس وقت سے حکومت نے اس پروگرام کو ملک میں غریبی کے خاتمے کے لئے ایک اہم ہتھیار کے طور پر اختیار کیا ہوا ہے۔ حکومت نے اس شعبے کو اپنا اولین ترجیحی منصوبہ بنایا ہوا ہے۔

مکان سازی ایک بنیادی ضرورت کے ساتھ ساتھ تعمیراتی صنعت کا ایک حصہ اور معیشت کا ایک اہم سیکٹر ہے۔ تعمیرات کا زمرہ ہندوستان کی مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کے 8 فی صد کے مساوی تعاون کرتا ہے اور زرعی زمرے کے بعد اقتصادی سرگرمیوں کو تعاون دینے اور ملازمت فراہم کرنے میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اسی طرح سے تعمیرات کا زمرہ خدمات کے سیکٹر کے بعد غیر ملکی راست سرمایہ کاری کے معاملے میں دوسرے نمبر پر ہے اور اس نے 35 ملین سے زائد افراد کو ملازمت وروزگار فراہم کیا ہے اور معیشت کے ہر زمرے میں راست، بلاواسطہ اور شمولی طور پر اہم کردار ادا کیا ہے۔

شہر دولت کے مراکز ہیں۔ ملک کے چند بڑے شہروں کی فی کس آمدنی کی شرح ملک کی فی کس آمدنی کی اوسط شرح سے کہیں زیادہ ہے اور چند معاملوں میں یہ قومی اوسط کے مقابلے دگنی سے زیادہ ہے لیکن اس کے ساتھ یہ خرچ کرنے کے عمل، ترسیل رقم اور دیگر رابطوں کے توسط سے قومی اور دیہی معیشت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

مکان سازی کی صنعت ہندوستان میں تیزی سے ابھرنے والا سیکٹر ہے۔ آبادی کے ایک بڑی بنیاد، تیزی سے بڑھتی ہوئی آمدنی کی سطح اور تیز ترین شہرکاری سے اس سیکٹر کو زبردست فروغ حاصل ہوا ہے۔ سال 2001 میں ہندوستان میں شہری علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی تعداد تقریباً 286 ملین تھی جو کہ دنیا میں دوسری سب سے بڑی شرح آبادی ہے۔

سال 2011 کی مردم شماری کے اعداد وشمار کے مطابق شہری علاقوں میں رہنے والی آبادی بڑھ کر 377 ملین پہنچ گئی اور اس میں 32 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ سال 2012 میں دیہی ہندوستان میں مکان سازی قلت تقریباً 47.4 ملین یونٹس تھی۔ ایک تخمینے کے مطابق سال 2030 تک تقریباً 590 ملین افراد ہندوستانی شہروں میں رہیں گے۔ اس آبادی کے ساتھ ہندوستان میں شہری مکان سازی کی قلت تقریباً 18.8 ملین یونٹ ہوگی۔

شہروں میں مقیم یہ آبادی اہم ہوگی جس کے لئے ذرائع نقل وحمل پر غور وفکر بہت ضروری ہے۔ شہری علاقوں میں آبادی کے اعتبار سے تیزی کے ساتھ ابھرنے والے نئے علاقوں اور چھوٹے شہروں میں ذرائع نقل وحمل کی مانگ پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہوگی تاکہ ان علاقوں میں ذرائع نقل وحمل کے مسئلے کو سنگین ہونے سے قبل ہی حل

مضمون نگار بنیادی شعبہ کے ماہر ہیں۔
kd.krishnadev@gmail.com

کرلیا جائے۔اس سلسلے میں چھوٹے اور درمیانے قصبات اور بڑے دیہی علاقوں کے لئے طرز فکر میٹروپولیٹن شہروں کی طرح اختیار نہیں کی جاسکتی اور ان کے تقاضوں اور مسائل کی نوعیت مختلف ہے، اس لئے شہرکاری کے منصوبہ کاروں کو بڑے شہروں سے متعلق اپنے نظریوں کے تحت ان چھوٹے شہروں کے مسائل کو نہیں دیکھنا چاہئے۔

سال 2001 میں ہندوستان میں قصبات کی تعداد 5161 تھی جو سال 2011 تک بڑھ کر 7935 تک پہنچ گئی۔گزشتہ صدی کے دوران شہرکاری کے سبب کسی مخصوص طبقے میں شہروں اور قصبات میں رہنے والی مجموعی شہری آبادی میں مسلسل اضافہ ہوا ہے۔شہری علاقوں میں اضافے نے کلاس-I قصبات میں رہنے والی آبادی کے ایک بڑے حصے میں اضافے کی راہ ہموار کی ہے۔شہروں میں رہنے والی مجموعی آبادی کی دوتہائی سے زیادہ آبادی اب ان شہروں میں مقیم ہے جس کی آبادی 100000 سے زائد ہے (کلاس 1 قصبات)۔بڑے شہروں، دس لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہروں، پانچ لاکھ آبادی والے شہروں اور ایک لاکھ سے زائد آبادی والے شہروں میں مسلسل اضافے نے شہروں میں ذرائع نقل وحمل کے نظام کے لئے حکمت عملی میں پیچیدگیاں پیدا کردی ہیں۔

حکومت نے مکان سازی اور شہری خدمات کی فراہمی سے متعلق ان تصفیہ طلب امور کے حل کے لئے متعدد پالیسیاں تیار کی ہیں۔اس ضمن میں 1963 میں زکریا کمیٹی کی تشکیل کے ذریعے شہری خدمات سے متعلق اصول وضوابط طے کرنے کی پہلی کوشش کی گئی ہے۔اس کے نتیجے میں ٹاؤن اینڈ کنٹری پلاننگ آرگنائزیشن (1974) پلاننگ کمیشن (1985,1999)، آپریشنز ریسرچ گروپ (1089)، وزارت برائے شہری ترقیات حکومت ہند 1991)، سینٹرل پبلک ہیلتھ اینڈ انوائرنمنٹل انجینئرنگ آرگنائزیشن (1995) ہندوستانی شہری ڈھانچہ بندی وخدمات سے متعلق اشاریہ اہلووالیہ کمیٹی (2011) نیشنل اوپن ٹرانسپورٹ پالیسی (2006) جیسے دیگر سرکاری کمیٹیاں/ایجنسیاں/ادارے قائم کئے گئے۔اس کے علاوہ ریاستی حکومتیں ضوابط اور دیگر خدمات کے ساتھ آگے آئیں۔نیشنل ہاؤسنگ پالیسی برائے 1988)۔

اس کے علاوہ اس طرح کی پالیسیوں کے نفاذ کے لئے نیشنل ہاؤسنگ بینک (این ایچ بی) اور ہاؤسنگ اینڈ اوربن ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایچ یو ڈی سی او) جیسے دیگر ادارے بھی قائم کئے گئے۔شہری مکان سازی کے لئے پہلی پالیسی نیشنل اربن ہاؤسنگ اینڈ ہیبی ٹیٹ پالیسی 2007 کے تحت (وزارت برائے مکان سازی پر خصوصی توجہ دی گئی تھی۔اس کے بعد کفایتی مکان سازی کے لئے مخصوص متعدد پروگرام تیار کئے گئے ہیں جیسے:

☆**جواہر لعل نہرو نیشنل اربن رینول مشن (جے این این یو آر ایم)**: اس کا مقصد 65 مشن شہروں میں مشن پیریڈ (2005-2012) میں شہروں میں رہنے والے غریبوں کے لئے 1.5 ملین مکانات تعمیر کرنا تھا۔جے این این یو آر ایم کے تحت ہاؤسنگ کا نشانہ طے کیا گیا۔مربوط ہاؤسنگ اینڈ سلم ری ڈیولپمنٹ پروگرام راست ایک ہاؤسنگ پالیسی قدم ہے۔شہر میں رہنے والے غریبوں کے لئے بنیادی سہولتیں (بی ایس یو پی) کا مقصد ان غریبوں کو ان کے حقوق جیسے ایک خاص مدت کے لئے ضمانت، کفایتی مکان سازی، پانی، صفائی ستھرائی، صحت عامہ اور تعلیم جیسی خدمات اور کم آمدنی والے طبقے کے لئے سماجی سلامتی تھا۔

☆شراکت میں کفایتی مکان سازی (اے ایچ پی) نجی زمرے کی شراکت کے لئے ایک مارکیٹ سولیوشن بنیاد پر عمل۔

☆**راجیو آواس یوجنا**: اس پروگرام کا بنیادی مقصد شہروں میں رہنے والے غریب افراد کو کفایتی مکان فراہم کرنا تھا۔

☆مئی 2015 کو راجیو آواس یوجنا (آر اے وائی) کو سال 2022 تک سب کے لئے مکان پالیسی میں ضم کردیا گیا۔اس رپورٹ میں راجیو آواس یوجنا اور سب کے لئے مکان پالیسیوں کا کفایتی مکان سازی کے مسئلے کے حل کے لئے جامع پالیسیوں کے ایک طریقہ کار کے ذریعہ تجزیہ کریں گے۔

وزیراعظم نے آزادی کے 75 سال مکمل ہونے کے موقع پر سال 2022 تک سب کے لئے مکان کا خواب دیکھا تھا۔اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے سال 2022 تک سب کے لئے مکان نام سے ایک جامع مشن کا آغاز کیا ہے۔اس اسکیم کو سات برس کے مدت (2015-2022) میں پورے ملک میں دو کروڑ سے زائد مکانات کی تعمیر کرنا ہے۔اس اسکیم کو پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) کے طور پر جانا جاتا ہے اور یہ مرکز کے زیر انتظام اسکیم (سی ایس ایس) کے طور پر نافذ کی جائے گی۔اس اسکیم کے تحت نشان زد استفادہ کنندگان میں سال 2011 کی مردم شماری کے تحت ملک میں آئینی درجہ رکھنے والے 4041 قصبات میں ملک کے ای ڈبلیو ایس اور ایل آئی جی زمرے کے شہری علاقوں میں رہنے والے افراد او رغریب شامل ہیں جب کہ خصوصی توجہ کے ساتھ 500 کلاس 1 شہروں کا احاطہ کیا جائے گا اور درج ذیل تین مرحلوں میں اسے انجام دیا جائے گا۔

پی ایم اے وائی مرحلہ 1: پہلا مرحلہ (اپریل 2017 تا مارچ 2017) اس مرحلے کے دوران مجموعی 100 شہروں میں ترقیاتی کاموں کا آغاز کیا گیا اور مکمل کیا گیا۔

پی ایم اے وائی مرحلہ 2: دوسرا مرحلہ (اپریل 2017 تا مارچ 2019) اس دوران مجموعی طور پر مزید 200 شہروں کا احاطہ کیا جائے گا اور ترقیاتی کام انجام دیئے جائیں گے۔

پی ایم اے وائی مرحلہ 3: تیسرا مرحلہ (اپریل 2019 تا مارچ 2022) اس مرحلے کے دوران باقی بچے ہوئے شہروں کا احاطہ کیا جائے گا اور دیگر ترقیاتی کام انجام دیئے جائیں گے۔

سال 2017 کے بجٹ میں اس کفایتی مکان سازی کے ڈھانچہ بندی کی تجویز کی گئی ہے جس کے لئے مکان ساز اور ڈویلپرز ایک عرصے سے مطالبہ کررہے تھے اور بجٹ میں اس مد میں مختص رقم 15000 کروڑ روپے کو بڑھا کر 23000 کروڑ روپے کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے ملک سال 2022 تک سب کے لئے مکان مشن

کی کامیاب تکمیل کے قریب پہنچ گیا ہے۔ کفایتی مکان سازی کو ڈھانچہ بندی کا درجہ تفویض کئے جانے سے ڈیولپرز کو سستے وسائل کی فراہمی کی راہ ہموار ہوگئی اور فنڈز اکٹھا کرنے کے لئے اضافی راستے بھی کھل گئے۔

سال 2015 کے بجٹ میں حکومت نے 60 ملین مکانات کی فراہمی کا عزم کیا تھا۔ علاوہ ازیں حکومت نے کفایتی مکانات کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے 2019 تک تقریباً 61 بلین امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کا بھی عزم کیا۔ تاہم اس ضمن میں درکار تخمینا سرمایہ کاری کی مقدار ایک ٹریلین امریکی ڈالر ہے۔ اس میں سے 70 تا 80 فی صد آئندہ پانچ تا سات برسوں کے دوران کفایتی زمرے میں فراہم کیا جائے گا۔ سرمایہ کی اس ضرورت سے نمٹنے کے لئے حکومت مکان سازی زمرے کے فروغ کے لئے نجی زمرے کو راغب کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں بے گھر افراد اور کچے گھروں میں رہنے والوں کے لئے سال 2019 تک ایک کروڑ گھر بھی بنائے جائیں گے۔

جیسا کہ اسکیم میں ایک بڑا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس بات کی قوی امید ہے کہ آنے والے برسوں میں تعمیرات اور ریئل اسٹیٹ کے سیکٹر میں زبردست فروغ دیکھنے کو ملے گا۔ اس سیکٹر میں بڑی مقدار میں سرمایہ کاری بھی ہوگی۔ اس سرمایہ کاری سے معیشت میں بھی زبردست استحکام ہوگا۔ اس ترقی سے شہروں میں متعدد مواقع فراہم ہوں گے۔

ہندوستانی تناظر میں یہ حقیقت ہے کہ مواقع صرف شہروں میں دستیاب ہوتے ہیں جیسا کہ ایڈگلاکسر کا کہنا ہے ''شہر غریب افراد نہیں بناتے؛ شہر غریب افراد کو راغب کرتے ہیں''۔ یہ رغبت کچھ اور نہیں صرف ہجرت ہے۔ مہاجرین کو رہائش، پانی، صفائی ستھرائی اور ذرائع نقل و حمل جیسی بنیادی سہولتوں تک رسائی کے لئے زبردست دشواری کا سامنا رہتا ہے۔ زیادہ تر معاملات میں روزگار تعمیرات جیسے سیکٹروں میں ہوتا ہے لیکن یہ بھی مستقل بنیاد پر نہیں ہوتا جس کی وجہ سے غریب افراد کی حالت زار برقرار رہتی ہے۔ ان مختصر مدت کے مہاجروں کو شہروں کے سلم علاقوں میں رہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے جہاں ان پر نکالے جانے کا مسلسل خوف سوار رہتا ہے۔ جب کہ متعدد فٹ پاتھ اور شہر کے پارکوں میں بنیادی ضرورتوں کے بغیر رہنے پر مجبور ہوتے ہیں، بالخصوص خواتین۔

اس طرح کے شہر نہ صرف شہروں میں روزگار کے بڑھتے مواقع سے زیادہ سے زیادہ مہاجرین کو راغب کرتے ہیں بلکہ شہروں میں مہاجرین کی رہائش کے مسئلے کو بھی مزید پیچیدہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے مہاجرین کی ایک بڑی تعداد کو اگر سلم میں نہیں تو غیر قانونی کالونیوں میں رہنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

مارکیٹ کو مکان سازی اور شہری ڈھانچہ بندی کے تعلق سے جن چیلنجوں کا سامنا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

☆ نفاذ سے قبل کے مرحلے کے لئے طویل اور پیچیدہ عمل: اس عمل میں اراضی منتقلی، بلڈنگ پلان کی جانچ او رمنظوری، تعمیرات کی اجازت حاصل کرنا اور مختلف ایجنسیوں اور محکموں سے اپنی این اوسی کی ایک طویل فہرست شامل ہوسکتی ہے۔ اس مکمل عمل میں تقریباً دو برس کا وقفہ درکار ہوتا ہے اور بین ریاستی سطح پر پروجیکٹ کی لاگت اور مدت کو متاثر کرتی ہے جس کی وجہ سے شہروں میں رہنے والے غریب افراد کو کفایتی دام پر مکان فراہم کرنے میں دشواریاں پیش آتی ہیں۔

☆ **مناسب باہری ڈھانچہ بندی اور رابطے کا فقدان**: چند ریاستی حکومتوں نے ان امور پر سنجیدگی سے غور وخوض کیا ہے اور اہم پالیسیوں اور عمل کو سہل بنانے کے لئے ہنگامی اقدامات کئے ہیں، مثال کے طور پر مدھیہ پردیش میں لینڈنگ پولنگ اسکیم اینڈ ری ڈینسی کیشن اسکیم، کرناٹک میں جی پی ایس بنیاد پر فزیکل پروگریس مانیٹرنگ سسٹم اور اسی طرح سے دیگر کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

سال 2022 تک سب کے لئے گھر مشن میں مطلوبہ پیش رفت برقرار رہی اور اگر اس مشن کو مطلوبہ مدت کے دوران کامیابی کے ساتھ مکمل کرلیا گیا تو ہمیں پانی، گندے پانی کی نکاسی، صحت عامہ، ذرائع نقل و حمل، تعلیم، بجلی اور ماحولیات جیسے مختلف اہم ڈھانچہ بندی امور پر خصوصی توجہ دینی ہوگی تاکہ مہاجر شہروں میں ایک بہتر اور قابل رہائش حالت میں رہ سکیں اور اس امر کو یقینی بنا سکیں کہ منتقلی میں یہ ہاؤسنگ سوسائٹیاں بھیڑ بھاڑ والے علاقوں میں نہ تبدیل ہوسکیں اور ان کے اطراف میں مستقبل میں سلم، ماحولیات اور صحت سے متعلق خطرات کے امکانات نہ ہوسکیں۔

1۔ پانی، گندے پانی کی نکاسی اور صحت: ہندوستان کے شہروں میں پانی کی سپلائی میں اہم نقائص میں نامناسب کوریج، غیر متواتر سپلائی، کم پریشر اور ناقص معیار شامل ہیں۔ شہری آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافے اور شہروں کی حدود میں مسلسل توسیع نے ہندوستان کے شہروں میں پانی کی فراہمی کے چیلنج میں مزید اضافہ کیا ہے۔

زمین، پانی اور ہوا کی آلودگی نے ڈینگو، ملیریا، چکن گنیا، سوائن فلو، ہیضہ، دمہ اور سانس کے مضر اثرات جیسے امراض کے پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وزارت برائے شہری ترقیات، حکومت ہند (2009 کے ذریعے تیار کئے گئے مطالعے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ شہری ہندوستان میں 14 برس سے کم عمر کے 23 ملین بچے گندے پانی کی ناقص نکاسی کے خطرے سے دوچار ہیں۔ اسی رپورٹ میں مزید انکشاف کیا گیا ہے کہ ملک کے شہری علاقوں کے 8 ملین بچے پانی کی ناقص سپلائی سے متاثر ہیں۔ نومولود بچوں کی شرح اموات 1000 زندہ بچوں کی ولادت میں 42 ہے۔ گرچہ یہ دیہی علاقوں کی شرح سے کم ہے تاہم ناقابل یقین اضافہ جاری ہے۔

تقسیم نظام عامہ میں تکنیکی خسارے کے اہم اسباب میں نامناسب پانی کی سپلائی، ناقص دیکھ ریکھ اور نامناسب آلات کی تبدیلی شامل ہیں۔ پانی کے میٹروں کے بل میں غلطیاں، بغیر بل کے پانی کا استعمال اور پانی کی چوری نے تجارتی خسارے میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس کی وجہ سے غیر محصولیاتی پانی کی سطح میں اضافہ ہوا ہے۔ جیسا کہ ملک میں نہ تو نگرانی کا نظام ہے اور نہ ہی غیر فعالیت میں تحقیق کے لئے ترغیبات ہیں۔ اس نے ہندوستان میں شہری علاقے میں پانی کے منظر نامے کو ناقص سروس ڈیلوری بنا دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کی وجہ سے ناقص دیکھ ریکھ، لاگت کی نامناسب وصولی اور محصولیات کی غیر مناسب دستیابی کی صورت حال پیدا

ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ شہروں کے ضمن میں سیلاب، مٹی کا کٹاؤ اور پانی کی آلودگی معمول کے مطابق سنگین خطرہ ہیں اوراس لئے پانی کی فراہمی اور مینجمنٹ کی ذمہ داری اہم ہوگی۔ موجودہ وقت میں سب سے اہم ذمہ داری موجودہ اور مستقبل کے گھروں تک پینے کے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ مرکز کے زیرانتظام بڑے پیمانے پر انجینئرنگ کے پروجیکٹ اچھائی کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں جب کہ گندے پانی کی نکاسی کا نظام خامیوں سے پاک ہونا چاہئے اور فضلات کے ٹھکانے لگانے کا عمل ایسا ہونا چاہئے کہ اس سے آبی گزرگاہوں، آبی وسائل اور ماحولیات پر اثر نہ پڑے لیکن بدقسمتی سے ہندوستان میں صورت حال مثالی صورت حال کے برعکس ہے۔ پانی کی سپلائی اور صفائی ستھرائی کی سہولتیں نہایت ہی نامناسب ہیں اور یہاں تک کہ ان شعبوں میں پانی کی غیر متواتر سپلائی اوراکثر غیرمعیاری سپلائی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں صحت پر مضراثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہاں یہ قابل ہے کہ:

☆ہندوستان میں 510 شہروں/قصبات میں سے 4861 میں جزوی سیوریج نیٹ ورک نہیں ہے۔

☆بنگلور اورحیدرآباد جیسے شہروں میں تقریباً 50 فی صد خاندانوں میں سیوریج کنکشن نہیں ہے۔

☆تقریباً 18 فی صد شہری کنبوں کو بیت الخلا کی سہولت نہیں ہے اور یہ کھلے میں رفع حاجت کے لئے جاتے ہیں۔

☆20 سے کم ہی روڈ نیٹ ورک کا طوفانی پانی کی نکاسی کے ذریعے احاطہ کیا گیا ہے۔ شہروں کی تعداد میں اضافے کے ساتھ تازہ پانی یا پینے کے پانی یا صنعتی استعمال کے لئے درکار پانی کی مستقبل کی مانگ میں بھی اضافہ ہوگا۔ قابل استعمال پانی کی پیداوار جیسے موجودہ وقت ضائع کیا جاتا ہے، اس سے پہلے ہی تازہ پانی کے محدود وسائل کے سبب استعمال نہیں کیا جاتا، اس لئے یہ قلت کی صورت کو مزید سنگین کردے گا۔ اس ضمن میں یہ لازمی ہوجاتا ہے کہ صنعتی استعمال کے لئے پانی کے ساتھ ساتھ پینے کے پانی کے لئے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ ایک تخمینہ کے مطابق ناقابل استعمال پانی کے ٹریٹمنٹ کے فقدان کے سبب ہندوستان میں پانی سے ہونے والی بیماریوں کے علاج کے لئے 15 بلین امریکی ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں (سی آئی آئی اور سی ای ای ڈبلیو 2010)۔ علاوہ ازیں گندے پانی کی نکاسی کے نظام اور بیت الخلا کی سہولتوں وغیرہ کی دستیابی پر بھی خصوصی توجہ دینی ہوگی۔

سولڈ ویسٹ مینجمنٹ: ہندوستانی شہروں میں پیدا ہونے والا سولڈ ویسٹ گرچہ دیگر متعدد ممالک میں پیدا ہونے والے سولڈ ویسٹ کے مقابلے بہت کم ہے۔ اس کے باوجود اس کے مینجمنٹ اور ڈسپوزل کے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ ہندوستان میں نہ تو کنبوں اور نہ ہی بلدیاتی اداروں کی ناقابل استعمال اشیاء اور کوڑے کرکٹ کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کے لئے علاحدہ علاحدہ کرنے کا چلن ہے اور نہ ہی عوام میں اس سے متعلق جانکاری اور بیداری ہے۔ کوڑا جمع کرنے کے مقامات سے کوڑا حاصل کرنے کے طریقہ کار پر کئی معاملات میں عمل نہیں کیا جاتا اور اسے ضائع کرنے سے متعلق ضوابط کی صریحاً خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ میونسپل سولڈ ویسٹ سے متعلق ضابطے سال 2000 میں وضع کئے گئے تھے لیکن اس کے نفاذ میں زبردست کوتاہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں سولڈ ویسٹ کا 60 فی صد حصہ کو دوبارہ قابل استعمال بنایا جاسکتا ہے جس سے کھاد بنانے میں مدد مل سکتی ہے۔ جیسے جیسے طرز زندگی میں تبدیلی واقع ہورہی ہے، ویسے ویسے بالخصوص بڑے شہروں میں پیکنگ میٹریل کا استعمال بڑھ رہا ہے اور فی کس بنیاد پر ویسٹ میں اضافہ ہورہا ہے جو کہ تقریباً 1.3 فی صد سالانہ شرح سے بڑھ رہا ہے۔ کوڑے کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کی ضمن میں آلات دیگر صنعتی ممالک کے مقابلے زیادہ قیمتی ہیں۔ حکومت ہند نے 2 اکتوبر 2019 تک ملک کو صاف ستھرا بنانے کے مقصد سے 2 اکتوبر 2014 کو سووچھ بھارت مشن (ایس بی ایم) کی شروعات کی ہے۔

ذرائع نقل وحمل

اربن ٹرانسپورٹ (یوٹی) ایک ایسے سیکٹر کے بورڈ کا نام ہے جو لوگوں اور اشیاء کے لئے شہروں کے درمیان ذرائع نقل وحمل کے مختلف طریقوں کا احاطہ کرتا ہے۔ ان میں پیادہ، سائیکل، بغیر موٹر کا ٹرانسپورٹ جیسے رکشہ وغیرہ نجی وذاتی ٹرانسپورٹ مثلاً کاریں اور موٹرسائیکلیں، پبلک ٹرانسپورٹ جو کہ ریل پالیسی ہوسکتی ہیں: پرائیویٹ اسٹیٹ۔ پبلک ٹرانسپورٹ مثلاً ٹیکسیاں اور دیگر نیم راہداری طریقے۔

☆ہندوستان میں پبلک ٹرانسپورٹ کا شہری ذرائع نقل وحمل کا صرف 22 فی صد حصہ ہے جو کہ کم درمیانی آمدنی والے ممالک (مثال کے طور پر فلپائن، وینزوئیلا، مصر) میں 49 فی صد اور بالائی درمیانی آمدنی والے ممالک (جسے جنوبی افریقہ، جنوبی کوریا، برازیل) میں 40 فی صد ہے۔

☆ہندوستان میں سرکاری ذرائع نقل وحمل کے بیڑے کی شراکت میں تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے جو سال 1951 میں 11 فی صد سے گھٹ کر سال 2001 میں 1.1 فی صد ہوگیا ہے۔

☆ہندوستان کے 0.5 ملین کی آبادی والے 85 شہروں میں سے صرف 20 میں سال 2009 میں سٹی بس سروس کی سہولت دستیاب تھی۔

☆سنگاپور میں روڈ ڈینسٹی (کلومیٹر فی مربع کلومیٹر) کے اعتبار سے 9.2 فی صد ہے کیوریشیا میں 9.7، سیول میں 21.8، جوہانسبرگ میں 10، چنئی میں 3.8 اور نئی دہلی میں 19.2 ہے۔

ہندوستانی شہروں میں عوامی ٹرانسپورٹ کے نہایت نامناسب اور غیرمعیاری نظام نہ صرف معاشی استحکام کے لئے سنگین خطرہ ہے بلکہ اس سے لوگوں کی صحت اور تندرستی پر بھی مضراثرات مرتب ہورہے ہیں۔ شہروں کے اندر اور اطراف میں ذرائع نقل وحمل کی سہولتوں کے پیچیدہ مسائل کے سبب لوگوں کو سڑک کے ذریعے سفر کے دوران کئی گھنٹے برباد کرنے پڑتے ہیں، سڑک حادثات میں انسانی جانوں کا اتلاف ہوتا ہے اور فضائی آلودگی ہوتی ہے۔ یہ متعدد میں سے چند ہی بیان کئے گئے ہیں:

شہری ذرائع نقل وحمل کی بہت زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ یہ آسانی سے پیش رفت کرسکتا ہے یا شہری شراکت پر بوجھ پڑسکتا ہے اور قومی معیشت پر بھی اثرانداز

ہوسکتا ہے۔شہری ذرائع نقل وحمل کی تشریح شہری علاقوں کی گھنی آبادی کے ساتھ تعاون کی اہلیت اور فعال طریقے سے اور کفایت کے ساتھ لوگوں اور اشیاء کوشہری میں اور شہر کے باہر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہے ۔ بڑی معیشتوں کا تیسری ڈھانچہ بندی کی بنیادی خدمات عمومی طور پر اور بالخصوص شہری ذرائع نقل وحمل کے ڈھانچہ پر زیادہ انحصار ہوتا ہے۔ یہ لوگوں اور رہائشی علاقوں کوتعلیم اور روزگار کے مقامات سے جوڑتا ہے، مواقع میں توسیع کرتا ہے اور متبادل تعلیم اور روزگار کے لئے لوگوں کے انتخاب کے وسائل فراہم کرتا ہے۔

شہری ذرائع نقل وحمل کے نظام کی اہلیت اور فعالیت خصوصی طور پر صحت عامہ پر اثرات اور مسافروں کی سلامتی اور عام طور پر شہری باشندوں کے اعتبار سے اہم ہے۔ ذرائع نقل وحمل سے متعلق حادثات کے ساتھ ساتھ جرائم سے حفاظت بھی اس نظام کا اہم حصہ ہے۔ شہری علاقوں میں ذرائع نقل وحمل کے صحت عامہ پر مرتب ہونے والے اثرات کے اعتبار سے گاڑیوں سے نکلنے والی کثافت فضائی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

ملک کی اقتصادی ترقی اور اختراع میں قائد کی مانند اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے شہروں پر لازمی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو ایک اعلی معیاری زندگی کی سہولتیں فراہم کرتے ہوئے اپنی ترقی میں ذرائع نقل وحمل، مکان سازی اور کمرشیل ریئل اسٹیٹ کے مسابقتی تقاضوں کو مربوط کرنے کی اہمیت کو سمجھیں۔ انہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ پبلک ٹرانسپورٹ، غیر معاشی سرگرمیاں، ماحولیاتی معیار میں کمی، شہری خدمات میں تیزی، سڑک حادثات کے نتیجے میں ہونے والی اموات اور دیگر جسمانی معذوری اور فضائی آلودگی سمیت شہری ذرائع نقل وحمل کی مناسب سہولتوں کے فقدان سے اقتصادی ترقی کے فوائد متاثر ہوں گے۔ شہری ذرائع نقل وحمل کی جامع منصوبہ بندی اور موثر نفاذ سے اقتصادی ترقی کی رفتار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں پبلک ٹرانسپورٹ کے ناقص مظاہرے کے لئے کچھ حد تک ٹیکس پالیسی رجیم کو بھی ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے جہاں پبلک ٹرانسپورٹ پر مجموعی ٹیکس بوجھ فی گاڑی کے اعتبار سے نجی گاڑیوں کے مقابلے 2.6 گنا زیادہ ہے۔ شہری ترقیات (اربن ٹرانسپورٹ) سے متعلق پارلیمنٹ کی قائمہ کمیٹی 2010 زیادہ بھیڑ بھاڑ والے علاقوں میں ایک ٹول ٹیکس کی شکل میں نجی گاڑیوں پر کنجیشن ٹیکس عائد کرنے کی سفارش کی تھی۔ لیکن وزارت برائے شہری ترقیات (آئی ٹی ایس)، لوک سبھا (2010) کے پیش نظر اس مرحلے میں کنجیشن ٹیکس عائد کرنا ہندوستانی تناظر میں قبل از وقت ہوگا۔ لیکن اب وہ وقت آ گیا ہے جب اس طرح کی افراتفری کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے کنجیشن ٹیکس عائد کرنا لازمی ہوگیا ہے اور آئندہ کی نسلوں کی صحت مند زندگی کے لئے کاربن کے اخراج میں کمی بہت ضروری ہوگئی ہے۔

آنے والی نسلوں کے لئے جو کہ ان کفایتی گھروں میں رہیں گی، ان کے لئے ہر وقت پانی و بجلی کی فراہمی جو کہ ان کا بنیادی حق بھی ہے اور ان کے لئے تعلیمی و صحت عامہ کے اداروں، پارکنگ کی سہولتوں، کھلی جگہ، پیدل چلنے کا محفوظ راستہ اور پارک اور باغ جیسی سماجی اور دیگر اقتصادی ڈھانچہ کی جامع منصوبہ بندی کی سخت ضرورت ہے تا کہ ملک میں آنے والی نسلیں جو کہ ملک کا اثاثہ بھی ہیں، صحت مند اور باوقار زندگی بسر کرسکیں۔

☆☆☆

کینسر کے علاج کے لئے ہیلتھ کارڈ: صحت وخاندانی فلاح و بہبود کی وزیر مملکت محترمہ انوپریہ پٹیل نے راجیہ سبھا میں بتایا کہ راشٹریہ سواستھ بیمہ یوجنا (آر ایس بی وائی) جو ایک مرکزی اسکیم ہے، خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبوں کو صحت، بیمہ کوریج فراہم کرتی ہے اور اس میں غیر منظّم سیکٹر کے مزدوروں کے 11 دیگر زمرے شامل ہیں جن کا اس اسکیم کے تحت اندراج کیا گیا ہے۔ سینئر سٹیزن ہیلتھ انشورنس اسکیم (ایس سی ایچ آئی ایس) بھی یکم اپریل 2016 سے نافذ کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت صحت کوریج 30 ہزار روپے سالانہ فی سینئر سٹیزن کے لئے دستیاب ہے۔ یہ اسکیم علاج ومعالجے کے پیکج کے لئے ہے۔ جامع پرائمری حفظان صحت کے تحت عام غیر چھوت چھات والی بیماریوں، ہائپرٹینشن، ذیابیطس اور کامن کینسرس (منہ، چھاتی، سروکس) کی روک تھام، اسکریننگ اور کنٹرول کے لئے آپریشنل رہنما خطوط قومی صحت مشن کے تحت جاری کئے گئے ہیں جس میں 30 سال سے زیادہ کی عمر کے افراد کے لئے صحت کارڈز کی تیاری کی گنجائش شامل ہے۔ اس کارڈز میں افراد کی صحت کا ریکارڈ ہوگا۔

ہریانہ اور کرناٹک میں یوگا اور نیچرو پیتھی میں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کو منظوری: آیوش کے وزیر مملکت (آزادانہ چارج) جناب شری پد یسو نائک نے راجیہ سبھا میں ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ حکومت نے کرناٹک اور ہریانہ میں یوگا اور نیچرو پیتھی میں تحقیقی ادارے کے قیام کو منظوری دے دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یوگا اور نیچرو پیتھی میں تحقیق کے لئے مرکزی کونسل آیوش کی وزارت کے تحت کام کررہی ہے۔ یوگا اور نیچرو پیتھی میں تحقیق کی مرکزی کونسل سی سی آر وائی این نے دلی کے روہنی میں ایک مرکزی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ مزید یہ کہ سی سی آر وائی این کی گورننگ باڈی نے ملک میں مزید پانچ تحقیقی ادارے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے کرناٹک کے ناگ منگلا اور ہریانہ جھجھر میں یوگا اور نیچرو پیتھی میں تحقیق کے لئے پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ کے قیام کو منظوری دے دی ہے۔ ان انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر بالترتیب 59.67 کروڑ اور 52.04 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ سی سی آر وائی این یوگا نیچرو پیتھی کے 20 بستروں والے اسپتال کے ساتھ روہنی میں یوگا نیچرو پیتھی کا ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ چلا رہا ہے۔

☆☆☆

اوشارگھوپتی

اسمارٹ شہروں میں غریبوں کے لئے مکانات

اسمارٹ شہروں کے مشن کے آغاز سے ہندوستان کے ترقی یافتہ ملک بننے کی کوششوں کو مہمیز ملی ہے۔ یہ مشن شہری ترقی کے شعبے کے لئے تیز رفتار طریقہ کار ہے۔ دو دیگر اسکیموں یعنی شہری احیاء اور یکسر تبدیلی کے لئے اٹل مشن (اے ایم آر یوٹی) اور سب کے لئے مکان اسکیم ہندوستانی شہروں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں معاون ہیں۔ ان شہری ضروریات میں بہتر خدمات، بہتر حکمرانی اور مکانات کی فراہمی شامل ہیں۔

ہندوستان کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں 2011 تک 37 کروڑ 70 لاکھ افراد شہروں میں رہتے ہیں اور ایک اندازہ کے مطابق یہ تعداد آئندہ بیس برسوں میں 60 کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ 2011 کی مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کروڑ 37 لاکھ (17.4 فی صد) شہری مکین جھگی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں۔ ایک تکنیکی گروپ (2012) کے مطابق شہروں میں ایک کروڑ 87 لاکھ 80 ہزار تھانوں کی کمی ہے جس میں سے 96 فی صد اقتصادی طور پر کمزور شعبے (56 فی صد) اور کم آمدنی والے گروپ (40 فی صد) زمرے میں آتے ہیں۔ سب کے لئے مکان اسکیم میں اسی زمرے پر اہم توجہ صرف کی گئی ہے۔ درجہ اول کے شہر (ایک لاکھ افراد یا اس سے زائد آبادی والے) شہروں زیادہ لوگ عبرت کرکے آتے ہیں۔ بیشتر مہاجرین شہر میں معقول مکان حاصل نہیں کرپاتے اور اسی وجہ سے وہ جھگی جھونپڑیوں میں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں جہاں بنیادی سہولیات کا فقدان ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا ہم اسمارٹ شہریوں کی تعمیر کرکے وقت ان مسائل کو مدنظر رکھ رہے ہیں۔

اسمارٹ شہروں کے رہنما خطوط سے واضح ہے کہ اس کا مقصد شہروں میں اہم اور ضروری بنیادی ڈھانچے کی دستیابی' شہریوں کو بہتر طرز زندگی، صاف اور پائیدار ماحول اور مسائل کے دیرپا حل کی فراہمی ہے۔ اسمارٹ شہروں میں داخلی ترقی کے ایسے طریقہ کار اپنانے پر توجہ دی جاتی ہے جو دوسرے شہروں کی یکسر تبدیلی کے لئے ترغیب فراہم کرسکیں۔

اسمارٹ شہر منصوبہ (ایس سی پی) علاقائی کی ترقی کا منصوبہ (اے بی ڈی) اور پورے شہری کی ترقی کے منصوبے پر مشتمل ہوتا ہے۔ علاقہ کی ترقی سے متعلق منصوبہ (اے بی ڈی) شہر کے اس علاقے سے ڈیزائن، بنیادی ڈھانچے، نقل وحمل، ماحولیات وغیرہ کی یکسر تبدیلی پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ پورے شہر کی ترقی کا منصوبہ شہر کی حکمرانی میں بہتر انتظامیہ میں سدھار پر مبنی ہوتا ہے جس کے لئے اسمارٹ تکنالوجی کی ضرورت ہوتی ہے۔ البتہ اسمارٹ شہر مشن یا اے ایم آر یوٹی میں مکانوں کی تعمیر پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ البتہ اول الذکر میں معقول قیمت پر دستیاب مکانوں کی تعمیر خاص طور پر غریبوں کے لئے مکان پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اسمارٹ شہر مشن یا امروت میں سب کے لئے مکان اسکیم پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) یا سب کے لئے مکان اسکیم کا آغاز 2015 میں کیا گیا تھا اور 2022 تک اس کے لئے پایہ تکمیل تک پہنچنے کی توقع ہے۔ اس کے تحت شہری و بلدیاتی اداروں یا دیگر نفاذی ایجنسیوں کو ریاست یا مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے توسط سے مرکزی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔

پی اے ایم وائی میں تمام 4041 جائز قبضوں پر مرحلہ وار توجہ دی جائے گی جب کہ سب سے پہلے 500 درجہ اول کے شہروں پر توجہ مرکوز ہوگی۔ ایک اندازے کے مطابق سب کے لئے مکان اسکیم کا ہدف کے حصول کے لئے دو کروڑ مکانات کی تعمیر کرنی ہوگی۔ حکومت اس مقصد کے لئے جدید اور ماحول دوست تکنالوجی اور بلڈنگ میٹریل کے استعمال کی حمایت کرے گی۔

پروفیسر این آئی یو اے (سبکدوش)
usha16ji@gmail.com

غریبوں کے لئے مکانات

اسمارٹ شہروں کی منصوبہ سازی میں یہ فیصلہ شہر پر منحصر ہے کہ وہ شہر کا وہ علاقہ منتخب کرے جس میں جھگی اور جھونپڑیاں ہوں اور جس کو باز آبادکاری اور ترقی کی ضرورت ہے۔

اسمارٹ شہروں کی منصوبہ سازی میں جھگی جھونپڑیوں کی ترقی ومعاشی طور پر کمزور طبقے کے لئے سستے مکانات کی دستیابی اور کم آمدنی والے طبقوں کے لئے کرایہ پر مکانات کی دستیابی کے پروجیکٹ شامل کئے جاتے ہیں۔ تمام اسمارٹ شہر منصوبوں میں مکانات یا جھگی جھونپڑیوں کی ترقی کا پہلو شامل نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر احمد آباد، بھبنیشور اور دھرم شالہ میں اسمارٹ شہر کی منصوبہ سازی میں جھگی جھونپڑیوں کی ترقی کا اہتمام ہے جب کہ کانپور، گوالیار اور لدھیانہ میں سلم علاقوں میں مکانات کی تعمیر کا عنصر شامل نہیں ہے۔

شہری کے علاقہ پر مبنی ترقی منصوبوں میں مکانات کی دستیابی کے معاملے کو کس طرح سے حل کیا گیا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1۔ احمد آباد میں 2017 تا 2018 کے دوران مختلف اسکیموں کی تحت جس میں مکھیہ منتری گرہ آواس یوجنا' بی ایس یو پی، آر اے وائی، گجرات سلم باز آبادکاری پالیسی اور صفائی کا مدار یوجنا شامل ہیں۔ 40 ہزار مکانات دستیاب کرانے کی توقع ہے۔

2۔ بھبنیشور میں مشن آباس کے تحت 6000 مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔ بھبنیشور کے اے بی ڈی میں جھگی جھونپڑیوں کی ترقی، سستے مکانوں کی دستیابی تعمیر سے منسلک کارکنوں کے لئے کرایہ کے مکانات کی دستیابی، کام کرنے والی خواتین کے لئے ہوسٹل اور بے گھر افراد کے لئے پناہ گاہوں کی دستیابی شامل ہیں۔ مشن آباس کے تحت سلم کی ترقی کے پروجیکٹوں سے 24 سلم کو مربوط رہائشی سوسائٹیوں میں تبدیل کرنا شامل ہے۔

3۔ دھرم شالہ میں اسمارٹ شہر کی منصوبہ سازی میں 3500 مجوزہ رہائشی مکانوں میں سے 1250 جھگی جھونپڑی میں رہنے والوں بعد شہر میں بے گھر افراد کے لئے ہوں گے۔ اس پر پی ایم اے وائی کے انسلاک سے عمل آمد کیا جائے گا۔

ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسمارٹ شہروں میں مکانات کی تعمیر پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) کے اور دیگر علاقائی سلم ترقی اور باز آبادکاری اسکیموں کے ساتھ مل کر کی جائے گی۔

اسمارٹ شہر مشن شہروں کو آجکل کے تقاضوں اور مستقبل کی ضروریات کے مدنظر یکسر تبدیل کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ علاقہ کی مربوط منصوبہ بندی اور مکانات کی تعمیر کے انسلاک سے پانی کی بہتر سپلائی، صفائی ستھرائی، نکاسی اور نقل وحمل سمیت دیگر مسائل کا پائیدار حل تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ غریب لوگ بھی اسمارٹ شہروں کی سہولیات سے مستفید ہوسکیں گے۔

چیلنجز

البتہ ان اہداف کے حصول میں مشکلات درپیش ہیں۔ اگرچہ جھگی جھونپڑیوں میں رہنے والوں کے طرز زندگی میں سدھار لانے کے لئے ان کی ازسرنو ترقی ہی بہترین متبادل ہے لیکن کچھ علاقوں میں یہ ممکن نہیں ہوتا۔ بیشتر اوقات جھگی جھونپڑیوں میں رہنے والوں کو وہاں سے نکال کر کسی اور مقام پر باز آباد کیا جاتا ہے اور عموماً یہ مقام ان کے موجودہ رہائشی تھام سے دور رہوتا ہے۔ اگرچہ باز آبادکاری کا یہ طریقہ معقول نہیں ہے پھر بھی شہروں میں بسا اوقات ایسا ہی کیا جارہا ہے تاکہ وہ مہنگی آراضی خالی کرائے جاسکے اور اس سے زیادہ منافع کمایا جاسکے۔ داخلی منصوبہ بندی کا مطلب ہے کسی بھی علاقہ کو ترقی دیتے وقت تمام طبقوں کا خیال رکھا جائے لیکن داخلی منصوبہ بندی ہمیشہ ہی قابل قبول نہیں ہوتی۔

دوسرا مسئلہ ہے رہائشی مکانوں کی پائیداری اور ان کی دیکھ ریکھ۔ اسمارٹ شہروں میں مناسب تکنالوجی اور میٹریل استعمال کیا جاسکتا ہے۔ غریبوں کے لئے مکانات کی فراہمی محض نشانے پورے کرنے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس سے غریبوں کے طرز زندگی میں بھی سدھار آنا چاہئے۔ اس طرح کی ترقی کے لئے پائیدار اور ایسے مکانات تعمیر کئے جانے چاہئیں جن کی دیکھ ریکھ آسانی سے کی جاسکے۔ اسمارٹ شہروں سے کم آمدنی والے گروپوں کو فراہم کرنے کے لئے مکانات کی تعمیر کم قیمت اور پائیدار ڈیزائن سے تیار کی جانی چاہئے۔

لوگوں کی شراکت بھی ایسا مسئلہ ہے جس کا حل اسمارٹ شہروں کو تلاش کرنا ہوگا۔ جھگی جھونپڑیوں کے رہنے والوں کے لئے مکانات کے ڈیزائن اور اس کے نفاذ میں اس طبقے کو شامل کرنا چاہئے۔ نجی شعبے کو بھی شراکتی منصوبہ بندی کو فروغ دینا چاہئے یعنی عمارتوں کے ڈیزائن اور تعمیر میں استعمال ہونے والے میٹریل کے بارے میں وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ مشورہ کرنا چاہئے۔

یہ کہا جاتا ہے کہ ایس پی وی کی تشکیل کے توسط سے اسمارٹ شہری مشن کا نفاذ غریب مخالف ہے نہیں نجی شعبہ غریبوں کے لئے مکانات بنانے میں دلچسپی نہیں لے گا جو طریقہ وہ اختیار کریں گے، متوقع طور پر آراضی خالی کرانے اور بعد میں ان کی آبادکاری کا ہوگا۔ اگرچہ سب کے لئے مکان اسکیم کو اسمارٹ شیر پروجیکٹوں کے ساتھ منسلک کردیا جاتا ہے، اس لئے وقت آنے پر بھی معلوم ہوگا کہ اس کا نفاذ کتنا کامیاب ہوا ہے۔

کرایہ کے مکان مکانات کی دستیاب کا ایک اہم پہلو ہے۔ مکانوں کی ملکیت سے جھگی جھونپڑیوں میں

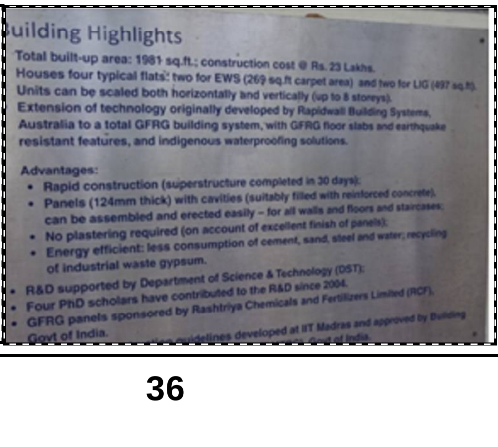

رہنے والوں کا بھلا نہیں ہوسکتا۔ غریب اور دیگر آمدنی گروپ کے لوگوں کو کرایہ کے مکانات کی ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ وہ اس شہر میں جہاں وہ کام کرتے ہیں، مستقل نہیں رہتے۔ سستے کرایہ پر مکانوں کی دستیابی بھی وقت کی ضرورت ہے۔ اسمارٹ شہروں کو اس ضرورت کا بھی خیال رکھنا ہوگا تا کہ نئے سلم علاقوں کو معرض وجود میں آنے سے روکا جاسکے۔

کم آمدنی والے افراد کو مکانات کی فراہمی میں مالیہ کی دستیابی ہمیشہ سے ایک مسئلہ بنی رہی ہے۔ اگر چہ حکومت سود پر رعایت دے رہی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ لوگ اس رعایت کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیوں کہ اس کے لئے ان کو قرض لینا ہوگا جو ان کی دسترس میں ہونا لازمی ہے۔

مکانات کی تعمیر کے پروجیکٹوں میں اکثر تاخیر ہوتی ہے۔ آراضی کا حصول اور مختلف اداروں سے منظوری حاصل کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس تاخیر سے لاگت پر بھی فرق پڑتا ہے اور منافع کم ہوجاتا ہے۔ مسلم علاقوں کی ترقی کے لئے عارضی رہائش کی ضرورت ہوتی ہے جو اسی علاقہ میں ہوتا کہ معاشی سرگرمیوں پر زیادہ اثر مرتب نہ ہو، اسمارٹ شہروں میں ان عارضی رہائش کے لئے معقول حل تلاش کرنے ہوں گے۔

مواقع: اسمارٹ شہر مشن اور سب کے لئے مکان کے اسکیموں شہروں کو موقع فراہم کرتی ہے تا کہ وہ غریب طبقے کو اختراعی طرز کے مکانات فراہم کراسکیں۔ جو نئے مکانات تعمیر کئے جائیں، ان میں بجلی کی کم کھپت کا دھیان رکھتے ہوئے ڈیزائن کیا جاسکتا ہے اور مکانوں کو اچھی روشنی اور ہوا کی دستیابی سے بجلی کی بچت کی جاسکتی ہے۔ چھتیں بھی اس طرح سے بنائی جاسکتی ہیں کہ گرمی اور تپش کم سے کم ہو۔ آب وہوا کی تبدیلی سے درجہ حرارت میں اضافہ ہوسکتا ہے اور غریب طبقہ اس سے سب سے زیادہ متاثر ہوگا۔ غریب طبقے کے لئے مکانات کی تعمیر سے ماحول دوست اور پائیدار مکانات کی تعمیر ایک قابل تقلید مثال قائم کرسکتی ہے۔

عمودی طرز کے مکانات کی تعمیر میں ڈھانچہ آرسی سی کا یا جی ایس سی کا ہونا چاہئے، دیواروں، کھڑکیوں، دروازوں وغیرہ کا میٹریل اختراعی نوعیت کا استعمال کیا جاسکتا ہے (i) ری سائیکل خدمات، پلاسٹک یا پریکٹیکل بورڈ سے تیار کردہ لاگت میں کمی لانے کے لئے علاقائی سطح پر دستیاب میٹریل کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہئے۔ ان اختراعی میٹریلوں میں گلاس فائبر رینفورسٹڈ جپسم (جی ایف آر جی) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آئی آئی ٹی مدراس میں جی ایف آر جی سے تیار کردہ پینل تیار کئے گے ہیں۔ (مندرجہ ذیل تصویر ملاحظہ کریں)۔

مکانات کی ڈیزائننگ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک بنیادی ڈھانچہ اور دوسرا دیواریں، کھڑکیاں/ دروازے وغیرہ۔ عمودی طرز کے مکانات میں بنیادی ڈھانچہ آرسی سی کا یا پی ایس آئی کا ہونا چاہئے جب کہ دیواروں اور کھڑکیوں وغیرہ کے لئے اختراعی ٹکنالوجی یعنی ری سائیکل دھات، پلاسٹک یا پارٹیکل بورڈ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

غریب طبقے کے لئے مکانات کی تعمیر کرتے وقت اختراعی ڈیزائن استعمال کئے جاسکتے ہیں تا کہ روشنی اور ہوا کا مناسب انتظام ہوسکے اور اس عمودی طرز میں ان کی معاشی سرگرمیاں بھی متاثر نہ ہوں۔ اس کی ایک مثال کریماڈم (Karimadom) کالونی سے دی جاسکتی ہے جس کو Costford نے ڈیزائن کیا ہے۔ (Laurie Baker Centre for Habitat Studies) ترووانتھاپورم میں قائم اس عمارت میں ہر منزل پر کھلی جگہ فراہم کرائی گئی ہے جہاں مکین اپنی معاشی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔

اسمارٹ شہر غریبوں کو مکانات فراہم کرنے کے لئے اختراعی طریقے سے وضع کرسکتے ہیں۔ غریب طبقے کے معاش کا تحفظ اور ان کی صحت میں سدھار اسی وقت ممکن ہے جب یہ کام محض ہدف پورا کرنے کے لئے نہ کیا جائے۔ جب تک ہم حاشیہ پر رہنے والے آخری فرد تک بہتر طرز زندگی کے فائدے نہیں پہنچا دیتے، اسمارٹ شہر کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ اس سے صرف صاحب ثروت لوگ ہی مستفید ہو پائیں گے۔

☆☆☆

سمیرا سوربھ اور راہل سنگھ

دیہی علاقوں میں

پائیدار اور معیاری گھروں کی تعمیر

جسمانی ماحول میں بہتری کے ساتھ زندگی کی کیفیت میں مجموعی بہتری ہوتی ہے۔ ایک گھر ایک معاشی اثاثہ ہے اور صحت اور تعلیمی کامیابیوں پر مثبت اثرات کے ساتھ سماجی بہبود میں حصہ لیتا ہے۔ ایک مستقل گھر سے ہونے والے ٹھوس اور کمزور فوائد اہل خانہ اور مقامی برادری کے لیے متعدد اور قیمتی ہوتے ہیں۔

(I) وزارت دیہی ترقیات میں ڈائریکٹر
sameera.saurabh@gmail.com
(II) بزنس صلاحکار اور تجزیہ کار
singh.rahul8@gmail.com

لامکانی دنیا بھر میں ایک بڑھتا ہوا مسئلہ ہے۔ افریقہ، لاطینی امریکہ اور ایشیا میں سب سے زیادہ لامکانی ہے۔ ایسے بھی علاقے ہیں جہاں عالمی آبادی کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ خوراک اور لباس کے بعد رہنے کے لئے ایک جگہ انسان کی سب سے بنیادی ضروریات میں سے ایک ہے۔ بے گھر شخص وہ ہے جس کے گھر نہیں ہے یا باقاعدہ اور محفوظ پناہ گاہ کا انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ عالمی معیشت میں بھارت کا قد بڑھنے کے باوجود بھارت میں تقریبا ایک ملین بے گھر لوگ بستے ہیں۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق، بھارت میں 1.77 ملین افراد یا ملک کی مجموعی آبادی کے 0.15 فی صد بے گھر تھے۔ 2011 کی مردم شماری میں بھارت میں 17 لاکھ، 73 ہزار چالیس بے گھر افراد کا شمار کیا گیا۔ ان میں شہری علاقوں میں 52.9 فی صد اور دیہی علاقوں میں 47.1 فی صد لوگ بے گھر تھے۔ ملک میں 18.78 ملین گھروں کی کمی ہے اگرچہ گھروں کی مجموعی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اور وہ 52.06 ملین سے بڑھ کر 78.48 ملین ہوگئی ہے (2011 کی مردم شماری کے مطابق)۔

مناسب رہائش گاہ مہیا کرانا آج بھی بھارت کے لیے ایک بہت ہی بڑا چیلنج ہے۔ غربت کے خاتمے کے لئے غریبوں کو رہائش فراہم کرنا ایک اہم عنصر ہے۔ بھارت میں، تقریبا تین چوتھائی آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔ شہری علاقوں میں لامکانی اور جھگی جونپڑیوں کی بیماری بھی دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع اور شہری سہولت نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ ناکافی رہائش کا مسئلہ، دیہی علاقوں میں زیادہ سنگین ہے جہاں خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والی آبادی بڑی ہے۔

آزادی کے بعد فوری طور پر پناہ گزینوں کی بحالی کے ساتھ ہی ملک میں سرکاری رہائشی پروگرام شروع ہوا۔ سال 1960 تک، تقریبا 5 لاکھ خاندانوں کو بھارت کے مختلف حصوں میں گھر فراہم کیا گیا تھا۔

خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والوں کے لیے اندرا آواس یوجنا (آئی اے وائی) کا قیام ہوا جس کا نفاذ یکم جنوری 1996 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندانوں کی رہائشی ضروریات کو حل کرنا تھا۔ اس کے نفاذ کے 30 سال سے زائد عرصے بعد، آئی اے وائی نے دیہی رہائش کی قلت کو بہت اچھے سے حل کیا تاہم پروگرام کے تحت کوریج کی محدود گنجائش کی وجہ سے اب بھی دیہی رہائش منصوبے میں بڑی کمی ہے۔ لہٰذا، مناسب رہائش کی ضرورت اور اہمیت کو یقینی بنانے کے لئے بھارت نے 2022 تک 'ہاؤسنگ فار آل' (سب کے لیے گھر) فراہم کرنے کو ایک اہم عزم بنایا ہے۔ حکومت کے عزم کو پورا کرنے اور دیہی رہائش کے فرق کو پورا کرنے کے لئے، آئی اے وائی کو ازسر نو 'پردھان منتری آواس یوجنا۔ گرامین' (PMAY-G) کے طور پر تشکیل دیا گیا ہے جس کا نفاذ یکم اپریل 2016 کو ہوا۔ پردھان منتری آواس یوجنا (PMAY) نے حال میں اپنا دائرہ اقتصادی اعتبار سے

کمزور طبقوں (EWS) اور کم آمدنی والے گروپ (ایل آئی جی) کے ساتھ ساتھ متوسط آمدنی والے گروپ کی رہائش کی ضروریات کو پورا کرنے تک بھی بڑھا دیا ہے۔ حکومت کے دیرینہ عزم ' 2022 تک سب کے لئے رہائش گاہ کا منصوبہ' کا مقصد شہری علاقوں میں دو کروڑ سستے مکان تعمیر کرنا اور دیہی علاقوں میں تین کروڑ گھر تعمیر کرنا ہے۔ ہاؤسنگ اسکیم کو MNREGA اور حفظان صحت کے پروگرام سے بھی منسلک کیا جاسکتا ہے تاکہ گھروں کو بہتر معیار مل سکیں جیسے نکاسی کی خدمات۔ 2022 تک سب کے لیے گھر منصوبے کے تحت ہر سال 40 لاکھ گھر دیہی علاقوں میں تعمیر کیے جائیں گے۔ حکومت نے ایک کروڑ گھروں کی تعمیر کے لئے منظوری دے دی ہے۔ 17-2016 سے 2018-19 کے عرصے تک کے لیے اس منصوبے کو 81 ہزار 975 کروڑ روپے الاٹ کیے گئے ہیں۔ یہ اقدام وزیر اعظم نریندر مودی کے نظریے 2022 تک سب کے لیے گھر کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ سماجی-اقتصادی اور ذاتوں کی مردم شماری (ایس ای سی سی) 2011 کے عارضی اعداد وشمار کے مطابق تقریباً چار کروڑ دیہی خاندان گھر سے محروم ہیں۔

پردھان منتری آواس یوجنا (PMAY-G) کے تحت، 2016–17 سے 2018-19 کے پہلے مرحلے میں ایک کروڑ گھروں کی تعمیر کا ہدف بنایا گیا ہے۔ 2022 تک اگلے مرحلے کے ہدف کا فیصلہ تمام ریاستوں اور مرکز کے زیر علاقوں کی طرف سے ایس ای سی سی 2011 کے اعداد وشمار پر مبنی مستقل ویٹنگ لسٹ کی توثیق اور حتمی منظوری کے فیصلے کے بعد کیا جائے گا۔ ہدف حاصل کرنے میں تکنیکی مدد فراہم کرنے کے لئے قومی سطح پر دیہی ہاؤسنگ کے لئے ایک قومی تکنیکی معاونت ایجنسی (این ٹی ایس اے) قائم کی جائے گی۔ اس کے لیے کافی مالی وسائل دستیاب کرائے گئے ہیں جن میں بجٹ میں تعاون اور نیشنل بینک برائے زراعت اور دیہی ترقی (NABARD) سے قرض شامل ہیں۔ تاخیر سے ہونے والی ادائیگیوں اور دیگر مسائل کو حل کرنے کے لئے براہ راست فنڈ ٹرانسفر (ڈی بی ٹی) کے تحت الیکٹرانک منتقلی کی سہولت دی گئی ہے۔

ایم آئی ایس آواس سافٹ اسکیم کے تحت آن لائن نگرانی بھی کی جائے گی۔ ایک موبائل ایپلی کیشن، آواس ایپ، کسی تاخیر کو کم کرنے، گھروں کے معائنہ کرنے اور جغرافیائی ٹیگنگ میں مدد کرے گا۔ ٹریننگ، تشخیص اور سرٹیفکیشن پر مشتمل ایک پروگرام تربیت یافتہ دیہی معماروں کی تعداد میں اضافہ بھی کرے گا۔

PMAY-G کے تحت فائدہ مند افراد کو مسطح علاقوں میں 1.20 لاکھ کی مدد اور پہاڑی ریاستوں، مشکل علاقوں اور آئی اے پی اضلاع میں پکے مکانات کی تعمیر کے لیے 1.30 لاکھ کی مدد دی گئی ہے۔ امداد مختلف عوامل کی وجہ سے مختلف ہے جن میں مٹیریل کی کم دستیابی، خراب رابطے، خراب جغرافیائی اور موسمی حالت وغیرہ شامل ہیں۔ ایک ریاست کے اندر مشکل علاقوں کی درجہ بندی ہے اور اسے ریاستی حکومتوں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

دستیاب وسائل کے اندر معیار کے گھروں کے بروقت تکمیل کو یقینی بنانے کے لئے، گھر کی تعمیر کے لئے صارفین کو مالی امداد فراہم کرنے کے علاوہ، لازمی طور پر مواد اور وسائل کی مرحلے وار ضرورت پر بریفنگ، اہم ضروری خدمات، مقامی طور پر گھر کے مختلف قسم کی ڈیزائن، لاگت کی بچت کرنے والی تعمیری تکنیکوں سے متعلق بیداری، تعمیراتی مواد کی خریداری کے لئے سہولیات، تربیت یافتہ معیاروں وغیرہ کی کافی تعداد میں دستیابی، صارف کو فراہم کی جاتی ہے۔

سپورٹ خدمات کی فراہمی کے تحت مندرجہ ذیل علاقوں میں کارروائی کی ضرورت ہوگی:

الف) فائدہ پانے والوں/صارف کو حساس بنانا

ب) گھر ڈیزائن کی نوعیت کی ترقی اور فراہمی

ج) معمار کی تربیت اور مہارت کی سرٹیفکیشن

د) تعمیراتی مواد کی فراہمی

ہ) بزرگ اور معذور فائدہ حاصل کرنے والے افراد کی حمایت

و) بینکوں سے 70 ہزار تک قرض کی سہولیات

ہاؤسنگ ڈیزائین کی نوعیت کی ترقی اور فراہمی- سب کے لیے گھر اسکیم کے لئے جدید حکمت عملی: ریاستیں صارف کو مقامی حالات کے مطابق گھر کے ڈیزائن کے کئی اختیارات فراہم کرتی ہیں، اور اس سلسلے میں رہائشی علاقے کی مناسبت سے موزوں ٹکنالوجی کا استعمال کرتی ہیں۔ گھر کے اصل ڈیزائن میں صاف ستھرا مطبخ، بیت الخلا اور غسل کی جگہ بھی شامل ہوتی ہے۔ چھت اور دیوار کافی مضبوط ہونی چاہیے تاکہ وہ اس جگہ کی آبادی کے موسمیاتی حالات کو برداشت کرنے میں کامیاب ہوسکیں، یعنی اسے ایسا تعمیر کرنا ہے جس سے زلزلے، طوفان، سیلاب وغیرہ جیسے قدرتی آفات میں محفوظ رہا جاسکے۔ ان گھروں کی ڈیزائن میں مندرجہ ذیل خصوصیات شامل ہیں، اس کے بعد صارف اپنی ضرورت اور آمدنی کے لحاظ سے اس میں شامل کرسکتا ہے:

الف) زندگی کی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے مناسب جگہ؛

ب) بارش کے پانی کو جمع کرنے کا نظام

ج) ایک برآمدہ

2017-18 تک PMAY-G کے پروگرام کے تحت ایک کروڑ گھروں کی تعمیر کی کل لاگت ایک لاکھ تیس ہزار 75 کروڑ روپے ہے۔ اس لاگت کو مرکزی سرکار اور ریاستی حکومتوں کے درمیان ساٹھ چالیس کے تناسب سے مشترکہ طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ شمال مشرقی ریاستوں اور تین ہمالیائی ریاستوں جموں وکشمیر، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ کے معاملے میں شیئرنگ پیٹرن کا تناسب 10-90 ہے۔ بھارت کی حکومت مرکز کے زیر انتظام علاقوں (UTS) کے سلسلے میں پوری قیمت فراہم کرے گی۔

پروگرام کی کل لاگت 81 ہزار 975 کروڑ روپے میں سے 60 ہزار کروڑ روپے بجٹ سے ملیں گے جبکہ نبارڈ سے قرضے کے ذریعے 21 ہزار 975 کروڑ روپے ملیں گے۔

ریاستیں، گرام پنچایت، بلاک یا ضلع ایک یونٹ کے طور پر saturation اپروچ کی پیروی کرسکتی ہیں۔ SAGY گرام پنچایت، روربن کلسٹرز، کھلے میں رفع حاجت سے پاک گرام پنچایت اور DAY-NRLM کے ذریعے عورتوں کی خود کار مدد گروپ کی تشکیل کے ساتھ مضبوط سماجی انتظام کو بھی ترجیحی حیثیت حاصل

ہے۔ سبیچ ریشن اپروچ، نگرانی اور معمار اور مواد کی دستیابی، اور رہائش گاہ کی جامع منصوبہ بندی کی نگرانی میں اضافہ کرتا ہے۔

معذور افراد (برابر مواقع، حقوق کی حفاظت اور مکمل شراکت) ایکٹ، 1995، معذور افراد کے لئے سوشل سیکورٹی فراہم کرتا ہے۔ اسی کے مطابق، PMAY-G منصوبہ بندی میں، گھر الاٹ کرتے ہوئے معذور افراد کو ترجیح دی جاتی ہے۔ 1995 کے معذور افراد کے ایکٹ کے احکامات کو دیکھتے ہوئے، ریاستوں کے آخری حد تک ممکن بنانا ہے کہ ریاستی سطح پر فائدہ حاصل کرنے والے افراد کا 3 فی صد معذور لوگ ہوں۔

حکومت نے منریگا کے تحت کارڈ ہولڈرز ملازم کو ایک سال میں مقرر کردہ 100 دنوں کے آگے، گھروں کی تعمیر میں لگانے کی بھی اجازت دی ہے۔ یہ گھروں کی تیز رفتار تکمیل کو یقینی بنانے اور کارڈ ہولڈروں کو اضافی آمدنی فراہم کرے گی جو دیہی مصیبت کے وقت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں۔

اس کے علاوہ، کل فنڈ کا 15 فی صد قومی سطح پر اقلیتوں کے لیے خاص ہوگا، جن کو ایس ای سی سی 2011 میں شامل کیا گیا ہے اور گرام سبھا نے اسے منظوری دی ہے۔ ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام خطوں میں اقلیتوں کے لئے اہداف کی تخصیص مردم شماری 2011 کے اعداد وشمار کے مطابق متعلقہ اسٹیٹ/ مرکز کے زیرانتظام علاقے میں اقلیتی آبادی کے تناسب کی بنیاد پر ہوگی۔ تاہم، گرام سبھا کی طرف سے ایس ای سی سی کے اعدادوشمار کی توثیق کی بنیاد پر اقلیتوں کی مستقل ویٹنگ لسٹ کو حتمی شکل دینے پر، ہر ریاست/ مرکز کے زیرانتظام علاقے میں اقلیت کی گنتی اس کے مطابق دوبارہ کی جائے گی۔

قومی کمیشن برائے اقلیتی ایکٹ 1992 کے سیکشن 2 (سی) کے تحت مطلع شدہ اقلیتیں فوائد حاصل کرنے کے لئے اہل سمجھی جاتی ہیں۔

امدادی میکانزم کا نفاذ

دیہی ہاؤسنگ کے لئے نیشنل ٹیکنیکل سپورٹ ایجنسی

ہاؤسنگ فار آل (سب کے لیے گھر) کے ہدف کو حاصل کرنے میں تکنیکی مدد فراہم کرنے کے لئے، قومی سطح پر دیہی ہاؤسنگ کے لئے ایک قومی تکنیکی معاون ایجنسی (این ٹی ایس اے) قائم کی جا رہی ہے۔ ایجنسی کی سرگرمیوں میں معیاری تعمیر کو یقینی بنانا، عملدرآمد کی نگرانی، اضافی مالی بجٹ کا انتظام، انفارمیشن ایجوکیشن اور مواصلات (IEC) کی سرگرمیاں، ای گورننس حل کی ترقی اور انتظام، اعدادوشمار کا تجزیہ، ٹریننگ اور ورکشاپ کو منظم کرنا، ریاستی/مرکز کے زیرانتظام والی سرکاروں کی طرف سے شناخت شدہ تکنیکی سہولیات کی کارکردگی کی نگرانی اور سہولیات مہیا کرانا شامل ہوگی۔

نگہداشت

گھر کی تعمیر کے لئے مدد کے علاوہ، بنیادی سہولیات کی فراہمی اور موجودہ منصوبوں کی نگہداشت مرکزی اور ریاستی/مرکز کے زیرانتظام ریاستوں کی جانب سے یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ بنیادی سہولیات فراہم کرنے کے لئے متعدد اسکیموں کو شامل کرنے کی ضرورت ہے:

الف) بیت الخلا کی تعمیر کو PMAY-G گھروں کا ایک لازمی حصہ بنایا گیا ہے۔ بیت الخلا صارف کو سوچھ بھارت مشن گرامین (ایس بی ایم جی)، ایم جی نریگا یا دیگر مالی ذرائع سے فراہم کیا جائے گا۔ ٹوائلٹ تعمیر کرنے کے بعد گھر کو مکمل تسلیم کیا جائے گا۔

ب) پردھان منتری آواس یوجنا گرامین کے تحت صارف کو 90 دن کی مزدوری (پہاڑی ریاستوں، مشکل علاقوں اور IAP اضلاع میں 95 دن) کی مزدوری منریگا کی موجودہ قیمتوں پر گھر کی تعمیر کے لئے فراہم کرنا لازمی ہے۔ اس کے لیے دوایم آئی ایس PMAY-G کے آواس سافٹ اور منریگا کے نریگا سافٹ کے درمیان رابطہ بنا دیا گیا ہے تاکہ گھر کی تعمیر کے لیے پیسے الاٹ ہونے پر وہ بذات خود نریگا سافٹ پر آجائے۔

ج) پینے کا پانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ایک ہے۔ PMAY-G کے صارف کو پینے کے پانی اور صفائی کی وزارت کے قومی دیہی پینے کے پانی کا پروگرام (NRDWP) یا دوسری اسکیموں کے ساتھ مل کر صاف پینے کا پانی مہیا کرایا جائے۔

د) بجلی کی وزارت کے دین دیال اپادھیایے گرام جیوتی منصوبہ (DDUGJY) کے ساتھ مل کر، PMAY-G کے فائدہ پانے والے کو بجلی کے کنکشن فراہم کیے جائیں گے۔ ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام خطوں کو اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ PMAY-G کے فائدہ پانے والے کوئی اور قابل تجدید توانائی کے ذرائع (MNRES) کی وزارت کی طرف سے لاگو کئے جانے والے منصوبوں کے فوائد حاصل ہوں جن میں شمسی توانائی سے لالٹین، شمسی توانائی سے گھر کی لائٹنگ کا نظام، شمسی اسٹریٹ لائٹنگ سسٹم، صاف ستھرے انداز میں کھانا بنانے کے لیے نیشنل بایوماس کوک اسٹوپ پروگرام (NBCP) سے فوائد ملیں۔

ہ) G-PMAY کے صارفین کو صاف اور زیادہ موثر کھانا پکانے کے ایندھن فراہم کرنے کے لئے، ریاست/ مرکز کے زیرانتظام ریاستوں کو پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت کے پردھان منتری اجول یوجنا (PMUY) کے تحت ایل پی جی کنکشن حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

و) گھروں میں صاف اور صحت مند ماحول کو یقینی بنانے کے لئے، گھروں کی طرف سے پیدا ہونے والی ٹھوس اور مائع فضلہ کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے مطابق، ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو حکومت کے سوچھ بھارت مشن (جی) یا ریاستی حکومت کی کسی دوسری اسکیم کے ساتھ مل کر ٹھوس اور مائع فضلہ کے انتظام کو یقینی بنانا ہے۔

ز) تعمیراتی مواد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے، ریاست/ مرکز کے زیرانتظام علاقے عمارت سازی کے سامان جیسے اینٹوں، مستحکم مٹی کے بلاکس وغیرہ کی پیداوار منریگا کے ساتھ مل کر کرسکتے ہیں۔ تیار کردہ مواد کو G-PMAY کے مستحق افراد کو فراہم کیا جاسکتا ہے۔

ح) ریاستوں/ مرکز کے زیرانتظام علاقے منریگا کے ساتھ مل کر گروپ/ انفرادی سہولیات جیسے گھروں کی جگہیں، بائیو باڑ، ہموار راستے، سڑک پر جانے والے راستے، گھروں کے لیے سیڑھیاں، مٹی کا تحفظ وغیرہ کو G-PMAY صارف تک پہونچاسکتے ہیں۔

چونکہ ایس ای سی سی 2011 کے اعدادوشمار،

جس کی گرام سبھا کے ذریعہ توثیق کی گئی ہو، کی بنیاد پر ہی PMAY (گرامین) میں فائدہ پانے والوں کا انتخاب ہوتا ہے اور اسی اعداد وشمار کو بہت سے دوسرے پروگراموں کے ذریعہ استعمال کیا جارہا ہے اس لیے اگر اسے باضابطہ دھیان میں رکھا جائے تو بہت زیادہ آسانی ہوگی۔

رپورٹنگ اور نگرانی

PMAY-G میں پروگرام کے نفاذ اور نگرانی کو ای گورننس ماڈل کے ذریعے کیا جائے گا۔ اسکیم میں ای گورننس کی بنیاد پر سروس کی ترسیل کے لئے دو نظام ہوں گے:

الف) MISPMAY-G- آواس سافٹ اور

ب) PMAY-G موبائل ایپلی کیشن- آواس ایپ

PMAY-G کے تحت کارکردگی کی نگرانی کے لئے ایک مضبوط نگرانی طریقہ کار اپنایا گیا ہے۔ کارکردگی کی نگرانی ترقی کے اصل وقت کے ذریعے آواس سافٹ میں کام کی رفتار سے متعلق تفصیلات کو دیکھ کر کی جائے گی۔ آواس سافٹ میں ٹرانزیکشن سے پیدا کردہ اعداد وشمار نگرانی کے لیے سسٹم سے بنائی ہوئی رپورٹوں، کارکردگی کے لیے پہلے سے مقرر کردہ مختلف پیرامیٹرز کے طور پر حاصل کیے جاتے ہیں۔ نگرانی والے طریقہ کار جیسے مرکزی ٹیموں (علاقائی افسران اور این ایل ایم) کی طرف سے معائنہ، ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کوآرڈریشن اور نگراں (DISHA) کمیٹی کی طرف سے نگراں پارلیمان، سماجی آڈٹ اور ریاستی سطح پر PMU کو منظور کیا گیا ہے۔

آواس سافٹ اسکیم حقیقی وقت ٹرانزیکشنل ڈیٹا کی بنیاد پر مختلف پیرامیٹرز پر بہت سی رپورٹیں تیار کرتا ہے۔ PMAY-G کے تحت تمام رپورٹنگ آواس سافٹ سے تیار کی گئی رپورٹوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ اسکیم کے تحت ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی ترقی کی نگرانی صرف آواس سافٹ کی تیار کردہ رپورٹوں کے ذریعے ہی ہونی چاہیے۔

آواس سافٹ اسکیم

آواس سافٹ اسکیم PMAY-G میں ای گورننس کی سہولت کے لئے ویب پر مبنی ایک الیکٹرانک سروس ترسیلی پلیٹ فارم ہے۔

سب کے لئے گھر کے ہدف کو حاصل کرنے کے لئے

تعمیراتی اخراجات کو نئے تعمیراتی مواد کی فراہمی، تعمیراتی اور پیداوار کے عمل میں سرمایہ کاری، مؤثر تکنیک اور مناسب ٹیکنالوجی متعارف کرانے کی کوششوں اور تعمیراتی سامان کو دوبارہ استعمال کیے جانے کی بھی اپنی اہمیت ہے۔ اس لیے ، مقامی طور پر دستیاب خام مال کا استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

معاون میکانزم

زمین کی دستیابی، بنیادی ڈھانچے کی سہولیات اور خدمات کے ساتھ اس کی بروقت ترقی ہاؤسنگ سرگرمیوں کی مستحکم پیش رفت کے لیے بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک اہم زمینی پالیسی کی تشکیل اور نفاذ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ PMAY کے شہری اور دیہی عناصر کی توجہ صرف ایک ہدف پر ہونی چاہیے اور وہ ہے گھروں کی ملکیت فراہم کرنا۔ دیہی علاقوں میں خصوصاً، اس کے لئے کافی زمین تلاش کرنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن جاتا ہے، جہاں ہاؤسنگ کے لئے عوامی زمین کے ذخیرے کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ تعمیراتی اخراجات کو نئے تعمیراتی مواد کی فراہمی، تعمیراتی اور پیداوار کے عمل میں سرمایہ کاری، مؤثر تکنیک اور مناسب ٹیکنالوجی متعارف کرانے کی کوششوں اور تعمیراتی سامان کو دوبارہ استعمال کیے جانے کی بھی اپنی اہمیت ہے۔ اس لیے، مقامی طور پر دستیاب خام مال کا استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصۂ کلام

اسکل انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا، میک ان انڈیا، انفارمیشن ٹیکنالوجی/ براہ راست فوائد منتقلی آدھار پلیٹ فارم اور پردھان منتری جن دھن یوجنا کو ساتھ لانے میں PMAY-G ایک اہم قدم ہے۔ اس پروگرام کے تحت 2019 تک 5 لاکھ دیہی معماروں کو تربیت فراہم کی جائے گی اور گھروں کی نوعیت، ماحولیاتی خطرات اور گھریلو ضروریات کے تفصیلی مطالعہ پر مبنی ملک بھر میں 200 مختلف گھروں کے ڈیزائنوں کی دستیابی ہو جائے گی۔ مقامی مواد کے بڑے پیمانے پر استعمال کے ساتھ مکمل گھر ہوگا جس میں کھانا پکانے کی جگہ، بجلی کی فراہمی، ایل پی جی، ٹوائلٹ اور غسل کی جگہ، پینے کے پانی، وغیرہ کے ساتھ تمام ضروری چیزیں موجود ہوں گی۔ پروگرام میں غریب گھروں کو اپنا ہدف رکھا گیا ہے اور فائدہ حاصل کرنے والے افراد اور کام کی ترقی کے صحیح انتخاب کی تصدیق کے لئے معلوماتی مواصلاتی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) اور خلائی ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

تعمیراتی شعبہ بھارت میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے والا دوسرا سب سے بڑا شعبہ ہے۔ اس کا اپنا مضبوط پس منظر ہے ساتھ ہی اس کے ساتھ 250 صنعتیں اور وابستہ ہیں۔ دیہی رہائش کی ترقی تعمیرات سے متعلقہ کاروباری اداروں میں نئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے دیہی برادری میں رہنے والوں کے لیے روزگار پیدا کرتی ہے۔ تعمیراتی مواد کی خریداری، ہنرمند اور غیر معمولی لیبر کی خدمات، ٹرانسپورٹ کی خدمات اور مالی وسائل کے نتیجے میں خدمات کا استعمال اقتصادی سرگرمیوں میں اضافہ کرتا ہے اور گاؤں میں اس کے مطالبے کو بڑھاتا ہے۔ اثرات دو مرحلے میں مرتب ہوتے ہیں: تعمیر کے دوران اور قبضے کے دوران۔ مثبت اسپن آف میں سماجی انضمام شامل ہے جس میں بہتر سماجی سرمایہ اور پائیدار کمیونٹی شامل ہیں۔ ہاؤسنگ کی حالت میں بہتری سے غیر معمولی فوائد مزدور کی پیداوار اور صحت کے فوائد میں حاصل ہوتے ہیں۔ یہ غذائیت، حفظان صحت، زچگی اور بچوں کی صحت کے انسانی ترقی کے پیرامیٹرز کو مثبت طور پر اثر انداز کرتی ہے۔ جسمانی ماحول میں بہتری کے ساتھ زندگی کی کیفیت میں مجموعی بہتری ہوتی ہے۔ ایک گھر ایک معاشی اثاثہ ہے اور صحت اور تعلیمی کامیابیوں پر مثبت اثرات کے ساتھ سماجی بہبود میں حصہ لیتا ہے۔ ایک مستقل گھر سے ہونے والے ٹھوس اور کمزور فوائد اہل خانہ اور مقامی برادری کے لیے متعدد اور قیمتی ہوتے ہیں۔

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہندوستان میں کوآپریٹو ہاؤسنگ موومنٹ

نیشنل کوآپریٹو ہاؤسنگ فیڈریشن آف انڈیا (این سی ایچ ایف) ملک میں تمام کوآپریٹو ہاؤسنگ موومنٹ کی سب سے اہم آرگنائزیشن ہے۔ یہ سال 1969 میں اپنے قیام کے بعد سے ہاؤسنگ کوآپریٹو کے فروغ، ترقیات اور رابطے سے متعلق سرگرمیوں میں مسلسل مصروف ہے۔ این سی ایچ ایف نے پورے ملک میں ہاؤسنگ کوآپریٹو کے اہتمام اور فروغ کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ این سی ایچ ایف نے ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ کے ساتھ اشتراک سے 20 اعلی کوآپریٹو ہاؤسنگ فیڈریشن کو فروغ دیا ہے اور یہ تعداد چھ سے بڑھ کر 26 ہوگئی ہے۔ سال 1969-70 میں جب این سی ایچ ایف کا قیام عمل میں آیا اس وقت سے پورے ملک میں 11.1 لاکھ رکنیت کے ساتھ پورے ملک میں صرف 16308 پرائمری ہاؤسنگ کوآپریٹو تھے جب کہ اب موجودہ وقت زمینی سطح پر 70 لاکھ سے زائد رکنیت کے ساتھ پرائمری ہاؤسنگ کوآپریٹو کی تعداد تقریباً 100,000 ہوگئی ہے۔ ان تمام پرائمری ہاؤسنگ کوآپریٹیو کو ریاستی سطح پر 26 اعلی کوآپریٹو ہاؤسنگ فیڈریشنوں کی حمایت حاصل ہے جو کہ این سی ایچ ایف سے ملحق ہیں۔ این سی ایچ ایف کے زیر اہتمام ایک مطالعہ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ ملک میں سرکاری، نجی اور کوآپریٹو سیکٹر میں مختلف اداروں کے ذریعے تعمیر کئے گئے مکانات میں سے ہر 100 میں سے 11 ہاؤسنگ کوآپریٹو کی سہولتوں سے مزین ہیں۔

ہاؤسنگ کوآپریٹو کی آئینی تشریح محدود وسائل کے ساتھ چند افراد پر مشتمل گروپ کے طور پر کی جاسکتی ہے جو کہ مکان سازی یا باہمی امداد کی بنیاد پر اس میں سدھار کی ضرورتوں کی تکمیل کے مقصد سے کارروائی انجام دی جاتی ہے۔ اس میں رکنیت رضاکارانہ ہوتی ہے بلکہ کنٹرول جمہوری طریقہ پر ہوتا ہے۔ اس میں ارکان درکار سرمایہ کے لئے تقریباً برابر کی شراکت اور تعاون دیتے ہیں۔ اس میں اپنی مدد آپ پر خصوصی زور ہوتا ہے۔ جب کہ امداد باہمی کی سرگرمی ہاؤسنگ کوآپریٹو کی بنیادی خاصیت ہے۔ مختلف ریاستوں میں ہاؤسنگ کوآپریٹو کی سرگرمیاں اور خدمات متعلقہ کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ اور حکومت کے ذریعے مقرر کئے گئے رجسٹرار آف کوآپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے مرتب کردہ کوآپریٹو سوسائٹیز ضوابط کے تحت انجام دی جاتی ہیں، قومی سطح کی کوآپریٹو تنظیمیں اور کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹیاں کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ اور ضابطوں کے تحت چلائی جاتی ہیں۔

ایک سوسائٹی کے سات یا اس سے زیادہ افراد کا اتحاد لازمی ہے جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹر ہوں۔ یہ پورے ملک میں قابل اطلاق قانون ہے (تاہم متعدد ریاستوں نے اس قانون میں تبدیلی ہے) اور اس کے لئے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں چند خیرات یا رفاہ عامہ بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ارکان کے مفادات کا تحفظ بھی بیان کیا گیا ہے۔ ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی اپنی آئینی شناخت ہوتی ہے۔ تاہم اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں، تاہم کوآپریٹو سوسائٹیوں کے ارکان اپنے ممبران کے معاشی مفادات کو فروغ دینے کے لئے ساتھ مل کر کام کرسکتے ہیں۔

کوآپریٹو ہاؤسنگ سے وابستہ فوائد درج ذیل ہیں:

(i) ایک ہاؤسنگ کوآپریٹو نہ تو سرکاری اور نہ ہی منافع کمانے والی تنظیم ہے۔ اس کا بنیادی مقصد مقامی استحصال کو ختم کرنا ہے کیوں کہ اس کا انتظام و انصرام ممبران کے ذریعے ہوتا ہے۔

(ii) سرکاری ہاؤسنگ کے برعکس کوآپریٹو ہاؤسنگ اپنے ممبران کو منصوبہ بندی کے مرحلے پر اپنے گھروں کے ڈیزائن کے انتخاب کا مواقع فراہم کرتی ہے۔ علاوہ ازیں گھروں کی دیکھ ریکھ اور مرمت کا اختیار بھی ممبر کو حاصل ہوتا ہے جو کہ کفایتی دام اور موثر طریقے سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

(iii) کوآپریٹو ہاؤسنگ مکان سازی کے معیاری اور مقداری دونوں پہلوؤں کی تسلی کرتا ہے۔ اس کی تعمیر میں چوں کہ ممبر کا مکمل عمل دخل رہتا ہے، اس لئے اس میں استعمال کرنے والے کی ضرورت کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔

(iv) ہاؤسنگ کوآپریٹو گھر کے قبضے کے بعد قابضین میں ایک ذمہ داری کے احساس کے ساتھ ساتھ دیکھ ریکھ اور مرمت کا جذبہ بھی پیدا کرتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کا ضروری طریقہ کار بھی سکھاتی ہے۔

(v) ممبران کی مرضی، صلاح اور مشورے سے پروجیکٹ لاگت طے کی جاتی ہے جس سے جائیداد کی دیکھ ریکھ اور مرمت کی مد میں آنے والے اخراجات کم سے کم رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کئی طریقوں سے تعمیرات میں بھی کفایت ہوتی ہے۔

(vi) کوآپریٹو اپنے ممبران کے لئے قرض کا انتظام کرتی ہیں اور قرض کی ادائیگی تمام ممبران کی اجتماعی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(vii) ممبران کوآپریٹو کے انتخابات میں اپنے حق رائے دہی کا استعمال کرنے اور کوآپریٹو کے معاملات میں شامل ہونے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس سے ان میں عزت نفس اور خود اعتمادی کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔

(viii) کوآپریٹو اپنے آپ میں ایک چھوٹی برادری ہوتی ہے، اس لئے وہ متعدد سماجی سرگرمیوں کو انجام دے سکتی ہے۔ مثلاً وہ علاقے میں خصوصی پروگرام منعقد کرسکتی ہے۔ صحت خدمات علاقے میں ماحولیات میں سدھارنے سے متعلق سرگرمیوں کو انجام دے سکتی ہے اور سماجی اصلاحات اور نفسیات کے تعلق سے عام بیداری پروگرام کا انعقاد کرسکتی ہے۔

(ix) ایک ہاؤسنگ کوآپریٹو ایک کفایتی طریقے سے دیگر اقتصادی سرگرمیاں جیسے کنزیومر کوآپریٹیو، کلب اور علاقے کے لوگوں کے لئے ضروری دیگر خدمات کا قیام و انعقاد کرسکتی ہے۔

کوئی بھی انفرادی طور پر مرد یا خاتون ہاؤسنگ کوآپریٹو کے لئے متعلقہ ریاست کے ذریعے وضع کئے گئے قوانین اور مرتب کئے گئے شرائط وضوابط کو پورا کرتے ہوئے اس کی رکنیت حاصل کرسکتے ہیں۔

☆☆☆

یش کمار شکلا

کفایتی مکان سازی

بے ضرر ٹکنالوجی کو مربوط کرنے کے لئے ایک منظّم طرز فکر

ملک میں تیزی کے ساتھ شہروں کے پھیلاؤ کے ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب مکان سازی کی زبردست قلت ہوئی ہے۔ ملک میں سال 2012 تا 2017 کے لئے مکان سازی کی قلت کے لئے شہری علاقوں میں 18.18 ملین یونٹ اور دیہی علاقوں میں 43.90 ملین یونٹ کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ (گوئل 2014 این پی او 2012)۔ شہری علاقوں میں کم آمدنی والے گروپ یعنی لوور انکم گروپ (ایل آئی جی) اور اقتصادی طور پر پسماندہ یعنی اکونومیکلی ویکر سیکشن (ای ڈبلیو ایس) کو مکان سازی کے لئے 95 فی صد کی قلت کا سامنا ہے۔ اسی طرح سے شہری علاقوں میں رہائش پذیر خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو 90 فی صد کی قلت کا سامنا ہے۔ اسی طرح سے شہری علاقوں میں رہائش پذیر خط افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو 90 فی صد مکان سازی قلت کا سامنا ہے۔ اس لئے ملک کے پالیسی سازوں کے لئے کفایتی گھر کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ (ان ایچ پی 2015)

مضمون نگار سنٹر فار ایڈوانسڈ ریسرچ ان بلڈنگ سائنس اینڈ انرجی میں ٹیکنیکل ڈائریکٹر ہیں۔
yash.shukla@cept.ac.in

ملک میں ایل آئی جی، ای ڈبلیو ایس اور بی پی ایل باشندوں کو کفایتی گھر فراہم کرنے کے لئے گزشتہ دس برسوں کے دوران مرکزی، ریاستی اور بلدیاتی اداروں کی سطح پر متعدد پالیسیاں تیار کی گئی ہیں۔ (سرکار، دھاولکر، اگروال اور سوامی 2016)۔ حال ہی میں حکومت ہند نے ملک میں کفایتی گھر کی قلت دور کرنے کے لئے متعدد جامع اسکیمیں تجویز کی ہیں۔ ان اسکیموں میں سال 2022 تک سب کے لئے گھر کا مشن، اٹل مشن ری جوئیشن اینڈ اربن ٹرانسفارمیشن (اے ایم آر یو ٹی) اور اسمارٹ سٹی (منسٹری آف ہاؤسنگ اینڈ اربن پاورٹی ایلیویشن، گورنمنٹ، گورنمنٹ آف انڈیا 2015) این ایچ پی 2015)۔ اسکیموں کے تحت تیار اضافی گھروں سے ملک کی موجودہ ڈھانچہ بندی اور وسائل کی زبردست دباؤ بڑھے گا۔ سال 15-2014 میں ہندوستان کی رہائشی زمرے کی بجلی کی کھپت ملک میں بجلی کی مجموعی کھپت کی 23 فی صد تھی۔ (مرکزی اعداد وشمار دفتر 2016)۔ مزید برآں تخمیناً اندازوں میں انکشاف کیا گیا ہے کہ 2050 تک ملک میں رہائشی زمرے کی بجلی کی کھپت بڑھ کر آٹھ گنا ہوجائے گی (شکلا، روال اینڈ ایس ایچ این اے پی پی 2014) اس لئے یہ یاد رکھنا بہت ضروری اور اہم ہے کہ ان تمام حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح کے گھر بنائے جائیں جو توانائی، پانی اور مادی وسائل کے استعمال کو کم سے کم کرسکیں۔

ہندوستان نے سال 2001 میں توانائی کے تحفظ کا ایک قانون متعارف کرایا جس کے نتیجے میں ملک تعمیرات کے سیکٹر کے لئے ایک فرسٹ جنریشن انرجی کنزرویشن بلڈنگ کوڈ (ای سی بی سی) کا فروغ عمل میں آیا۔ ای سی بی سی کوڈ پر ضروریات میں مزید معاشی تنگی کو مربوط کرنے کے لئے نظر ثانی کی گئی (بیورو آف انرجی ایفی شی اینسی 2017) بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈ (بی آئی ایس) نے اس کی اہمیت اور وقت کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے نیشنل بلڈنگ کوڈ (این بی سی) کو جامع اور موثر بنانے کے لئے اس میں پارٹ II کی طرز فکر کو بھی شامل کرلیا (بیورو آف انڈین اسٹینڈرڈ 2016)۔ وزارت برائے جدید اور قابل تجدید توانائی (ایم این آر ای) نے گھروں میں شمسی توانائی سے پانی گرم کرنے اور برق کاری کے آلات کی خریداری اور تنصیب کے لئے سرمایہ اور سبسڈی کی ترغیبات کی پیش کش کا اعلان کیا۔ حالاں کہ مکان سازی کے رضاکارانہ سرٹیفکیشن کی حوصلہ افزائی کے لئے موجودہ وقت میں بے ضرر ٹکنالوجی کے متعدد پروگرام ہیں تاہم کفایتی مکان سازی میں بے ضرر ٹکنالوجی اور توانائی کی اہلیت کی فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

ڈیزائن فلاسفی

بہتر گھر نہ صرف رہنے والوں کے معیار زندگی کو بہتر کرتا ہے بلکہ آمدنی حاصل کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ اعلی پیداوار کی راہ

ہموار کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان گھروں میں رہنے والوں کے لئے ایک صحت مند اور پرسکون ماحول کی فراہمی کے مقصد کے ساتھ ان کا ڈیزائن تیار کرنا چاہئے۔

کفایتی گھروں کے ڈیزائن فلاسفی میں متعدد اہم خصوصیات پر خصوصی توجہ مرکوز کرنی چاہئے اور علم عروض پر مشتمل ہونا چاہئے۔ گھر کے اندر تازہ ہوا کی آمدورفت درجہ حرارت سے راحت اور توانائی کی بھرپور کارکردگی (گھر کے فی یونٹ ایریا میں توانائی کا استعمال) وغیرہ شامل ہیں۔ کفایت کا تعین موجودہ وقت میں مروج گھر بنانے پر آنے والے تعمیراتی اخراجات اور لاگت کے بجائے گھر کی مکمل مدت پر آنے والے اخراجات (کنسٹرکشن، آپریشن اور ڈسپوزل) کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ مکانات کی مکمل مدت کے ایک جامع سوچ کی ضرورت ہے جس کے تحت کفایتی گھروں میں رہنے والے لوگوں کو دیرپا فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈیزائننگ اور تناسب ٹکنالوجی کا انتخاب کرنا ہوگا۔ علاوہ ازیں ہاؤسنگ ڈیزائن ماحولیات کے ساتھ ہم آہنگی کے پہلو کو بھی شامل کرنا ہوگا اور اس سے تعمیرات کے لئے مقامی تعمیراتی سامان اور میٹریل کو بھی فروغ ملے گا۔

ڈیزائن اپروچ

توانائی کے اخراجات میں کمی کرنے کے اعتبار سے بنائی جانے والی عمارتوں کے لئے مروج دو طرز فکر پرسکرپٹو ڈرائیون یا پرفارمنس ڈرائیون میں سے کسی ایک کو اختیار کیا جاتا ہے۔ پرسکرپٹو طرز فکر ہر عمارتی حصے کے لئے درکار ہوتی ہے۔ اس طرز فکر کے ساتھ بلڈر، ڈیویلپر یا ڈیزائنر عمارت کی ڈیزائن اور تعمیر کے لئے ممکنہ مجموعہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرسکتا ہے۔ جب کہ پرفارمنس طرز فکر میں ایک نمونہ ماڈل کا استعمال کرتے ہوئے بلڈنگ کے توانائی تعلق سے مفصل نمونہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس بات کا تجزیہ کیا جاسکے کہ عمارت بلڈنگ کے لئے طے کارکردگی کے مجموعی معیارات سے تجاوز تو نہیں کررہی ہے یا معیار کے عین مطابق ہے۔ اس ضمن میں کہا جاسکتا ہے کہ کفایتی مکان سازی کے ڈیزائن اور تعمیرات میں پرسکرپٹو طرز فکر مناسب ہے۔

ہندوستان میں حرارتی آرائش کی تشریح

ہندوستان میں حرارتی آرائش کا نشانہ حاصل کرنے کے لئے عمارتیں عام طور پر سخت اور فکس طریقے سے کام کرنے کی حالت میں ڈیزائن اور تعمیر کی جاتی ہیں۔ ملک میں اس سلسلے میں منعقد کئے گئے ایک جامع سروے کے مطابق انڈین ماڈل فار اڈاپٹیو کمفرٹ (آئی ایم اے سی) سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ زیادہ درجہ حرارت میں آرام دہ رہ سکتے ہیں جب کہ اس سلسلے میں عالمی معیار بالکل مختلف ہے (مانو، شکلا، راول، تھامس اینڈ ڈیئر 2016) حال ہی میں این بی سی ای سی بی سی 2016 نے بھی آئی ایم اے سی کو نئی بلڈنگ کے ایک ڈیزائن طریقے کے طور پر شامل کیا ہے۔ آئی ایم اے سی زیادہ وسیع حرارتی بینڈز کے ساتھ گھروں کو ڈیزائن کرنے کا موقع فراہم کیا ہے اور یہ نشانہ حاصل کرنے کے لئے متحرک اور غیر متحرک ٹکنالوجی کا استعمال کیا ہے۔

مضر اینویلپ

کفایتی مکان سازی کے لئے اینویلپ اس طرح ڈیزائن کرنا چاہئے کہ عمارت کے اندر حرارت کے اضافے کو کم سے کم کیا جاسکے۔ اعلی منعکس چھت (جسے ٹھنڈی چھت بھی کہا جاتا ہے) عمارت پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کے اثر کو کم کرنے میں سب سے اہم ٹکنالوجی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیواروں، کھڑکیوں اور چھت میں کام آنے والا میٹریل حرارت کی مدافعت کرنے والا ہونا چاہئے۔ عام طور پر اسے آر ویلیو کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جو کہ عمارت کے اندر حرارت میں اضافے کے عمل کو کم سے کم کرتا ہے۔ چھت اور دیواروں میں استعمال ہونے والا میٹریل تھرمل صلاحیت والا ہونا چاہئے جسے عام طور پر تھرمل ملس بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عمارت کے اندر حرارت میں اضافے کو کم سے کم کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

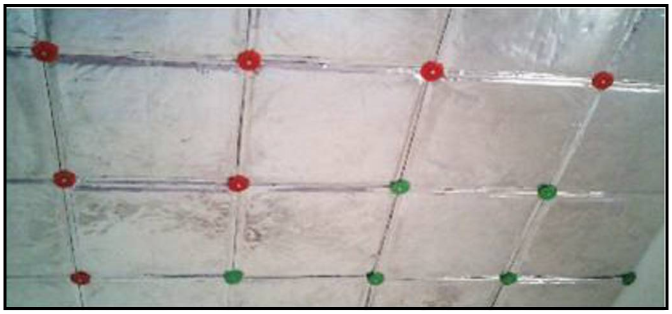

فیگر 2 فیز چینج میٹریل کے ساتھ سیلنگ ٹائیلز

اس ضمن میں عمارت میں دریچوں کا بھی اہم کردار ہوتا ہے جو سورج کی روشنی اور اس کی حرارت کے اثرات کو کم کرتی ہیں۔ عام طور پر انہیں ایس ایچ جی سی کہا جاتا ہے۔ ایس ایچ جی سی کھڑکیوں کے ذریعے شمسی شعاؤں کے اثرات کو کم کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ ایس ایچ جی سی کے ساتھ روشن دان عمارت میں حرارت کے اندر حرارت میں اضافے کے عمل کو روک سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں دروازوں اور کھڑکیوں کے قریب خلا سے ہوا کے اخراج کو روک کر بھی عمارت کے اندر حرارت میں اضافے کو کم کیا جاسکتا ہے اور گھر میں ٹھنڈک کے لئے کولنگ سسٹم کی ضرورت کو بھی کم کیا جاسکتا ہے۔ قدرتی طور پر ہوا کی آمدورفت والی عمارتوں کے اندر آرائش کا وقت بڑھانے کے لئے فیز چینج میٹریل (پی سی ایم) بھی ایک موثر طرز فکر ثابت ہوسکتی ہے۔ (شکلا 2016)۔ گرچہ پی سی ایم پر تحقیق ابھی ابتدائی مرحلے میں ہے تاہم یہ اختراعی ٹکنالوجی کفایتی مکان سازی کے لئے ایک مربوط اینویلپ آلہ ثابت ہوسکتی ہے۔

کسی بھی عمارت میں روشن دان کا نظام اہم ہوتا ہے۔ اس میں ویزیبل لائیٹ ٹرانسمیشن (وی ایل ٹی) کا بھی اہم کردار ہے۔ وی ایل ٹی روشن دان کے ذریعے گزرنے والی مرئی روشنی کی مقدار کو طے کرتی ہے۔ روشن دان کے ساتھ اعلی وی ایل ٹی جگہ میں دن کی زیادہ روشنی کی راہ ہموار کرتی ہے جس سے مصنوعی روشنی (بلب) وغیرہ کے لئے توانائی کا استعمال کم ہوجاتا ہے۔ روشن داں وی ایل ٹی کا انتخاب اس طرح کرنا چاہئے کہ عمارت کے اندر زیادہ انعکاس کے آلات کے بغیر دن کی روشنی زیادہ سے زیادہ رہے۔ علاوہ ازیں اسکائی لائٹس بھی عمارت کے اندر مناسب دن کی روشنی کے لئے ایک موثر

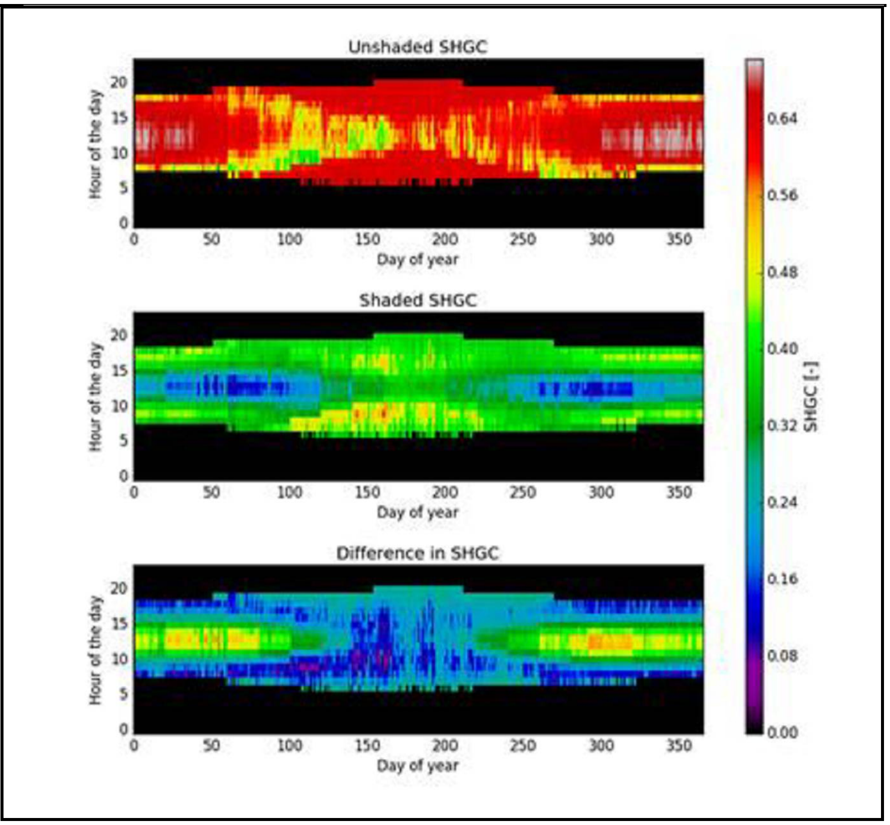

سوچ ہوسکتی ہے۔

مقامی میٹریل کی یہ تھرموفیزیکل خصوصیت ان میٹریل کے استعمال کو فروغ دے سکتی ہے۔ وہیں ڈیزائنروں کو ایک مناسب ڈیزائن کے لئے لازمی تکنیکی جانکاری فراہم کرسکتی ہیں۔ ہندوستان میں تعمیرات کے لئے استعمال ہونے والے میٹریل کی تھرموفیزیکل ڈاٹابیس خصوصیات ڈیزائنروں کے لئے آن لائن دستیاب ہیں (سینٹر فار ایڈوانس ریسرچ ان بلڈنگ سائنس اینڈ انرجی 2017)۔

باہری شیڈ کے ڈیوائسز

امیج سورس: (کوہلر، شکلا اینڈ روال 2017y)

فیگر 3: نئی دہلی، ہندوستان میں دھوپ سے بچاؤ کے ساتھ جنوب کے رخ پر شمسی حرارت کا سالانہ گراف

گھروں میں کھڑکیوں کے راستے راست پڑنے والی سورج کی شعاؤں اور شمسی حرارت کو کم کرنے میں کفایتی گھروں کے لئے باہری شیڈ کے ڈیوائسز چاہے وہ فکس ہوں یا ہٹائے جانے والے، وہ موثر اور کارگر ثابت ہوسکتے ہیں۔ روایتی عمارتوں میں عام طور پر چھتری نما اور لٹکے ہوئے باہری شیڈ ہوتے ہیں۔ تاہم ہندوستان میں وقت کے اعتبار سے لگانے اور ہٹانے والے باہری شیڈ نئے تجربہ ہیں۔ اس طرح کے باہری شیڈ سے عمارت میں رہنے والوں کو اپنی ضرورت کے مطابق شیڈ کی پوزیشن کو طے کرنے کی سہولت حاصل رہتی ہے۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ باہری شیڈ ڈیوائسز کھڑکیوں کے ذریعے سورج کی روشنی وحرارت میں 30-15 فی صد تک کمی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں (کوہلر 2017)۔ ہندوستانی شہروں کی ضروریات کے اعتبار سے زیادہ مناسبت کے ساتھ شیڈنگ کی مختلف قسمیں آن لائن دستیاب ہیں (سینٹر فار ایڈوانس ریسرچ ان بلڈنگ سائنس اینڈ انرجی 2017)

روشن دان کے ذریعے ٹھنڈک

گھروں میں روشن دان کا بنیادی مقصد عمارتوں میں اندرونی ہوا کے معیار کو قائم رکھنا ہے۔ تاہم اچھے ڈیزائن کے ساتھ بنائی گئی کھڑکی سے باہری ہوا کی عمارت کو ٹھنڈک رکھنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ روشن دان کے ذریعے ٹھنڈک کفایتی مکان سازی میں موثر ثابت ہوسکتی ہے۔ اس ضمن میں کفایتی گھروں میں آرائش کی سطح میں 20-15 فی صد اضافے کے لئے متعدد کامیاب حکمت عملی تیار کی گئی ہیں (ویاس اینڈ آپٹے 2017)۔

کم توانائی کے ساتھ کولنگ، قابل تجدید اور انرجی مانیٹرنگ ٹکنالوجی

سخت موسمی حالات میں کم توانائی کے استعمال سے کولنگ والی ٹکنالوجی کفایتی مکان سازی کے لئے بہت ضروری ہے تاکہ ان گھروں میں رہنے والے زیادہ درجہ حرارت سے پریشان نہ ہوں اور صحت مند رہیں۔ پانی کے بھاپ بننے کے عمل کے ذریعے کولنگ کفایتی ٹکنالوجی میں سے ایک ہے جو کہ کم توانائی کے استعمال کے ساتھ حرارتی آرائش کو برقرار رکھنے میں معاون ہوتی ہے۔ کفایتی مکان سازی میں شمسی توانائی سے روشنی اور پانی گرم کرنے کی سہولت کفایتی گھروں میں توانائی کے استعمال کو کم سے کم کرسکتی ہے۔ کفایتی گھروں میں انرجی مینجمنٹ سسٹم (ای ایم ایس) توانائی کے استعمال میں ایک موثر قدم ہے۔ ای ایم ایس جہاں ایک جانب کفایتی گھر کے مکینوں کو توانائی میں بچت کے مواقع فراہم کرتا ہے، وہیں اس سے مستقبل میں کفایتی مکان سازی کے ڈیزائن کے لئے اہم جانکاریاں حاصل ہوں گی۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ توانائی اور ٹکنالوجی کے بھرپور استعمال کے لئے کم لاگت والے متعدد طریقے اب دستیاب ہیں۔ علاوہ ازیں ڈیزائن کے اہم معیارات، تعمیر کے آلات اور گرین ٹکنالوجی کے ساتھ مکان سازی کے خاکے کفایتی مکان سازی کے تناسب کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلے سے تیار کی گئی ڈیزائن کی سوچ مکان سازی کے ڈیزائن میں آنے والے اخراجات میں کمی کا سبب ہوسکتی ہے۔ ایک متبادل کے طور پر پہلے سے فیبریکیٹ والے مکان ڈیزائن کے مد میں کفایتی گھر ملک میں خوش حال اور اقتصادی ترقی میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

☆☆☆

حسینہ بیگم

سب کے لئے مکان

حکومت کی پہلی ترجیح

ایک عدد مکان ہر شخص کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے‘ اس لئے ہر شخص کو مکان فراہم کرنا حکومت کی پہلی ترجیح رہی ہے۔اس سلسلے میں حکومت سنجیدگی کے ساتھ کام کررہی ہے۔اس کے تحت بے مکان لوگوں اور غریبوں کوایک عدد گھر کو یقینی بنایا جائے گا۔اس سلسلے میں ”2022 تک سبھی کیلئے گھر“ کے مقررہ ہدف کو حاصل کرنے کیلئے حکومت ہاؤسنگ فائنانس سیکٹر کوفروغ دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کررہی ہے۔

حکومت نے اس سلسلے میں بہت ساری اسکیمیں شروع کی ہیں۔ان میں سے ایک اسکیم ہے پردھان منتری آواس یوجنا۔پی ایم اے وائی یوجنا انتہائی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ جب تک سر چھپانے کے لئے جگہ نہ ہو، ترقی کا تصور تقریباً محال ہے۔روٹی‘ کپڑا اور مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے بغیر جینے کا تصور بے معنی ہے۔روٹی اور کپڑے کے بعد انسان کے سامنے جو سب سے بڑی ضرورت پیش آتی ہے‘ وہ ہے سر چھپانے کے لئے جگہ۔یعنی ہر شخص کو عزت سے جینے کے لئے کم از کم ایک عدد مکان ضرور چاہئے۔ یہ تینوں چیزیں جب حاصل ہوجاتی ہیں تو انسان کی ترقی کا راستہ ہموار ہوتا ہے لیکن سماج کے غریب فرد کو اپنا مکان بنانے کے لئے کافی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اسی بات کے پیش نظر حکومت نے پردھان منتری آواس یوجنا شروع کی ہے۔اس یوجنا کا مقصد غریب اور کمزور طبقات نیز کم آمدنی والے ہندوستان شہریوں کو کم اور لائق برداشت قیمت پر مکان فراہم کرنا ہے۔حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس یوجنا کے تحت 2 کروڑ غریب اور کمزور طبقات کو کم قیمت پر رہنے کے لئے مکان بنایا جائے گا۔ یہ اسکیم 25 جون 2015 کو لانچ کی گئی تھی۔ حکومت نے 2022 تک سب کو مکان دینے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔وزیر اعظم نے پردھان منتری آواس یوجنا کی لانچ کے موقع پر کہا تھا کہ غریبوں کی زندگی میں گھر ایک نہایت اہم موڑ ہوتا ہے۔ گھر انہیں بہتر زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔حکومت کی کوشش محض انہیں گھر فراہم کرنا نہیں بلکہ اس کو زندگی گزارنے کی حیثیت دینا، اس کے دل میں زندگی جینے کی امنگ بھرنا، اس کی زندگی میں زندگی کا احساس ہونے سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے۔

کسی بھی انسان کو چاہے وہ غریب سے غریب ہو، اس کا خواب ہوتا ہے کہ اس کا اپنا گھر ہو اور ایک مرتبہ اگر اس کا اپنا گھر ہوجاتا ہے تو پھر وہ خواب دیکھنے لگتا ہے۔ جب مکان ملتا ہے تو صرف چھت یا چہار دیواری نہیں ملتی بلکہ آہستہ آہستہ اس کے ارادے تبدیل ہونے لگتے ہیں۔ جب گھر مل جاتا ہے تو دل کرتا ہے کہ یار ایک آدھ دری لے آئیں تو اچھا ہوگا، پھر ذہن کرتا ہے کہ یار دو کرسی لائیں تو اچھا ہوگا، پھر دل کرتا ہے کہ یار نہیں، ٹی مل جائے تو اچھا ہوگا۔ پھر لگتا ہے کہ یہ سب کرنا ہے تو تھوڑی محنت کریں تو اچھا ہوگا، پھر لگتا ہے کہ فالتو خرچہ کرتا تھا، اب تھوڑا پیسہ بچاؤں گا، اگلے ماہ یہ لاؤں گا، زندگی میں تبدیلی شروع ہوجاتی ہے۔وزیر اعظم نے کہا کہ حکومت صارفین کے تحفظ کے تئیں حساس ہے اور خاص طور پر ہاؤسنگ کے حوالے سے لوگوں کی پریشانی کو ختم کرنے کی سمت میں کام کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیہی علاقوں اور جھگی جھونپڑیوں سے گھر بار کر چھوڑ کر آنے والے چھوڑ آنے والے لوگوں کی توقعات کو بدلتے ہوئے بین اقوامی ماحول کے ساتھ متوازن کرنے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ ان غریب لوگوں کی اچھی زندگی اور گزر بسر کو یقینی بنانا ہماری ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ ہندوستان 2022 میں اپنی آزادی کی 75ویں سالگرہ منائے گا اور اس وقت تک یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ملک کے شہری کو گھر مہیا کریں۔اس سلسلے میں پیش قدمی کرتے ہوئے قومی ہاؤسنگ پالیسی ترقیات اور انتظام کے شعبہ میں ہند۔کینیا مفاہمتی عرض داشت پر دستخط ہوئے ہیں۔یہ مفاہمت وزیر اعظم کے نیروبی دورے کے دوران ہوئی۔ دونوں ممالک تمام متعلقہ امور میں ایک دوسرے کے ساتھ ہاؤسنگ اور انسانی بستیوں کی ترقی کے شعبے میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔تنگ اور گندی بستیوں کو سدھارنے اور ان کی حالت بہتر بنانے، تدارکی اقدامات وغیرہ کے شعبے میں باہمی

مصنفہ آزاد صحافی ہیں۔

تجربات کوشیئر کیا جائے گا اوران پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ دونوں ممالک ہاؤسنگ اورزمین جائیداد سے متعلق اعداد وشمار کے ضمن میں دستیاب اطلاعات کا باہم تبادلہ کریں گے۔

پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت حکومت کی کوشش ہے کہ غریبوں کو ایک عدد گھر پانے کی خواہش پوری ہو۔اس کے علاوہ شہروں میں دو کروڑ سے زیادہ غریب لوگوں کے لئے گھر بنانے کا ارادہ ہے۔ پردھان منتری آواس یوجنا کے تحت صرف شہروں میں ہی نہیں بلکہ ملک کے دور دراز دیہی علاقوں میں بھی غریبوں اور بے گھر افراد کے لئے گھر بنانے کے تصور پر حکومت کام کررہی ہے اور یہ آہستہ آہستہ عملی شکل اختیار کررہا ہے۔ ابھی حال ہی میں کابینہ نے پانچ ریاستوں میں غریبوں کیلئے کم لاگت والے 84ہزار 460 مکانات بنانے کومنظوری دی ہے۔ ہاؤسنگ اورشہری غریبی کو دور کرنے سے متعلق وزارت نے پانچ ریاستوں میں پردھان منتری آواس یوجنا (شہری) کےتحت شہروں میں رہنے والےغریبوں کیلئے کم لاگت والے 84ہزار 460 مکانات تعمیر کرنے کی منظوری دی ہے جس پر مجموعی طور پر 3 ہزار 73 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی جس کیلئے مرکز کی طرف سے ایک ہزار 256 کروڑ روپے کی امداد کومنظوری دی گئی ہے۔

پی ایم اے وائی (شہری) کےایک حصے کےطور پر فیض پانے والوں کے لئےتعمیرات کےتحت مغربی بنگال کو 47397 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس میں 1918 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ جبکہ مرکزی امداد 711 کروڑ روپےکی منظوری دی گئی ہے۔ پنجاب کیلئے 15209 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس میں 424 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری میں مرکزی امداد 217 کروڑ روپے ہوگی۔ جھارکھنڈ کے لئے 464 کروڑ روپے کی کل لاگت سے 12814 مکانات کی منظوری دی گئی ہے جس کے لئے مرکزی امداد 192 کروڑ روپے ہوگی۔ کیرالہ کے لئے 89 کروڑ روپے کی مرکزی امداد کے ساتھ 179 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے 5968 مکانات کی منظوری دی گئی ہے۔ منی پور کے لئے پہلی مرتبہ 3090 مکانات کی تعمیر کی منظوری دی گئی ہے جس میں کل 88 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری میں مرکزی امداد 46 کروڑ روپے کی ہوگی۔

پردھان منتری آواس یوجنا (پی ایم اے وائی) کے ایک حصے کے طور پر فیض پانے والوں کے لئے تعمیرات کے تحت فیض حاصل کرنے والے اہل افراد کو ،جن کا تعلق اقتصادی طور پر پسماندہ طبقے سے ہے، موجودہ مکان بہتر بنانے یا اس میں توسیع کرنے کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپے کی مرکزی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ بڑی تعداد میں اپنے گاؤں سے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ یہاں آکر ان کے رہنے سہنے کا کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا۔ کئی بار وہ سر چھپانے کے لئے جھگی جھونپڑی کا سہارا لیتے ہیں جہاں گندگی کا انبار رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسے دس طرح کی بیماری لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب صحت اچھی نہیں ہوگی تو وہ کیسے کام کرے گا، کیسے ترقی کرے گا۔ ایسے حالات میں اسے ضرورت ہوتی ہے کہ اسے صاف ستھرے ماحول میں رہنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس کے لئے حکومت نے ایک پرکشش اسکیم شروع کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اب اپنا گھر بنانے یا اس کی تجدید کے لئے بینک سے لئے گئے چھ لاکھ روپے کے قرض پر حکومت خود سود ادا کرے گی۔ اس سے کمزور طبقات اورضرورت مندوں کو بہت سہولت ہوگی اوروہ آسانی سے اپنا گھر بنا سکتا ہے۔

سب کو گھر فراہم کرنے کے ہدف کی سمت میں پیش قدمی کرتے ہوئے مرکز نے مختلف ریاستوں میں ہاؤسنگ کے لئے 1915 کروڑ روپے منظور کئے ہیں۔ ہاؤسنگ اور شہری غریبی کو دور کرنے کی وزارت نے پردھان منتری آواس یوجنا (شہر) کے تحت شہر میں رہنے والے غریب لوگوں کے فائدے کیلئے مناسب قیمت والے 70784 مکانات کی تعمیر کی منظوری دی ہے۔ اس میں 3558 کروڑ روپے کا صرفہ آئے گا جس کے لئے مرکز کی طرف سے 1062 کروڑ روپئے کی امداد کی منظوری دی گئی ہے۔ یوپی سرکار نے 145 شہروں کیلئے مناسب قیمت کے مکانات بنانے کی تجویز بھیجی جسے منظوری دے دی ہے۔ اس سے پہلے اتر پردیش میں مکانات بنانے کیلئے 41954 مکانات بنانے کی منظوری دی گئی تھی جن میں راجیو آواس یوجنا کے تحت منظوری بھی شامل ہے۔ راجیو آواس یوجنا اب پی ایم اے وائی (شہر) میں ضم کردی گئی ہے۔ ان تازہ ترین منظوریوں کے ساتھ ہی اتر پردیش کے لئے منظور کیے گئے مکانوں کی کُل تعداد 112738 ہوگئی ہے۔ 70784 مکانات جن کی منظوری دی گئی ہے ان میں سے 56839 ساجھیداری میں مناسب قیمت والے مکانات کی اسکیم کے تحت تعمیر کیے جائیں گے اور 13945 مکانات مستفید ہونے والوں کیلئے تعمیر پی ایم اے وائی (شہر) کے تحت تعمیر کیے جائیں گے۔ ان دونوں پالیسیوں کے تحت ہر مستفید ہونے والے کو 1.50 لاکھ روپئے کی مرکزی امداد دی گئی ہے۔

تازہ ترین منظوریوں کے تحت لکھنؤ کو 1525 مکانات، گورکھپور کو 501 مکانات، ایودھیا کو 500 مکانات، التفات گنج کو 903 مکانات، فیض آباد کو 769 مکانات، دودھی کو 765 مکانات، رودولی کو 713 مکانات، سنگاہی بھیرورا کو 821 مکانات، چترا کو 783 مکانات، پردھی نگر کو 674 مکانات، کان پور دیہات کو 442 مکانات، دورالا کو 505 مکانات، سکندرا کو 447 مکانات، اکبر پور کو 449 مکانات، علی گنج کو 511 مکانات، بریلی کو 139 مکانات اور اعظم گڑھ کو 119 مکانات کی منظوری دی گئی ہے۔

کرناٹک میں 93 شہروں اور قصبوں کیلئے مناسب قیمت والے 56281 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے۔ جس میں 2950 کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری ہوگی جس میں 844 کروڑ روپئے مرکزی امداد کے طور پر ہوں گے۔ بنگلورو میں 8291 مکانات کی اجازت دی گئی ہے جن میں 1613 مکانات بلاری میں، شیوموگا میں 1500، چن پٹنا میں 1450، ہبلی میں 1300، دھارواڑ میں 1292، چلاکیرے میں 1127، کنک پور میں 1163 اور سرا میں 1008 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے۔

پہلی بار ایسا ہے کہ انڈمان ونکوبار جزیروں میں پورٹ بلیئر کے لئے 609 مکانات کی تعمیر کی اجازت دی گئی ہے جس کے لئے 54 کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری ہوگی جس میں سے مرکزی امداد 9 کروڑ روپئے کی ہوگی۔ ان تازہ ترین منظوروں کے ساتھ ساتھ پی ایم اے وائی (شہر) کے تحت مناسب قیمت والے مکانات کی تعمیر کی جو اجازت دی گئی ہے ان کی تعداد 2095718 ہوگئی ہے۔

حکومت سب کے لئے مکان فراہم کرنے کے لئے فائنانس سیکٹر کو ترقی اور فروغ دینا چاہتی ہے۔ دہلی میں ایسوچیم کے ذریعے '' 2022 تک سبھی کیلئے گھر کے لئے فائنانس'' کے موضوع پر منعقدہ قومی سیمینار میں اس بات کا اعادہ کیا گیا کہ حکومت 2022 تک سبھی کیلئے سستے مکانات تعمیر کرنے کے ہدف کو یقینی بنانے کیلئے ہاؤسنگ فائنانس سیکٹر کو ترقی اور فروغ دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اس موقع پر وزیر شہری ترقیات نے کہا کہ ان کی وزارت کی پہلی ترجیح ہے کہ ملک کے تمام لوگوں کو محفوظ اور سستے مکانات حاصل ہوں۔ حکومت کی یہ پیش قدمی مضبوط اور صحتمند معاشرے کی تعمیر میں پہلا قدم ہے جہاں افراد اور افراد خانہ خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت شرح سود پر سبسڈی دیکر سبھی کیلئے گھر مشن کے تحت بنیادی ڈھانچے اور شہری سہولیات کے ساتھ 30 مربع میٹر کارپیٹ علاقے والے گھر کی تعمیر کیلئے امداد دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ 30 مربع میٹر والے علاقے میں مکانات کی تعمیر کی حد میں ریاستی حکومت کیلئے نرمی لائی گئی ہے تاکہ وہ اچھے مکانات کی تعمیر کا منصوبہ تیار کرسکیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ غریبوں کیلئے مکانات کی تعمیر میں نجی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کیلئے حکومت نے 60 مربع میٹر تک کے گھروں پر سروس ٹیکس کی چھوٹ دیکر مالی مراعات دی ہے۔ اس میں نجی اور سرکاری شراکت داری (پی پی پی) والے پروجیکٹ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح سستے مکانات مہیا کرانے والے پروجیکٹوں کے لئے منافع پر 100 فیصد کی چھوٹ دی گئی ہے۔ وزیر موصوف نے مزید بتایا کہ مانگ بڑھانے کیلئے بینکوں، ہاؤسنگ فائنانس کمپنیوں اور ایسے دیگر اداروں سے ہاؤسنگ لون لینے والے معاشی طور پر پسماندہ طبقوں اور کم آمدنی والے افراد پندرہ برس کیلئے 6.5 فی صد کی شرح سے سود پر سبسڈی حاصل کرنے کے اہل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ سبسڈی کے ساتھ قرض کو براہ راست طور پر مستفدین کے قرض اکاؤنٹ میں منتقل کیا جائیگا تاکہ کوئی بے ضابطگی نہ ہو سکے۔

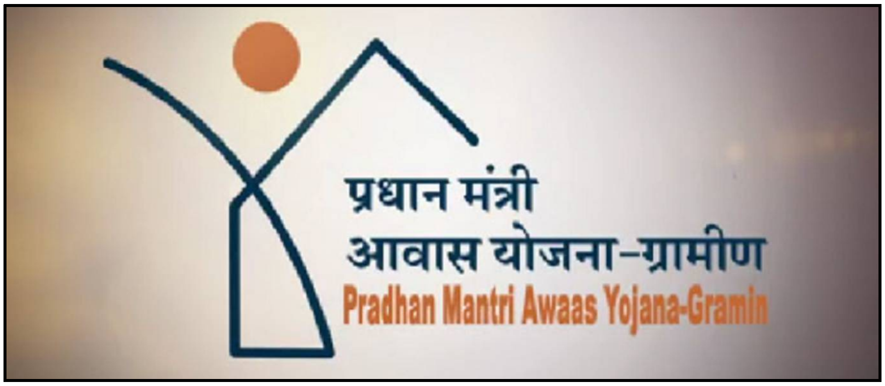

پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت بہترین اعلیٰ معیاری گھر فراہم کرائے جانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے اتر پردیش کے شہر آگرہ میں 20 نومبر 2016 کو پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) پی ایم اے وائی۔ جی کا افتتاح کیا تھا۔ تکنیکی اداروں، مقامی سازو سامان اور تربیت یافتہ معماروں نیز کچی چھتوں کے نیچے کچے مکانوں میں رہنے والے فائدہ یافتگان کی انتہائی احتیاط سے کی گئی شناخت کے ساتھ تقریباً ایک اعشاریہ پانچ لاکھ کی اضافہ شدہ لاگت سے بہترین معیاری مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ ریاستی سرکاروں کے ساتھ شراکت داری اور مارچ 2018 تک پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت ایک لاکھ مکانات کی تعمیر کی تکمیل اب ممکن نظر آنے لگی ہے۔ تقریباً 33 لاکھ مکانات پہلے سے ہی تعمیر کے مختلف مرحلوں میں ہیں اور باقیماندہ 18 لاکھ مکانات پر باقاعدہ منظوری کے بعد کام شروع کیا جائے گا۔

تعمیر کا حقیقی کام شروع ہوجانے کے بعد ایک مکان کی تعمیر کی تکمیل چار ماہ سے آٹھ ماہ کی مدت صرف ہوتی ہے۔ جبکہ ماضی میں یہ مدت ایک سے تین سال تک ہوا کرتی تھی۔ ایس ای سی سی 2011 کے انتخاب کے تین مراحل کے سبب پردھان منتری آواس یوجنا میں بھی فائدہ یافتگان کے انتخاب میں بعض معمولی غلطیاں دیکھی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی گرام سبھا کے ذریعے توثیق اور موجودہ مکانات کی تصویروں کے ساتھ ارضیاتی شناخت کے لیے خلائی ٹیکنالوجی کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ تمام ادائیگیاں آئی ٹی / ڈی بی ٹی کے طریقے سے کی گئی ہیں اور فائدہ یافتگان کو یہ رقم ان کے بینک کھاتوں سے حاصل ہوگی۔ اس سے نہ صرف یہ کہ بدعنوانی میں کمی آئی ہے بلکہ مکانات کی تعمیر کے معیار میں بھی بہتری ہوئی ہے۔

اب تک 55 ہزار مکانات کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے اور دس لاکھ مکانات تعمیر کے آخری مرحلوں میں ہیں۔ مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، مغربی بنگال، راجستھان، مہاراشٹر، اڈیشہ اور جھارکھنڈ میں یہ کام انتہائی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دیا ہے جبکہ بہار، اتر پردیش، گجرات، تمل ناڈو اور آسام کی سرکاروں سے گذارش کی گئی ہے کہ تعمیراتی کاموں میں تیز رفتاری لائی جائے۔ یہ وہ ریاستیں ہیں، جن میں محروم اور مفلس کنبوں کے لیے ضرورت کی بنیاد پر مکانات کی تعمیر کا 85 فیصد حصہ شامل ہے۔

پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کا کام پوری طرح اور اول تا آخر آواسوفٹ ایم آئی ایس کے ذریعے کیا جارہا ہے۔ دیہی معماروں کی تربیت کا پروگرام مہاراشٹر، اتراکھنڈ، چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ اور مدھیہ پردیش میں زور وشور سے آگے بڑھایا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ریاستوں میں بھی رورل میسن ٹریننگ پروگرام کا کام زور وشور سے کیا جارہا ہے۔ اس کام کے لئے مختلف ریاستوں میں استعمال شدہ بانسوں اور کیمیائی راکھ وغیرہ کا بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تحت تعمیر کئے جانے والے خوبصورت مکانات، ہندوستان کے دیہی علاقوں میں آباد غریب کنبوں کے سماجی تعلقات میں بھی بہتر تبدیلیاں پیدا کررہے ہیں۔ اس منصوبے سے غریب کنبوں کو بااختیار بنایا جارہا ہے اور غریبوں کے حالات میں بہتری کے علاوہ سماجی اور معاشی عدم مساوات کو بھی دور کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس منصوبے سے ملازمت کے بھی لاتعداد مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایم جی این آر ای جی ایس کے تحت 95/90 دنوں کا اجرت پر کام، پردھان منتری اجولا یوجنا کے تحت ایل پی جی گیس کنکشنوں کی فراہمی اور دین دیال اپادھائے گرامین جیوتی یوجنا کے تحت بجلی کے کنکشن دیئے جانے سے بھی غریب کنبوں کو بااختیار بنایا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ پائپ کے ذریعے پینے کے پانی کی فراہمی اور دور دراز کے علاقوں میں شمسی توانائی کے پروگرام بھی تیزی کے ساتھ آگے بڑھائے جارہے ہیں اور متعلقہ وزارت کو امید ہے کہ پردھان منتری آواس یوجنا (گرامین) کے تت 51 لاکھ مکانات کی تعمیر کا کام سال 18-2017 میں مکمل ہوجائے گا اور 19-2018 میں اتنی ہی تعداد میں مکانات تعمیر کیے جائیں گے۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان تبھی ترقی کرے گا جب پورا ہندوستان ترقی کرے گا۔ پسماندہ لوگوں کو ترقی کے عمل میں شامل کرنا ہوگا۔ زخم خوردہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو قومی دھارے میں واپس لانا ہوگا۔ جب غریب اور پسماندہ لوگوں کے سر چھپانے کی جگہ میسر ہوجائے گی تو وہ ترقی کے عمل میں خودبخود شامل ہوتے جائیں گے۔

☆☆☆

ای سی جی سی نے 72.50 کروڑ روپئے کا منافع ادا کیا

☆ کامرس اور صنعت کی وزیر محترمہ نرملا سیتارمن نے حکومت ہند کی طرف سے ای سی جی سی لمیٹڈ سے سال 17-2016 کے لئے 72.50 کروڑ روپئے کا منافع قبول کیا۔ ای سی جی سی لمیٹڈ نے برآمدکاروں اور بینکوں کے لئے 865 کروڑ روپئے کے دعووں کو نمٹانے کے بعد ٹیکس سے پہلے 407 کروڑ روپئے کا منافع کمایا ہے۔ برآمدکاروں کو اپریل 2017 سے 17 فیصد اوسط ڈسکاؤنٹ دینے کا سلسلہ شروع کئے جانے کے باوجود اس کی مجموعی آمدنی میں 4 فیصد کی کمی آئی ہے۔ کمپنی کا سرمایہ بڑھ کر 3619 کروڑ روپئے ہوگیا اور اس کی سرمایہ کاری 8025 کروڑ روپئے رہی۔

ای سی جی سی برآمدکاروں کو 20 مصنوعات اور 12 ہزار خدمات کو فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ بینکوں کو 11 مصنوعات فراہم کرتی ہے، جس کے ذریعے 23600 کھاتوں کا احاطہ ہوتا ہے۔ ای سی جی سی نے سال کے دوران جو خطرات اٹھائے ان کی کل مالیت 265000 کروڑ تھی، جو 17-20016 کے دوران سامان کی کل برآمدات کا تقریباً 15 فیصد ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ای جی سی کے صارفین کی بنیاد 85 فیصد ایم ایس ایم ای ایس پر ہے۔ ای سی جی سی کے پاس بیرون ملک تقریباً 400000 خریداروں کا ڈاٹا بیس موجود ہے، جس میں سے 120000 خریدار 125000 کروڑ روپئے کی مجموعی حد کے ساتھ بیحد سرگرم ہیں۔ محترمہ سیتارمن نے کہا کہ ای جی سی، برآمدی قرضے دینے والی ایجنسی (ای سی اے) نے ہندوستان میں برآمدی قرضوں کے بیمے کے سلسلے میں ایک نیا باب کھولا ہے اور اپنے ڈائمنڈ جبلی سال میں اس کا رول دنیا میں زبردست اتار چڑھاؤ اور عدم استحکام کے ماحول میں بیحد افادیت والا رہا ہے اور عالمی خطرات میں بین الاقوامی تجارت اور مالی نظام کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ کیمیاوی اشیاء اور دواسازی کی برآمدات نیز زرعی اشیاء کے معاملے میں ای سی جی سی کی انشورنس میں 15 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ اصل برآمدات تقریباً 4 سے 5 فیصد بڑھیں۔ مخصوص اسکیموں کے ذریعے برآمدات میں تنوع پیدا کرنے کی غرض سے افریقہ کے لئے ای سی جی سی کے کور میں 15 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ برآمدات سے اس رجحان کی عکاسی نہیں ہوتی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ برآمدکار ایسی منڈیوں میں جانے سے گھبراتے ہیں جہاں خطرات اٹھانے پڑیں۔ ای سی جی سی ان کے کاروبار کو انھی منڈیوں تک بڑھانے میں مدد کرسکتی ہے۔ ای جی سی نے ان بینکوں کو کور فراہم کرنے کے معاملے میں رہبری کا کام انجام دیا ہے، جو برآمدکاروں کو قرضے فراہم کرتے ہیں، اس سے اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ برآمدات کے مواقع، مناسب اور بروقت مالی امداد نہ ہونے کی وجہ سے ضائع نہ ہوجائیں۔ 60 سے زیادہ سال تک چلنے والے ای سی جی سی کے اس باضابطہ رول کی پیروی 2007/08 کی مالی کساد بازاری کے بعد ای سی ایس نے مغرب سمیت دوسرے ملکوں میں کی، یہی وجہ ہے کہ ای سی جی سی کو 2017 کا بہترین ایوارڈ ملا۔ بیسٹ ای سی اے (برا؟ مدی قرضہ دینے والی ایجنسی) نامی یہ ایوارڈ ای سی جی سی کو مختلف ملکوں کی 15 کمپنیوں کے مابین حاصل ہوا۔

جہاں تک درمیانہ اور طویل مدتی برآمداتی سیکٹر کا تعلق ہے، ای سی جی سی ہی وہ کمپنی ہے جو جی او آئی کے نیشنل ایکسپورٹ انشورنس اکاؤنٹ (این ای آئی اے) کا انتظام سنبھالتی ہے، جو بیرون ملک پروجیکٹوں اور دیگر ٹھیکوں کے لئے انشورنس امداد فراہم کرتا ہے۔ پچھلے سال اس اسکیم کے تحت 29 ملکوں میں کل ملا کر 35000 کروڑ روپئے کی مالیت کے 76 ٹھیکوں کو پورا کیا گیا۔ ای سی جی سی مختلف ملکوں کی 70 سے زیادہ ایس سی ایز کی ایسوسی ایشن 'برنے یونین' کی انتظامی کمیٹی کی ایک ممبر بھی ہے۔ ای جی سی ہی برکس ای سی ایز فورم اور جی 12 میٹنگوں میں ہندوستان کی نمائندگی کرتی ہے۔ بین الاقوامی ورکنگ گروپ (آئی ڈبلیو جی) فورم میں ہونے والے بحث مباحثوں میں ای سی جی سی کے ذریعے فراہم معلومات سے مدد ملتی ہے۔ اسے یہ معلومات برآمدی قرضے، انشورنس اور گارنٹی کے بارے میں بین الاقوامی فوروں سے حاصل ہوتی ہے۔

☆☆☆

محمد کاشف

خوابوں کا شہر اسمارٹ سٹی

کسی شہر کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے اس کے شہریوں کی اہمیت مرکزی نوعیت کی ہے۔ انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ تمام شعبوں اور علاقوں میں شہروں کی شرکت کے لئے مواقع پیدا کرے۔ اسمارٹ شہروں میں گورننس کا ایسا ڈھانچہ ضرور ہونا چاہئے جو شہروں کی شراکت کی حوصلہ افزائی کرسکے۔

ہندوستان میں اسمارٹ سٹی بنانے کے لئے حکومت نے متعدد سمت میں پیش رفت کی ہے۔ اس نے کئی ایجنسیوں سے اس سلسلے میں سمجھوتے کئے ہیں۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسمارٹ سٹی کیوں ضروری ہے۔ اس کا جواب ہے کہ اسمارٹ سٹی اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو ایک پروقار زندگی جینے کا پورا حق ہے۔ اسمارٹ سٹی میں صفائی ستھرائی، ہمہ وقت پانی اور بجلی کی سہولیات کے علاوہ پارک کی سہولت بھی ہوگی تا کہ لوگ آزاد فضا میں سانس لے سکیں۔ ایک ایسا شہر جہاں ہر طرح کی سہولیات ہوں، آمدورفت آسان ہو، حد سے زیادہ صفائی ہو، ای سہولیات ہو اور آپ کو گھر بیٹھے دنیا کی معلومات فراہم ہوں، اس سمت میں تیزی سے کام جاری ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کے اس قدم سے نہ صرف ملک میں شہروں کی تصویر بدل جائے گی بلکہ ہم وطنوں کو بھی بالکل نئی طرز کے شہروں میں زندگی کا لطف اٹھانے کا موقع ملے گا۔ اسمارٹ سٹی پہل کے تحت وہاں رہنے والے لوگوں کو اہم بنیادی تعمیری خدمات قابل رسائی کرانے پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔

اسمارٹ سٹی کے لئے شہروں کا انتخاب بھی ہو چکا ہے۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے کئی معاہدات بھی کئے جا چکے ہیں۔ آئندہ پانچ برسوں میں 100 اسمارٹ شہروں کی تعمیر کے لئے مرکز نے 48000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ ملک کے شہری سیکٹر کو تیزی سے ساتھ تیار کرنے کے اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھاگے ہوئے وزیر اعظم اور ان کی کابینہ نے آئندہ پانچ برسوں میں دو نئی شہری مہم کے تحت شہری ترقی پر تقریباً ایک لاکھ کروڑ روپے کے اخراجات کو منظوری دی ہے۔ بالترتیب 48000 کروڑ روپے اور 50000 کروڑ روپے کے صرفہ سے اس کی شروعات کی جارہی ہے۔ یہ دو منصوبوں اسمارٹ سٹی مہم اور 500 شہروں کی تعمیر نو اور شہری تبدیلی کے لئے اٹل مہم (اے ایم آر یو ٹی) ہیں۔ اسمارٹ شہر اور امروت دونوں ہی ایک خاص ذریعے سے ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ امروت 5000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کے ذریعہ واٹر سپلائی، سیوریج انتظام، طوفانی پانی کا راستہ، بچوں کی سہولیات کو پورا کرنے کے لئے خصوصی منصوبہ بندی کے ساتھ نقل وحمل اور سبز علاقوں اور ایئرپورٹ کی ترقی کی شامل ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہندوستانی معیشت مسلسل ترقی کی جانب رواں دواں ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ لبرلائزیشن او رنئ جنزیشن اصلاحات کے ساتھ منظّم منصوبہ بندی اور ہندوستانی معیشت کی اپنی فطری طاقت نے اس ترقی کے لئے راستہ ہموار کیا ہے لیکن ہمہ جہت ترقی کو یقینی بناتے ہوئے آگے بڑھنا کوئی سہل کام نہیں۔ اقتصادی ترقی کی سرگرمیوں اور شہر کاری میں اضافہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ تیز رفتار اقتصادی سرگرمیوں کی وجہ سے لوگ بہتر روزگار اور زندگی کی تلاش میں دیہی علاقوں سے بڑے پیمانے پر شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے

الیف 181، سکنڈ فلور، شاہین باغ، نئی دہلی

کہ بہت سارے شہر بغیر کسی ماسٹر پلان کے غیر منصوبہ بند ترقی کے منفی اثرات کی مار جھیل رہے ہیں۔ بیشتر شہروں میں مناسب بنیادی ڈھانچہ اور آئی ٹی پر مبنی سروسز کی کافی کمی ہے۔ شہری امیروں اور غریبوں کے درمیان تیزی سے بڑھتی ہوئی خلیج تشویش کا باعث ہے۔ اس سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مجموعی گھریلو پیداوار کا دو تہائی حصہ شہری سیکٹر سے حاصل ہوتا ہے۔ شہر ملک کی اقتصادی تاقی

کا وسیلہ ہیں۔ شہروں میں جدید ترین بنیادی ڈھانچہ کی سہولیات اور سروس ڈلیوری میکا نزم کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ اسی لئے حکومت نے اسمارٹ سٹی مشن کی ضرورت محسوس کی۔ اس میں بنیادی انفرااسٹرکچر خدمات مثال کے طور پر پینے کے صاف پانی کی خاطر خواہ سپلائی، صفائی ستھرائی، کچروں کو ٹھکانے لگانے کا انتظام، آمد و رفت اور پبلک ٹرانسپورٹ کی عمدہ سہولت، تیز رفتار آئی ٹی کا استعمال، غریبوں کے لئے قابل استطاعت مکان وغیرہ کی فراہمی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ حکومت نے ملک میں سو اسمارٹ شہروں کی تعمیر کا منصوبہ ہمہ جہت ترقی پر مبنی اسمارٹ اور پائیدار ترقی کو یقینی بنانے کے مقصد سے شروع کیا ہے۔ ماہرین کے مطابق اسمارٹ سٹی مشن کے تحت جہاں ایک طرف روایتی پرانے شہروں کو جدید سہولیات سے لیس کیا جائے گا، وہیں ان شہروں کے قریب ہی اسمارٹ سٹی کے نام سے مضافات تیار کئے جائیں گے۔

اسمارٹ سٹی میں پینے کے پانی، بجلی، ردی کی ٹوکری کے انتظام، سیوریج، سائبر کنکشن، سڑک، ریلوے اسٹیشن اور ائیر پورٹ سے وابستگی، عمارت اور تباہی کے انتظام کی جدید ہولیات ہوں گے۔ اس کے علاوہ وہاں تعلیم، صحت، تفریح، تمام طبقے کے لئے رہائش وغیرہ کی سہولت دینے پر بھی غور کیا جائے گا۔

حکومت کا مقصد صرف نئے اسمارٹ شہر بنانا نہیں بلکہ پرانے شہروں کی تزئین کاری بھی اس میں شامل ہے۔ اس سلسلے بودھ گیا، اجمیر اور امرتسر جیسے کئی ثقافتی اور روحانی اہمیت کے حامل شہروں کو بھی دوبارہ تزئین کر کے انہیں اسمارٹ بنائے جانے کی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔

اسمارٹ سٹی مشن اور امرت کا بنیادی مقصد ملک میں بڑھتی شہر کاری کے چیلنج کا پوری مستعدی کے ساتھ سامنا کرنا اور شہری ترقی کا فائدہ غریبوں تک پہنچانا بھی ہے۔ شہری مقامات تک لوگوں کی زیادہ سے زیادہ رسائی کو یقینی بنا کر اور روزگار کے مواقع بڑھا کر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس بات کی بھی کوشش کی جائے گی کہ وہاں بنیادی تعمیراتی سہولیات اس قدر عمدہ اور بہتر ہوں اور طرز تعمیر اتنی سادہ اور سہل ہو کہ وہاں کوئی کاروبار یا تجارت کو بہ آسانی شروع کیا جاسکے اور اسے فروغ دیا جاسکے۔

اسمارٹ سٹی مہم کے تحت شہری علاقوں میں زندگی کے شاندار معیار کے لئے حقیقی بنیادی ڈھانچے، صاف اور طویل مدتی ماحولیاتی اور موثر حل اپنانے کو یقینی بنانا ہے۔ ترقی یافتہ شہری مشن کا مقصد مہم کے تحت اعلیٰ درجے کے شہری ماحول کی اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ دینا ہے جس سے عوامی نقل و حمل کو فروغ دینے اور اسے عوامی مقام تک پہنچانے کے ذریعے غریبوں کو شہری ترقی کے فوائد فراہم کرنا ہے۔

جب ہم اسمارٹ سٹی کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں ایسے شہروں کا خیال آتا ہے جو بہتر طور پر کام کرنے والے ہوں اور جہاں سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا ہو۔ شہر جہاں ہر ایک کی بنیادی خدمات تک رسائی ہو، خدمات کی فراہمی کے موثر طریقے سے ہو رہی ہو، شہر صاف ستھرے ہوں، ایک بہترین ٹرانسپورٹ سسٹم، سائیکل چلانے کے لئے الگ راستے ہوں، پیدل چلنے والوں کے لے علاحدہ راستے ہوں۔ ہر طرف ہریالی ہو، تالاب ہوں، ماحولیات سے ہم آہنگ عمارتیں ہوں، ماحولیات سے ہم آہنگ توانائی ہوں، ای گورننس، روزمرہ کی زندگی میں ڈیجیٹل ٹکنالوجی کا استعمال ہو، بہتر انفارمیشن اور کمیونی کیشن سسٹم ہو۔ ہمیں اپنے شہروں کو بدلنے کے لئے ان تمام محاذوں پر کام کرنا ہوگا۔ اسمارٹ سٹی میں مستقبل کی ضرورتوں اور مستقبل میں ہونے والی توسیع کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ اسمارٹ شہروں میں تکنالوجی، مالیات، ڈاٹا رسائی، توانائی، ماحولیات، ماحولیاتی تبدیلی کا مقابلہ کرنے کی اہلیت، ڈزاسٹر رسک مینجمنٹ جیسے پہلو شامل ہوں گے۔

شہری ترقی کی وزارت نے اسمارٹ سٹی مشن کے تحت 96 شہروں کے لئے 2 کروڑ روپے فی کس کی شرح سے 194 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ 98 اسمارٹ سٹی امیدواروں کی اب تک شناخت کی گئی ہے جن کے لئے وزارت داخلہ جلد ہی مرکز کے زیر انتظام دلی اور چنڈی گڑھ کو فنڈس کی منظوری دے گی۔ گیارہ ریاستوں کے 38 اسمارٹ سٹی نمائندگان جنھوں نے یہاں شہری ترقیات کے وزیر کے ذریعہ منعقدہ علاقی ورکشاپ میں شرکت کی، کے لیے منظوری احکامات جاری کردئے ہیں۔ جموں وکشمیر اور اتر پردیش کے ایک ایک شہر کے

اسمارٹ سٹی مشن میں شمولیت کے لئے شناخت کیا جانا ابھی باقی ہے۔ بعد میں الیکٹرونک منتقلی نظام کے ذریعہ متعلقہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو فنڈس منتقل کردیئے گئے۔ مذکورہ مشن کے تحت ہر شہر کے لئے 2 کروڑ روپے، شہری سطح پر اسمارٹ سٹی منصوبے کی تیاری جس میں تکنیکی تعاون اور معاون ایجنسیں (ہنڈ ہولڈنگ) شامل ہیں، کے لیے فراہم کرائے گئے ہیں۔

کسی شہر کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے اس کے شہریوں کی اہمیت مرکزی نوعیت کی ہے۔ انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ تمام شعبوں اور علاقوں میں شہروں کی شرکت کے لئے مواقع پیدا کرے۔ اسمارٹ شہروں میں گورننس کا ایسا ڈھانچہ ضرور ہونا چاہئے جو شہروں کی شراکت کی حوصلہ افزائی کرسکے۔ اس سے شہریوں کو محسوس ہوگا کہ یہ شہر ان کا اپنا ہے اور وہ بھی اس کی فیصلہ سازی کا حصہ ہیں۔ لیکن شہریوں کو بنیادی ڈھانچہ اور خدمات کی دیکھ بھال کے لئے ذمہ دار بھی بنانا ہوگا۔ اسمارٹ سٹی شہروں میں ہائی ٹیک حل فراہم کرنے کے لئے اطلاعات، تعلیم اور مواصلات ضرورت ہوگی تاکہ شہریوں کے رویے اور مزاج میں تبدیلی لائی جاسکے۔ اس سمت میں حکومت نے تیزی سے پیش رفت کی ہے۔ تجارت اور صنعت کی وزیر مملکت (آزادانہ چارج) محترمہ نرملا سیتا رمن نے 7 ستمبر کی منسک، بیلا روس میں ہند بیلا روس بین حکومتی کمیشن برائے تجارت، معیشت، سائنسی اور ٹکنالوجیکل کلچرل تعاون کے ساتویں اجلاس کی مشترکہ طور پر صدارت کی۔ بیلا روس کے وفد کی قیادت وہاں کے وزیر صنعت جناب وٹالی میخائلووچ ووک نے کی۔ میٹنگ کے دوران اس بات سے اتفاق کیا گیا کہ دونوں فریقوں کی موجودہ تجارتی سطح 400 ملین ڈالر دونوں ملکوں کے درمیان لین دین کی گہری صلاحیت کی عکاسی نہیں کرتی' لہٰذا 2018 کے لئے تجارتی ہدف ایک بلین ڈالر مقرر کرنے پر اتفاق کیا گیا۔ دونوں فریقوں نے دواوں اور کان کنی کی مشینری، توانائی، کیمیاوی کھاد اور سیاحت میں تعاون کے امکانات تلاش کرنے سے اتفاق کیا۔ محترمہ نرملا سیتا رمن نے بیلا روس کے صدر جناب الکزانڈر لوخاشنکو سے بھی ملاقات کی جس میں ہندستانی دوا ساز کمپنیوں کو بیلا روس دوائیں برآمد کرنے میں پیش دشواریوں، پوٹاش کھاد اور ہندستانی بیوپاریوں کی ویزا سے متعلق تشویش کے موضوعات زیر غور آئے۔ ان تمام اقدامات سے امید کی جاتی ہے کہ اسمارٹ سٹی کا یہ خواب ضرورت شرمندہ تعبیر ہوگا۔

☆☆☆

اترپردیش میں پردھان منتری بھارتیہ جن اوشدھی پری یوجنا کے 1000 کیندر کھولے جائیں گے

☆ سڑک، ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں و جہاز رانی، کیمیکلز اور کھادوں کے مرکزی وزیر مملکت جناب من سکھ لال منڈویا نے اترپردیش میں ایک ہزار پردھان منتری بھارتیہ جن اوشدھی پری یوجنا کیندر پی ایم بی جے پی کھولنے کے لیے یو پی سرکار اور مرکزی حکومت کے درمیان مفاہمت نامہ پر دستخط کی تقریب کی صدارت کی۔ یہ تقریب لکھنؤ میں اترپردیش کے صحت کے وزیر جناب سدھارتھ ناتھ سنگھ اور صحت کے مرکزی وزیر مملکت ڈاکٹر مہیندر سنگھ کی موجودگی میں منعقد ہوئی۔ کیمیکلز اور کھادوں کی وزارت کے تحت فارما پی ایس یوز آف انڈیا کے بیورو نے حکومت ہند کی جانب سے مفاہمت نامہ پر دستخط کیے جب کہ جامع صحت اور مربوط خدمات کے لیے ریاستی ایجنسی نے اترپردیش حکومت کی نمائندگی کی۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے من سکھ لال نے کہا کہ وزیراعظم جناب نریندر مودی کی ویژن (سوچ) کے مطابق پی ایم بی جے پی اسکیم کے تحت حکومت کی ترجیح معاشرے کے غریب اور محروم طبقوں کو سستے داموں پر معیاری دوائیں فراہم کرانا ہے۔ وزیر موصوف نے مزید کہا کہ اس اسکیم کے تحت دستیاب دوائیں، اعلیٰ ترین معیار پر پوری اترتی ہیں اور حکومت کے ذریعے کافی کم داموں پر دستیاب کرائی جاتی ہیں۔ دل کے مریضوں کے لیے اسٹینٹ (Stent) کی قیمت میں تقریباً 85 فیصد کی کمی کی گئی ہے۔ جس سے ان غریب مریضوں کو فائدہ ہوگا جو اس سے پہلے انھیں مہنگی ہونے کی وجہ سے حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ وزیر موصوف نے مطلع کیا کہ پی ایم بی جے پی اسکیم کے تحت ملک بھر میں کھولے گئے جن اوشدھی کیندروں میں سستے داموں پر 600 سے زیادہ دوائیں اور 150 سرجیکل اور دیگر میڈیکل آئٹم دستیاب کرائے جارہے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت دستیاب دواؤں کی تعداد میں ایک ہزار تک کا اضافہ کیا جائے گا۔ حکومت ہند ان لوگوں کو دو لاکھ پچاس ہزار روپئے تک کی مالی امداد بھی دے رہی ہے جو اس اسکیم کے تحت کیندروں کو کھولتے ہیں۔ اس موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اترپردیش کے صحت کے وزیر جناب سدھارتھ ناتھ سنگھ نے کہا کہ سرکاری اسپتالوں اور کمیونٹی ہیلتھ سینٹروں میں ایک ہزار اسٹور کھولے جائیں گے۔ اور معاشرے کے غریب اور محروم طبقے اس اسکیم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جناب سنگھ نے مطلع کیا کہ کابینہ نے اسپتال کے احاطوں میں اس طرح کے کیندر کھولنے کی پہلے اجازت دے دی ہے اور تقریباً چار سو جن اوشدھی کیندروں کو الاٹ منٹ کردیا گیا ہے۔ تقریب کے دوران من سنگھ لال نے ریاست کے لیے پی ایم بی جے پی اسکیم کی ویب سائٹ کا بھی افتتاح کیا۔ یہ ویب سائٹ لوگوں کو اسکیم کے بارے میں جاننے میں مدد فراہم کرے گی۔ ساتھ ہی یہ ویب سائٹ جن اوشدھی کیندروں کی جگہ کے بارے میں جانکاری فراہم کرے گی۔

یوم آزادی کے موقع پر صدر جمہوریہ کا قوم کے نام خطاب

☆**ملک** کی تعمیر میں مصروف میرے عزیز ہم وطنو! آزادی کے 70 سال مکمل ہونے پر آپ سب کو بہت بہت مبارک باد۔ ہمارا ملک کل 71 واں یوم آزادی منانے جارہا ہے۔اس موقع پر میں آپ سب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔15 اگست 1947 کو ہمارا دیش ایک آزاد ملک بنا۔ خودمختاری پانے کے ساتھ ساتھ اسی دن ملک کی قسمت طے کرنے کی ذمہ داری بھی برطانوی حکومت کے ہاتھوں سے ہم ہندوستانی عوام کے پاس آ گئی۔کچھ لوگوں نے اس عمل کو 'اقتدار کی منتقلی' بھی کہا۔لیکن حقیقت میں یہ صرف اقتدار کی منتقلی نہیں تھی ۔یہ ایک بہت بڑی اور وسیع تبدیلی کی گھڑی تھی۔ یہ ہمارے پورے ملک کے خوابوں کا حقیقت میں تبدیل ہونے کا وقت تھا۔۔ایسے خواب جو ہمارے آباواجداد نے اور مجاہدین آزادی نے دیکھے تھے۔اب ہم ایک نئے ملک کا تصور کرنے اور اس کی تعمیر کرنے کے لئے آزاد تھے۔

ہمارے لئے یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ آزاد ہندوستان کے ان کے خواب کی جڑیں ہمارے عام گاوں' غریب اور محروم طبقات اور ہمارے ملک کی ہمہ جہت ترقی میں پیوست تھیں۔آزادی کے لئے ہم ان تمام ان گنت مجاہدین آزادی کے مقروض ہیں جنہوں نے اس کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔کٹور کی رانی چینمّا' جھانسی کی رانی لکشمی بائی' ہندوستان چھوڑو تحریک کی ہیروئین اور شہید ماتانگنی حاجرہ جیسی بہادر خواتین کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ماتانگنی حاجرہ تقریباً 70 سال کی بزرگ خاتون تھیں۔بنگال کے تملک میں ایک پرامن احتجاجی مظاہرہ کی قیادت کے دوران برطانوی پولیس نے انہیں گولی ماردی تھی۔ ان کے لبوں سے نکلنے والے آخری الفاظ تھے 'وندے ماترم' اور ہندوستان کی آزادی ان کی آخری دلی خواہش تھی۔ملک کے لئے جان کی بازی لگانے والے سردار بھگت سنگھ' چندر شیکھر آزاد' رام پرساد بسمل' اشفاق اللہ خان اور برسا منڈا جیسے ہزاروں مجاہدین آزادی کو ہم کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔آزادی کی لڑائی کے آغاز سے ہی ہم خوش قسمت رہے کہ ہمیں ملک کی رہنمائی کرنے والی متعدد عظیم شخصیات اور انقلابی رہنماؤں کا آشیرواد حاصل رہا ہے۔ان کا مقصد صرف سیاسی آزادی حاصل کرنا نہیں تھا۔ مہاتما گاندھی نے سماج اور قوم کے کردار کی تعمیر پر زور دیا۔ گاندھی جی نے جن اصولوں کو اپنانے کی بات کہی تھی' ہمارے لئے ان کی اہمیت آج بھی برقرار ہے۔آزادی اور اصلاح کے لئے ملک گیر جدوجہد میں صرف گاندھی جی اکیلے نہیں تھے ۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس نے جب 'تم مجھے خون دو میں تمہیں آزادی دوں گا' کی اپیل کی تو ہزاروں لاکھوں ہندوستانیوں نے ان کی قیادت میں آزادی کی جنگ لڑتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کردیا۔نہرو جی نے ہمیں سکھایا کہ ہندوستان کی صدیوں پرانی وراثت اور روایات کا' جن پر ہمیں آج بھی فخر ہے' ٹکنالوجی کے ساتھ تال میل ممکن ہے اور یہ روایات جدید سماج کی تعمیر کی کوشش میں معاون ہوسکتی ہیں۔سردار پٹیل نے ہمیں قومی اتحاد اور سالمیت کی اہمیت کے تیئں بیدار کیا۔اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی سمجھایا کہ نظم وضبط کا پابند قومی کردار کیا ہوتا ہے۔بابا صاحب بھیم راو امبیڈکر نے آئین کے دائرہ میں رہ کر کام کرنے اور قانون کی حکمرانی کی اہمیت کو اجاگر کیا۔اسی کے ساتھ انہوں نے تعلیم کی بنیادی ضرورت پر بھی زور دیا۔

میں نے ملک کے صرف چند عظیم رہنماؤں کی ہی مثالیں دی ہیں۔میں آپ کو اور بھی بہت ساری مثالیں دے سکتا ہوں۔ہمیں جس نسل نے آزادی دلائی' اس کا دائرہ بہت وسیع تھا۔اس میں بہت گونا گونی بھی تھی۔اس میں خواتین بھی تھیں اور مرد بھی' جو ملک کے مختلف حصوں اور مختلف سیاسی اور سماجی نظریات کی نمائندگی کرتے تھے۔

آج ملک کے لئے اپنی زندگی قربان کردینے والے ایسے ہی بہادر مجاہدین آزادی سے حوصلہ پاکر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔آج ملک کے لئے کچھ کر گذرنے کے اسی جذبے کے ساتھ قوم کی تعمیر میں مسلسل مصروف رہنے کی ضرورت ہے۔اخلاقیات پر مبنی پالیسیوں اور منصوبوں کو نافذ کرنے پر ان کا زور' اتحا اور ڈسپلن میں ان کا محکم یقین' وراثت اور سائنس کے تال میل میں ان کا اعتماد' قانون کی حکمرانی اور تعلیم کا فروغ۔۔ ان تمام باتوں میں شہریوں اور حکومت کے مابین شراکت کا نظریہ کارفرما تھا۔یہی شراکت ہماری قوم کی تعمیر کی بنیاد رہی ہے۔شہریوں اور سرکار کے مابین شراکت' فرد اور سماج کے درمیان شراکت' خاندان اور ایک بڑے سماج کے درمیان شراکت۔میرے عزیز ہم وطنو، اپنے بچپن میں گاوں کی دیکھی ہوئی ایک روایت مجھے آج بھی یاد ہے۔جب کسی خاندان میں بیٹی کی شادی ہوتی تھی تو گاوں کا ہر خاندان اپنی اپنی ذمہ داری تقسیم کرلیتا تھا اور تعاون کرتا تھا۔ذات یا فرقہ کوئی بھی ہو' وہ بیٹی اس وقت صرف ایک خاندان کی ہی بیٹی نہیں بلکہ پورے گاوں کی بیٹی ہوتی تھی۔شادی میں آنے والے مہمانوں کی ضیافت' شادی کے الگ الگ کاموں کی ذمہ داری' یہ سب پڑوسی اور گاوں کے تمام لوگ آپس میں طے کرلیتے تھے۔ ہر خاندان کسی نہ کسی طرح سے مدد ضرور کرتا تھا۔کوئی خاندان شادی کے لئے اناج بھیجتا تھا' کوئی سبزیاں بھیجتا تھا تو کوئی تیسرا خاندان ضرورت کی دیگر چیزوں کے ساتھ حاضر ہوجاتا تھا۔

اس وقت پورے گاوں میں اپنے پن کا جذبہ ہوتا تھا' شراکت کا جذبہ ہوتا تھا' ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ ہوتا تھا۔اگر آپ ضرورت کے وقت اپنے پڑوسیوں کی مدد کریں گے تو فطری ہے کہ وہ بھی ضرورت کے وقت آپ کی مدد کرنے کے لئے آگے آئیں گے۔لیکن آج بڑے شہروں میں صورت حال یکسر مختلف ہے۔ بہت سے لوگوں کو برسوں تک یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پڑوس میں کون رہتا ہے۔اس لئے گاوں ہو یا شہر' آج سماج میں اسی اپنے پن اور شراکت کے جذبہ کو دوبارہ زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔اس سے ہمیں ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھنے اور ان کا احترام کرنے میں نیز ایک متوازن' حساس اور خوشحال سماج کی تعمیر کرنے میں مدد ملے گی۔عزیز ہم وطنو ! آج بھی ایک دوسرے کے خیالات کا احترام کرنے کا جذبہ سماج کی خدمت کا جذبہ اور خود آگے بڑھ کر دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ ہندوستان میں زندہ ہے۔ایسے بہت سے افراد اور تنظیمیں موجود ہیں جو غریبوں اور محروم افراد کی فلاح و بہبود کے لئے بڑی خاموشی اور پوری لگن کے ساتھ کام کررہی ہیں۔

ان میں سے کوئی بے سہارا بچوں کے لئے اسکول چلارہا ہے' کوئی لاچار جانوروں اور پرندوں کی خدمت میں مصروف ہے' کوئی دورافتادہ علاقوں میں قبائلیوں کو پینے کا پانی فراہم کررہا ہے' کوئی ندیوں اور عوامی مقامات کی صفائی میں لگا ہوا ہے۔اپنی دھن میں مگن یہ سبھی قوم کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ ہمیں ان سب سے حوصلہ لینا چاہئے۔قوم کی تعمیر کے لئے ایسے بےلوث افراد کے ساتھ سب کو شامل ہونا چاہئے۔ساتھ ہی حکومت کے ذریعہ کی جانے والی کوششوں کے فوائد ہر طبقے تک پہنچانے کے لئے متحد ہوکر کام کرنا چاہئے۔اس کے لئے بھی شہریوں اور حکومت کے مابین شراکت ضروری ہے۔

☆حکومت نے سوچھ بھارت مہم شروع کی ہے۔۔ لیکن ہندوستان کو صاف ستھرا بنانا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔☆حکومت ٹوائلٹ (TOILET) بنارہی ہے اور ٹوائلٹ بنانے میں مدد کررہی ہے لیکن ان ٹوائلٹ کا استعمال کرنا اور ملک کو کھلے میں رفع حاجت سے پاک کرانا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔☆حکومت ملک میں مواصلاتی انفرااسٹرکچر کو مضبوط بنارہی ہے لیکن انٹرنیٹ کا صحیح مقصد کے لئے استعمال کرنا' علم کی خلیج کو دور کرنا' تعلیم اور اطلاعات تک رسائی میں اضافہ کرنا۔۔ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔☆حکومت بیٹی بچاو بیٹی پڑھاو کے نظریہ کو فروغ دے رہی ہے۔۔لیکن اس امر کو یقینی بنانا کہ ہماری بیٹیوں میں کوئی تفریق نہ ہو اور وہ بہترین تعلیم حاصل کریں۔۔ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔

☆حکومت قانون بناسکتی ہے اور قانون کو نافذ کرنے کے عمل کو مضبوط کرسکتی ہے لیکن روزمرہ کی زندگی میں قانون پر عمل کرنا اور قانون پر عمل کرنے والے سماج کی تعمیر کرنا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔☆حکومت شفافیت پر زور دے رہی ہے' سرکاری تقرریوں اور سرکاری خریداری میں بدعنوانی کو ختم کررہی ہے۔لیکن روزمرہ کی زندگی میں اپنے ضمیر کو جواب دہ بنانا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔☆حکومت نے ٹیکس نظام کو آسان بنانے کے لئے جی ایس ٹی نافذ کیا ہے اور لین دین کو آسان بنایا ہے۔لیکن اسے اپنے ہر لین دین اور بزنس کلچر کا حصہ بنانا ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔مجھے خوشی ہے کہ ملک کے عوام نے جی ایس ٹی کو خوش دلی سے قبول کیا ہے۔حکومت کو جو بھی آمدنی ہوتی

ہے اس کا استعمال قوم کی تعمیر کے کاموں میں ہی ہوتا ہے۔ اس سے کسی غریب اور پسماندہ کو مدد ملتی ہے، گاؤں اور شہروں میں بنیادی سہولیات کی تعمیر ہوتی ہے اور ہمارے ملک کی سرحدوں کی سیکورٹی مضبوط ہوتی ہے۔

میرے ہم وطنو، سال 2022 میں ہمارا ملک اپنی آزادی کے 75 سال مکمل کرے گا۔ اس وقت تک نئے ہندوستان کے لئے کچھ اہم اہداف کو حاصل کرنا ہمارا قومی عزم ہے۔ جب ہم نئے ہندوستان کی بات کرتے ہیں تو ہم سب کے لئے اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ کچھ تو نہایت واضح پیمانے ہیں مثلاً ہر خاندان کے لئے گھر، مانگ کے مطابق بجلی، بہتر سڑکیں اور ٹیلی مواصلات کے ذرائع، جدید ریل نیٹ ورک، تیز اور مسلسل ترقی۔ لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ نیا ہندوستان ہمارے ڈی این اے میں رچے بسے انسانیت کے عنصر کا لازمی جز رہے۔ یہی انسانی قدریں ہمارے ملک اور ہماری تہذیب کی شناخت ہیں۔ یہ نیا ہندوستان ایک ایسا سماج ہونا چاہئے جو مستقبل کی سمت مزید تیزی سے گامزن ہونے کے ساتھ ساتھ حساس بھی ہو۔ ☆ایک ایسا حساس سماج، جہاں روایتی طور پر محروم افراد خواہ وہ شیڈولڈ کاسٹ، شیڈولڈ ٹرائب یا پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہوں، ملک کی ترقی کے عمل کا حصہ بنیں۔ ☆ایک ایسا حساس سماج جو ان تمام لوگوں کو اپنے بھائیوں اور بہنوں کی طرح گلے لگائے، جو ملک کے سرحدی علاقوں میں رہتے ہیں اور بعض اوقات خود کو ملک سے الگ تھلگ محسوس کرتے ہیں۔ ☆ایک ایسا حساس سماج، جہاں وسائل سے محروم بچے، بزرگ، بیمار عمر دراز افراد اور غریب ہمیشہ ہماری توجہ کا مرکز رہیں۔ اور جہاں ہم اپنے دیویانگ بھائیوں اور بہنوں پر خصوصی توجہ دیں تا کہ انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں آگے بڑھنے کے لئے یکساں مواقع حاصل ہوں۔ ☆ایک ایسا حساس اور مساوات پر مبنی سماج جہاں کوئی صنفی تفریق نہ ہو یا مذہب کی بنیاد پر کوئی بھید بھاؤ نہ کیا جائے۔ ☆ایک ایسا حساس سماج جو انسانی وسائل کی شکل والے ہمارے سرمایہ کو مالا مال کرے، جو عالمی معیار کے تعلیمی اداروں میں زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو کم خرچ پر تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتے ہوئے انہیں ہنر مند بنائے اور جہاں معیاری ہیلتھ کیئر اور تغذیہ ایک چیلنج نہ رہے۔ نئے ہندوستان کا مطلب ہے کہ ہم جہاں پر کھڑے ہیں وہاں سے آگے جائیں۔ اسی وقت ہم ایسے نئے ہندوستان کی تعمیر کر سکیں گے جس پر ہم سب فخر محسوس کر سکیں۔ ایسا نیا ہندوستان جہاں ہر ہندوستانی اپنی صلاحیتوں کا اس طرح استعمال کر سکے کہ ہر ہندوستانی کو خوشی محسوس ہو۔ یہ ایک ایسا نیا ہندوستان بنے جہاں ہر شخص کو اپنی پوری صلاحیت استعمال کرنے کا موقع مل سکے اور وہ سماج اور قوم کی تعمیر میں اپنا رول ادا کر سکے۔

مجھے پورا یقین ہے کہ شہریوں اور حکومت کے درمیان مضبوط شراکت کی بنیاد پر نئے ہندوستان کے ان اہداف کو ہم ضرور حاصل کریں گے۔ نوٹ بندی کے وقت لوگوں نے جس طرح بے مثال تحمل اور سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے کالے دھن اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کی حمایت کی، وہ ایک ذمہ دار اور حساس سماج کا ہی عکس ہے۔ نوٹ بندی کے بعد سے ایماندار سماج کی تعمیر کی ہماری کوششوں کو تقویت حاصل ہوئی ہے۔ ہمیں اس جذبے اور اس رفتار کو برقرار رکھنا ہوگا۔ عزیز ہم وطنو، ٹکنالوجی کو زیادہ سے زیادہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے اہل وطن کو با اختیار بنانے اور ایک ہی جست میں غربت کے خاتمے کا ہدف حاصل کرنے کے لئے ٹکنالوجی کا استعمال کرنا چاہئے۔ نئے ہندوستان میں غریبی کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ آج پوری دنیا ہندوستان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہندوستان کو ایک ذمہ دار عالمی شہری، تیزی سے ترقی کرنے والی معیشت اور ماحولیاتی تبدیلی، قدرتی آفات، تصادم، انسانی بحران، شدت پسندی اور دہشت گردی جیسے مختلف بین الاقوامی چیلنجز سے نمٹنے کے لئے حل فراہم کرنے والے ملک کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ ٹوکیو میں 2020 میں ہونے والے اولمپک کھیل دنیا کی نگاہوں میں ہندوستان کا وقار بلند کرنے کا ایک اور موقع فراہم کرتے ہیں۔ آنے والے تین برسوں میں ہمیں اسے ایک قومی مشن کے طور پر اختیار کرنا چاہئے۔ سرکاری ایجنسیوں، اسپورٹس کے ادارے اور کاروباری اداروں کو ایک ساتھ مل کر باصلاحیت کھلاڑیوں کی نشاندہی اور انہیں مدد فراہم کرنی چاہئے۔ انہیں عالمی معیار کی ایسی تربیتی سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں کہ وہ ٹوکیو اولمپک میں زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کر سکیں۔ ہم خواہ ملک میں رہیں یا ہندوستان سے باہر۔۔۔ ایک شہری اور ہندوستان کا سپوت ہونے کے ناطے ہمیں ہر وقت اپنے آپ سے یہ سوال پوچھتے رہنا چاہئے کہ ہم اپنے ملک کے افتخار میں مزید کیسے اضافہ کر سکتے ہیں۔

عزیز ہم وطنو، اپنے خاندان کے بارے میں ہمارا سوچنا فطری ہے لیکن اسی کے ساتھ ہمیں اپنے سماج کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ ہمیں اپنے ضمیر کی اس آواز پر بھی توجہ دینی چاہئے جو ہم سے تھوڑا اور زیادہ بے لوث ہونے کا مطالبہ کرتی ہے، ذمہ داریوں کی ادائیگی سے کچھ اور آگے بڑھ کر ہمیں مزید عمل کرنے کے لئے پکارتی ہے۔ اپنے بچوں کی پرورش کرنے والی ماں صرف اپنی ذمہ داری ہی ادا نہیں کرتی بلکہ وہ ایک ایسی غیر معمولی بے لوث خدمت کا مظاہرہ کرتی ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ ☆ تپتے ہوئے صحراؤں میں اور انتہائی سرد ترین پہاڑوں پر ہماری سرحدوں کی نگہبانی کرنے والے ہمارے فوجی صرف اپنی ڈیوٹی ہی انجام نہیں دیتے بلکہ وہ ملک کی بے لوث خدمت بھی انجام دیتے ہیں۔ ☆ دہشت گردی اور جرائم سے مقابلہ کرنے کے لئے موت کو للکارنے والی ہماری پولیس اور نیم فوجی دستوں کے جوان صرف اپنی ڈیوٹی ہی انجام نہیں دیتے بلکہ وہ ملک کی بے لوث خدمت بھی کرتے ہیں۔ ☆ ہمارے کسان انتہائی مشکل حالات میں بھی ان لوگوں کے لئے محنت کرتے ہیں جو ملک کے کسی دور دراز علاقے میں رہتے ہیں اور جنہیں انہوں نے کبھی دیکھا بھی نہیں ہے۔ یہ کسان صرف اپنی ڈیوٹی انجام نہیں دیتے بلکہ بے لوث جذبہ سے ملک کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ☆ قدرتی آفات کے بعد راحت اور بچاؤ کے کاموں میں دن رات مصروف رہنے والے حساس شہری، رضا کار تنظیموں سے وابستہ افراد اور سرکاری ایجنسیوں میں کام کرنے والے ملازمین صرف اپنی ڈیوٹی انجام نہیں دیتے بلکہ وہ بے لوث جذبہ کے ساتھ ملک کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک اپنے اندر بے لوث خدمت کا یہ جذبہ پیدا نہیں کر سکتا ہے؟ مجھے یقین ہے کہ ہم ایسا ضرور کر سکتے ہیں اور ہم نے ایسا کیا بھی ہے۔ وزیر اعظم کی ایک اپیل پر ایک کروڑ سے زیادہ خاندانوں نے اپنی مرضی سے ایل پی جی پر ملنے والی سبسڈی چھوڑ دی۔ ایسا ان خاندانوں نے اس لئے کیا تا کہ ایک غریب خاندان کی رسوئی تک گیس سلنڈر پہنچ سکے اور اس خاندان کی خواتین چولہے کے دھوئیں سے ہونے والی آنکھوں اور پھیپھڑے کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔ میں سبسڈی چھوڑنے والے ایسے خاندانوں کو سلام کرتا ہوں۔ انہوں نے جو کیا وہ کسی قانون یا سرکاری حکم کی پابندی نہیں تھی بلکہ اس فیصلے کے پیچھے ان کے ضمیر کی آواز تھی۔ ہمیں ایسے خاندانوں سے سبق لینا چاہئے۔ ہم میں سے ہر ایک کو سماج میں تعاون کرنے کے طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو کوئی ایک ایسا کام منتخب کرنا چاہئے جس سے دوسروں کی مدد ہو سکے اور کسی غریب کی زندگی میں تبدیلی آ سکے۔ قوم کی تعمیر کے لئے سب سے ضروری ہے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں پر پوری توجہ دیں۔ اقتصادی یا سماجی حالات کی بنا پر ہمارا کوئی بھی بچہ پیچھے نہ رہ جائے۔ اس لئے میں قوم کی تعمیر میں مصروف آپ تمام لوگوں سے سماج کے غریب بچوں کی تعلیم میں مدد کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔ اپنے بچے کے ساتھ ہی کسی ایک اور بچے کی تعلیم میں بھی مدد کریں۔ یہ مدد کسی بچے کا اسکول میں داخلہ کروانا ہو سکتا ہے، کسی بچے کی فیس ادا کرنا ہو سکتا ہے یا کسی بچے کے لئے کتابیں خریدنا ہو سکتا ہے۔ اپنے بچے کے علاوہ زیادہ نہیں صرف ایک بچے کی پڑھائی میں مدد کریں۔ سماج کا ہر شخص بے لوث جذبہ سے ایسے کام کر کے قوم کی تعمیر میں اپنا رول ادا کر سکتا ہے۔ آج ہندوستان عظیم حصولیابیوں کی دہلیز پر کھڑا ہے۔ اگلے چند برسوں میں ہم ایک مکمل خواندہ سماج بن جائیں گے۔ ہمیں تعلیم کے معیار کو مزید بلند کرنا ہوگا تبھی ہم ایک مکمل تعلیم یافتہ سماج بن سکیں گے۔ اس مشن کے حصول میں ہم سب شراکت دار ہیں۔ جب ہم ان اہداف کو حاصل کریں گے تو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ملک میں ہونے والی زبردست تبدیلیوں کا مشاہدہ کریں گے اور اس فیصلہ کن تبدیلی کے شریک کار بنیں گے۔ ڈھائی ہزار سال قبل گوتم بدھ نے کہا تھا اپ دیپو بھو یعنی اپنا چراغ خود بنو۔ اگر ہم ان کی تعلیم کو اپناتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اسی جوش و خروش کے ساتھ آگے بڑھیں جو ملک کی آزادی کی تحریک کے دوران ہمارے اندر موجود تھی تو ہم سوا کروڑ چراغ بن سکتے ہیں جو ایک نئے ہندوستان کے راستے کو روشن کرے گا۔ میں ایک بار پھر آپ تمام لوگوں کو ملک کی 71 ویں یوم آزادی کے موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جے ہند وندے ماترم۔